[illegible]

مرزا غالبؔ

کے

پنج آہنگ

کا

قدیم ترین خطی نسخہ

(عکسی ایڈیشن)

تقدیم

ڈاکٹر حنیف نقوی
صدر شعبۂ اردو
بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

نام بنک رنگاں مناں مکن

مرزا غالب

کے

پنج آہنگ

کا

قدیم ترین خطی نسخہ

(عکسی ایڈیشن)

تقدیم

ڈاکٹر حنیف نقوی
صدر شعبۂ اردو
بنارس ہندو یونیورسٹی

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵
صدر دفتر:
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵
شاخیں :
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، اردو بازار، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی۔ ۴۰۰۰۰۳
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲

اشاعت ۱۹۹۷ء

قیمت : پچھتّر روپے

پاکیزہ آفسٹ، محمد پور روڈ، شاہ گنج، پٹنہ۔ ۶ میں طبع ہوئی

حرفے چند

پنج آہنگ کا نسخۂ بنارس ڈاکٹر حنیف نقوی کی دریافت کے مطابق قدیم ترین مکمل نسخہ ہے، اس لیے اپنی اہمیت کے پیش نظر عکسی طور سے پیش کیا جا رہا ہے۔

——— ادارہ

مولوی مہیش پرشاد

کے نام

جن کی محققانہ کاوشوں سے بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں

غالب شناسی کا آغاز ہوا

مقدمہ

ہندستانی ادیبوں میں مرزا غالب اس اعتبار سے یقیناً ایک یگانۂ روزگار شخصیت ہیں کہ وہ دو مختلف زبانوں یعنی اردو اور فارسی اور نظم و نثر دونوں میدانوں میں یکساں شہرت و مقبولیت کے مالک ہیں اور انکی ہر تحریر توجہ اور دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر وہ غزل کے شاعر ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ایک طرف اردو غزل ان کی بدولت فکر و فن کی انتہائی بلندیوں تک پہنچی ہے تو دوسری طرف ان کی فارسی غزل بھی ہند ایرانی تمدن کی بہترین نمائندہ ہے اور سبک ہندی کے سرمائے میں آخری قابل قدر اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح جہاں انھوں نے اردو نثر میں اپنے خطوط کے ذریعے مکتوب نگاری کے ایک طرز جدید اور انشا پردازی کے ایک سدا بہار اسلوب کی بنیاد رکھی وہیں فارسی نثر میں بھی "دستنبو" "مہر نیم روز" اور "قاطع برہان" جیسی مستقل تصانیف کے علاوہ ان کے خطوط، ان کے دیباچے اور تقریظیں بھی انھیں ایک صاحب طرز انشا پرداز کی حیثیت سے ایک مقام بلند عطا کرتی ہیں۔ یہ منتشر تحریریں، جو نصابی نوعیت کے دو رسالوں اور منتخب فارسی اشعار کے ایک مختصر مجموعے کے ساتھ "پنج آہنگ" میں یکجا کر دی گئی ہیں۔ غالب کے اردو خطوط کی طرح ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور ان کے عہد کے تاریخی و تہذیبی عوامل اور سیاسی و سماجی کوائف کے مطالعے کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔ جس طرح غالب کو اپنی فارسی شاعری پر ناز تھا اور وہ اسے "نقش ہائے رنگ رنگ" کا مجموعہ قرار دیتے تھے، اسی طرح نگارشات فارسی کے اس مجموعے کو بھی وہ فارسی نثر میں اپنا ایک گراں قدر کارنامہ تصور کرتے ہیں۔ نواب علی بہادر خاں مسند نشین باندہ کے نام ایک خط میں ان کا بیان ہے:

"نسخۂ پنج آہنگ ... گفتار فارسی را قانونے است خرد پسند۔ بسا نکتہ ہائے ژرف دراں بکار رفتہ است و فراواں ترکیب ہائے شگرف و لغت ہائے نغز بنگارش در آمدہ۔"

"پنج آہنگ" پہلی بار ۲ اگست ۱۸۴۹ء کو مطبع سلطانی دہلی میں چھپ کر شائع ہوئی۔ دیباچے کے مطابق اس کے مرتب نواب الٰہی بخش خاں معروف کے صاحبزادے اور مرزا غالب کے برادر نسبتی علی بخش خاں ہیں جنھیں غلطی سے رنجور تخلص کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اس کتاب کی ترتیب و تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"در آغاز سال یک ہزار و دو صد و پنجاہ و یک ہجری ... از جے پور بدہلی رسیدم و بکاشانۂ برادر والا شان و آموزگار مہربان مولانا غالب زاد افضالہ فرود آمدم۔ چوں دراں ایام دیوان فیض عنوان کہ مسمّٰی بہ

"میخانۂ آرزو سرانجام" است، تازہ فراہم آمدہ و پیرایۂ اتمام پوشیدہ بود و آنچہ از نثر دراں ہمایوں صحیفہ صورت ارقام داشت، ہمہ را بخدمت والائے آں خسرو اقلیم سخنوری خواندم۔ بخاطر چناں گزشت کہ ہمگی نثر از دیوان برچیدہ یکجا کنم و عبارات متفرقۂ دیگر باآں ربط دہم و سوادِ اوراقے کہ نزدِ منست، ضمیمۂ آں سازم اما از ہجوم افکار و وفور آلام فرصت میسر نمی آمد تا آں کہ ارشاد جناب معلّی القاب ... حکیم رضی الدین حسن خاں بہادر محرکِ آں داعیہ شد و ابرام ذوق افزائے ... پیوند دہِ دل با زبان میر محمد حسین خاں کہ بدرسِ ایں نثرہا با من ہم سبق و شریک گردانیدنِ ورق بودہ اند، باعث تصمیم عزیمت گردید ... لاجرم ایں ارادہ صورتِ ظہور گرفت و سازِ سخنے مشتمل بر پنج آہنگ آراستہ شد"

ان پانچ آہنگوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) آہنگ اول: القاب و آداب و مراتب متعلقۂ آں (۲) آہنگ دوم: مصادر و مصطلحات و لغات فارسی (۳) آہنگ سوم: اشعارِ مکتوبی منتخب از دیوانِ رشکِ گلستان کہ در مکاتبات بکار آید (۴) آہنگ چہارم: خطبِ کتب و تقاریظ و عباراتِ متفرقہ (۵) آہنگ پنجم: مکاتبات۔

۱۸۴۹ء کے بعد مستقل کتابی صورت میں یا کلیاتِ نثرِ غالب کے ایک حصے کے طور پر وقتاً فوقتاً "پنج آہنگ" کے جو ایڈیشن شائع ہوئے، ان میں پہلے تین آہنگوں میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ البتہ تیسرے اور چوتھے آہنگ میں برابر اضافے ہوتے رہے۔ کلیاتِ نثرِ غالب کا مطبع نول کشور سے شائع شدہ دوسرا ایڈیشن جو ۱۸۷۱ء میں منظر عام پر آیا اس سلسلے کی آخری کڑی ہے جس کے آہنگ پنجم میں دو خطوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ہیں وہ اسی اشاعت پر مبنی ہیں۔

"پنج آہنگ" کا نقش اوّل جیسا کہ علی بخش خاں کے بیان سے ظاہر ہے، ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء میں مرتب ہوا ہوگا لیکن اہل علم اب تک کسی ایسے قلمی نسخے کی نشان دہی میں کامیاب نہیں ہو پائے ہیں جو اس سنہ میں یا اس کے متصل زمانے میں لکھا گیا ہو، ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی مرحوم نے مجلسِ یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے لیے "تدوینِ نو و تصحیح و تحقیق" کے ساتھ مرتب کردہ "پنج آہنگ" کے خاص ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۶۹ء میں ایک ایسے نسخے کا تعارف ضرور کرایا ہے جو بظاہر حال ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء کا مکتوبہ ہے۔ یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ذخیرہ شیرانی میں محفوظ ہے۔ کاتب نے ترقیمے میں اس کی کتابت سے متعلق مندرجہ ذیل تفصیلات فراہم کی ہیں:

"کتاب ہذا کہ نام "پنج آہنگ" دارد بخط فقیر حقیر احمد حسین ساکن سکندرہ راؤ در بلدہ دہلی باختتام رسید۔ ۱۲۵۱ھ بعہد شہنشاہ زماں اکبر شاہ"

یہ نسخہ فی الوقت ہماری دسترس میں نہیں اس لیے اس کے بارے میں پورے وثوق اور تمام تفصیلات کے ساتھ اظہار رائے نہیں کیا جاسکتا تاہم ابتدا، وسط اور آخر کے بعض اوراق کے عکس اور عابدی صاحب کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء کے کئی برس بعد مرتب ہوا ہے کیونکہ اس میں کئی ایسی تحریریں شامل ہیں جو حتمی طور پر جنوری ۱۸۳۸ء/شوال ۱۲۵۳ھ میں اور اس کے بعد لکھی گئی ہیں۔ ممکن ہے کہ کاتب نے محض بربنائے سادہ لوحی مرتب کے بیان کردہ سنہ (ایک ہزار و دو صد و پنجاہ و یک ہجری) کو ملحوظ رکھتے ہوئے یا پھر اپنے نسخے کو دوسرے نسخوں سے قدیم تر ثابت کرنے کے لیے بالارادہ یہ سنہ لکھ دیا ہو۔ ترقیمہ نگاری کی روایت کے برخلاف سنہ کے ساتھ تاریخ اور مہینے کی عدم موجودگی ہمارے اس قیاس کو تقویت بخشتی ہے۔

عابدی صاحب نے ایک اور قدیم نسخے کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ یہ نسخہ حکیم احسن اللہ خاں کے "حسب الحکم" سید غلام عباس ساکنِ کول (علی گڑھ) محلہ جے گنج نے بروز شنبہ ۲۳ مئی ۱۸۴۰ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۲۵۶ھ کو دہلی میں لکھ کر مکمل کیا تھا۔ موصوف نے جس زمانے میں اس نسخے سے استفادہ کیا تھا، یہ نذیریہ پبلک لائبریری، دہلی کی ملکیت تھا۔ اب یہ قلمی نسخہ جناب کالی داس گپتا رضاؔ کے ذاتی کتب خانے میں منتقل ہو چکا ہے۔ موجودہ معلومات کے مطابق یہ "پنج آہنگ" کا قدیم ترین نسخہ ہے جس کے آخر میں اس کی کتابت کی تاریخ اور اس سلسلے کی دوسری تفصیلات اس انداز میں درج ہیں کہ ان پر اعتبار نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

رضاؔ صاحب کے ذخیرۂ مخطوطات میں اس کتاب کا ایک اور قلمی نسخہ بھی ہے جسے انھوں نے "ناقص الوسط اور ناقص الآخر" بتایا ہے۔ موصوف کی تحریر کے مطابق "یہ مخطوطہ کسی دوسرے مخطوطے کی نقل ہے جسے غالبؔ سمیت اٹھارہ نقل نویسوں نے پورا کیا ہے"۔ (غالبؔ کی بعض تصانیف ص ۱۰۱) رضا صاحب نے اس نسخے کو مئی ۱۸۴۰ء میں لکھے ہوئے مذکورۂ بالا نسخے کی اصل قرار دیا ہے اور بعض داخلی شہادتوں کی بنا پر یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ نسخہ "۱۰ مئی ۱۸۳۹ء سے ۲۳ مئی ۱۸۴۰ء تک کے عرصے میں کسی وقت پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے"۔ (ایضاً ص ۱۰۳)۔

ان تفصیلات کا ماحصل یہ ہے کہ "پنج آہنگ" کے دریافت شدہ قلمی نسخوں میں کوئی ایسا نسخہ شامل نہیں جو مولف کے بیان کردہ زمانۂ تالیف یعنی "مے خانۂ آرزو سرانجام" کی تکمیل کے فوراً بعد کے زمانے میں لکھا گیا ہو۔ سابقہ سطور میں جن نسخوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ بھی جو نسخے راقم السطور کے علم میں ہیں، وہ سبھی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۷ء میں دیوان فارسی پر نظر ثانی کے بعد معرض تحریر میں آئے ہیں۔ آئندہ سطور میں جس نسخے کا تعارف مقصود ہے، وہ اس کلیے سے مستثنیٰ ہے اور باوجود اس کے کہ اس کا زمانۂ کتابت نامعلوم ہے، اسے کسی تردد کے بغیر "پنج آہنگ" کا اولین یا قدیم ترین نسخہ

قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہ نادر قلمی نسخہ جو جا بجا کرم خوردہ ہونے کے باوجود بحیثیت مجموعی اچھی حالت میں ہے، بنارس ہندو یونیورسٹی کے ذخیرۂ لالہ سری رام میں محفوظ ہے۔ ۲۸ × ۱۵ سم سائز اور انیس سطری مسطر کے ۱۱۶ صفحات پر مشتمل یہ نسخہ کسی کم سواد اور غلط نویس کاتب کا لکھا ہوا ہے اور اوسط درجے کے صاف نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ ایک عنوانِ مکتوب "بنام حکیم احسن اللہ خاں" کے علاوہ اس میں کوئی ایسی تحریر موجود نہیں جو کاتبِ نسخہ کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہو۔ یہ عنوان نظر بظاہر خود غالب کے قلم کی تحریر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی۔

بہ اعتبارِ ترتیب یہ نسخہ مطبوعہ نسخوں سے کسی قدر مختلف اور محولہ بالا قلمی نسخوں کے مطابق ہے۔ متداول مطبوعہ نسخوں کے برخلاف اس نسخے میں آہنگوں کی ترتیب اس طرح قائم کی گئی ہے:

(۱) آہنگ اوّل: نثرہائے داخل دیوانِ کرامت نشاں (۲) آہنگ دوم: نثرہائے خارج دیوان۔ (۳) آہنگ سوم: القاب و آداب و مراتبِ متعلقہ آں (۴) آہنگ چارم: اشعارِ مکتوبی منتخب از دیوانِ رشک گلستاں کہ در مکاتبات بکار آید (۵) آہنگ پنجم: مصادر و مصطلحات و لغات فارسی۔

جیسا کہ دیباچے سے نقل کردہ طویل اقتباس کے مندرجات سے ظاہر ہے، علی بخش خاں کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ غالب کے دیوانِ فارسی سے تمام نثری حصّے یکجا کر کے دوسری "عباراتِ متفرقہ" کو ان کے ساتھ مربوط کریں اور جو رسائل پہلے سے مرتب صورت میں ان کے پاس موجود تھے، انھیں ان تحریروں کا ضمیمہ بنائیں۔ یہ ترتیب انھی ترجیحات کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی لیکن بعد میں جب متعدد ترمیموں اور اضافوں کے ساتھ اشاعت کے لیے ایک نیا نسخہ تیار کیا گیا تو اس میں ترجیحات سے متعلق اس حوالے کو علی حالہ برقرار رکھنے کے باوجود آہنگوں کی ترتیب کو یکسر بدل دیا گیا اور پہلے دو آہنگوں میں داخلی طور پر کافی رد و بدل کر کے انھیں بالکل نئی شکل دیدی گئی۔ اس ترتیبِ جدید کے مطابق تیسرے چوتھے اور پانچویں آہنگوں کو جو اصلاً پہلے دو آہنگوں کے ضمیموں کی حیثیت رکھتے تھے، بالترتیب پہلا، تیسرا اور دوسرا مقام حاصل ہو گیا جب کہ آہنگِ اوّل کو "خطب کتب و تقاریظ و عباراتِ متفرقہ" کا نیا عنوان دے کر آہنگِ چہارم بنا دیا گیا اور اسمیں دواوین فارسی و اردو اور گلِ رعنا کے دیباچوں اور خاتموں کے ساتھ دوسروں کی کتابوں پر لکھی ہوئی تقریظیں اور خطوط کے علاوہ وہ تمام متفرق و منتشر تحریریں بھی شامل کر دی گئیں جو "نثرہائے خارج دیوان" کے عنوان سے آہنگِ دوم کا حصّہ تھیں آہنگِ پنجم کو جو پہلے آہنگ دوم تھا، دوسری نگارشات سے پاک کر کے صرف خطوط کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ اگرچہ اس ترمیم کے بعد شائع شدہ نسخے کے دیباچے میں بھی مرتب کی حیثیت سے علی بخش خاں کا نام بدستور موجود ہے مگر بعض

داخلی شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تبدیلیاں اور لفظی و معنوی نوعیت کی دوسری تمام ترمیمیں ان کی بجائے خود غالب کی تجویز کردہ بلکہ انھی کے نتائجِ قلم ہیں۔ اس رد و بدل کا منشا اس کے علاوہ کچھ اور نہیں معلوم ہوتا کہ اس طرح ان تمام تحریروں کے درمیان بہ اعتبارِ زمانہ تقدیم و تاخیر کا تعین کر دیا گیا ہے۔

متداول مطبوعہ نسخوں کا آہنگ اول' القاب و آداب و مراتب متعلقۂ آں" زمانۂ تحریر کے لحاظ سے اس مجموعے کے تمام مشتملات میں مقدم ہے۔ غالب نے اس کے محرکاتِ تصنیف و اسبابِ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"در سالِ یک ہزار و دو صد و چہل و یک ہجری کہ گیتی ستانانِ انگلیسیہ بر بھرت پور لشکر کشیدہ و آں روئیں دژ را در میاں گرفتہ اند، من دریں یورش با جنابِ مستطاب، عم عالی مقدار، فخر الدولہ، دلاور الملک نواب احمد بخش خاں بہادر رستم جنگ... رفیقم و گرامی برادرِ ستودہ خوے مرزا علی بخش خاں بہادر ہم سفر است ... برادر والاقدر... از من آرزو کرد کہ القاب و آداب متعارفہ رسمیہ بروے ہم ریختہ و الفاظ شکر و شکوہ و شادی و غم باہم آمیختہ برائے نامہ نگاراں دستور العمل موجزے ساختہ آید۔"

علی بخش خاں کی اس خواہش کی تعمیل میں یہ رسالہ اسی سفر کے دوران صرف تین دن کے عرصے میں مکمل ہوا۔ معلوم ذرائع کے مطابق غالب اس سفر پر ۲۸ نومبر ۱۸۲۵ء (۱۶ ربیع الثانی ۱۲۴۱ھ) کو دہلی سے روانہ ہوئے تھے اور ۱۸ دسمبر ۱۸۲۵ء (۷ جمادی الاول ۱۲۴۱ھ) کو بھرت پور کا معرکہ سر کر لیا گیا تھا۔ اس پس منظر میں زیرِ بحث آہنگِ اوّل کو دسمبر ۱۸۲۵ء کے نصفِ اوّل کی تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔ بظاہر اس سے پہلے کی کوئی منضبط تحریر "پنج آہنگ" میں شامل نہیں۔

آہنگ دوم "مصادر و مصطلحات و لغاتِ فارسی" بھی مرزا علی بخش خاں کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ "نکات و رقعاتِ غالب" مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے پہلے حصے "نکاتِ غالب" میں جو اس آہنگ کے ایک زمزمے کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے، خود غالب کا بیان ہے کہ انھوں نے فارسی صرف پر یہ رسالہ چالیس برس کے سن میں لکھا تھا۔ ان کے مبینہ سالِ ولادت ۱۲۱۲ھ کو پیش نظر رکھا جائے تو اس بیان کی رو سے اسے ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء کی تالیف ہونا چاہیے لیکن داخلی شہادتوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اسی زمانے میں لکھا گیا ہے جب علی بخش خاں اپنے چچا احمد بخش خاں کے "سایۂ رافت" میں "فکرِ معاش و غمِ معاد" سے آزاد زندگی بسر کر رہے تھے اور غالب سے تحصیلِ زبانِ فارسی میں مصروف تھے۔ اس کی ابتدائی سطور میں ضمناً "زمینے شور" اور "ریگستان" کے حوالوں سے ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی اور جناب کالی داس گپتا رضا نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت علی بخش خان اور مرزا غالب دونوں فیروز پور جھرکا میں مقیم تھے۔ یہ قضیۂ بھرت پور کے اختتام کے مابعد کی بات ہے۔ گویا اسے ۱۸۲۶ء کے اوائل (۱۲۴۱ھ) کی تصنیف ہونا چاہیے۔

امکان یہ ہے کہ غالب نے "پنج آہنگ" کے زمانۂ ترتیب کو ملحوظ رکھ کر اسے چالیس برس کے سن کی تالیف قرار دیا ہوگا۔

آہنگ سوم کو مالک رام صاحب آہنگ اول و دوم کے ساتھ ۱۸۲۵ء کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ علی بخش خان کی فرمائش پر اولاً مرزا نے آہنگ اول و دوم تحریر کیے۔ بعد کو آہنگ سوم لکھا۔ اس میں اپنے دیوان سے انتخاب کر کے وہ اشعار جمع کر دیئے جو خطوط و مکتوبات وغیرہ میں استعمال کیے جا سکتے ہیں۔" (ذکر غالب طبع چہارم، ستمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۸۰) ہمارا خیال یہ ہے کہ اس آہنگ کے عنوان میں "منتخب از دیوانِ رشک گلستاں" کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی ترتیب و تالیف کے وقت دیوانِ فارسی مرتب صورت میں موجود تھا۔ اس اعتبار سے ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء سے قبل اس کا وجود قرینِ قیاس نہیں۔ مثنوی چراغ دیر، مثنوی بادِ مخالف اور قیامِ کلکتہ کے دوران کہی ہوئی غزلوں سے منتخب اشعار سے یہ بہرحال ثابت ہے کہ یہ انتخاب مرزا غالب کی کلکتے سے واپسی یعنی یکم جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر ۱۸۲۹ء کے بعد مرتب ہوا ہے۔ دوسری اہم بات جو اس انتخاب کے سلسلے میں قابلِ عرض ہے، یہ ہے کہ یہ کلی طور پر مرتب کتاب یعنی علی بخش خاں کی پسند اور کوشش و کاوش کا نتیجہ ہے۔ مرزا غالب سے اس کا بس اتنا ہی تعلق ہے کہ اس میں شامل تمام اشعار ان کے زائیدۂ طبع و نتائج فکر ہیں۔ اس ضمن میں مرتب کا یہ بیان قابلِ غور ہے:

"منصبِ من در نگارشِ ایں ابیات جز انتخاب و التقاط نیست۔ ہر کس بہ سلیقۂ ادا شناسی و طرفۂ معاملہ نگاری خویش بر نظم را در نثر نشست تواند داد۔ من کہ سخن پیوندِ سخن گزار و گرد آورندۂ ایں اشعارم، دلِ غم زدہ را بدیں شغل فریب می دہم و بفراہم آوردن اشعارِ تازہ کہ خامہ فرسودِ کس نیست، بر دیرانِ روزگار منتے می نہم۔"

اس بیان کے مطابق مرتب نے صرف "انتخاب و التقاط" سے سروکار رکھا ہے اور اس مجموعے کی ترتیب میں انکی حیثیت محض ایک "سخن پیوندِ سخن گزار و گرد آورندۂ اشعار" کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ شاعر کے علاوہ کوئی اور ہی شخص ہو سکتا ہے اور یہ کوئی اور شخص بالیقین علی بخش خاں ہیں جن کا نام آج بھی مرتب کی حیثیت سے کتاب کے دیباچے میں موجود ہے۔ علاوہ بریں انتخاب اشعار کے اس شغل سے "دلِ غم زدہ" کو فریب دینے کی بات بھی انہی کے حق میں جاتی ہے کیونکہ اس زمانے میں انھیں بقول خود "ہجوم افکار و وفورِ آلام" سے سر اٹھانے کی فرصت میسر نہ تھی۔ مزید برآں "دیرانِ روزگار" پر احسان رکھنے کا دعویٰ بھی مرتب ہی کو زیب دیتا ہے۔ غالب نے اگر یہ بات کہی ہوتی تو خود پسندی و خود ستائی کی عادت کے باوجود وہ یہ انداز اختیار نہ کرتے۔

آہنگ چہارم و پنجم کے بارے میں یہ امر طے شدہ ہے کہ اپنی ابتدائی صورت میں یہ علی بخش خاں کے جے پور سے

دہلی میں ورود اور مرزا غالب کے دولت کدے پر قیام کے زمانے میں مرتب ہوئے تھے۔ بظاہرِ حال انھوں نے یہ کام اپنے برادرِ عم زاد نواب شمس الدین احمد خان والی لوہارو کے ولیم فریزر کے قتل (۲۲ مارچ ۱۸۳۵ء) میں ماخوذ ہونے اور پھانسی پانے (پنجشنبہ، ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء) کے ہنگامہ خیز واقعات کے بعد ذہنی یکسوئی اور فرصت کے کسی لمحے میں شروع کیا ہوگا۔ ان حالات کو پیشِ نظر رکھا جائے تو محتاط اندازے کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان دونوں آہنگوں کی ترتیب اور اس کے بعد بصورت کتاب "پنج آہنگ" کی تالیف ۱۲۵۱ھ کے نصف آخر میں عمل میں آئی ہوگی اور زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے تو اس مدت کو ۱۲۵۲ھ / ۱۸۶۱ء تک بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ امر بہر حال طے شدہ ہے کہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں دیوانِ فارسی کی ترتیب جدید سے قبل اس کتاب کا نقشِ اوّل تیار ہو چکا تھا۔ بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری کا زیرِ بحث قلمی نسخہ، اسی نقشِ اول کی نمائندگی کرتا ہے۔

مخطوطۂ بنارس کا آہنگ اول "نثر ہائے داخل دیوانِ کرامت نشاں" مفصلۂ ذیل تحریروں پر مشتمل ہے :

(۱) دیباچۂ دیوانِ فارسی (۲) دیباچۂ گلِ رعنا (۳) دیباچۂ دیوانِ ریختہ (۴) نامہ بنام نامی نواب سید علی اکبر خاں متولی امام باڑہ ہوگلی بندر (۵) خاتمۂ گل رعنا (۶) خاتمۂ عبارت و باعثِ ترتیب دیوانِ فارسی (۷) خاتمۂ دیوان فارسی۔

"دیباچۂ دیوانِ فارسی" اس نسخے میں "یگانہ یزداں را بندہ باتے کہ بخشیدۂ اوست، سپاس گزارم" سے شروع ہو کر "۔۔ ز الآدم زن و تسلیم لاشو ۔۔۔ بگو اللہ و برق ماسوی شو" پر ختم ہو جاتا ہے۔ "پنج آہنگ" کے متداول مطبوعہ نسخوں اور کلیاتِ نظمِ فارسی کے تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ نسخوں میں اس کے فوراً بعد کسی فصل کے بغیر وہ عبارت شروع ہو جاتی ہے جو اس نسخے میں "خاتمۂ عبارت و باعثِ ترتیب دیوانِ فارسی" کے عنوان سے "خاتمۂ دیوانِ فارسی" سے قبل درج ہے۔ گویا اس نسخے کی دو نگارشات کو یکجا کر کے ایک زیادہ مفصل دیباچے کی شکل دے دی گئی ہے۔ "دیباچۂ گل رعنا" "دیباچہ دیوان ریختہ" اور "خاتمۂ گلِ رعنا" میں سہو قلم یا اغلاطِ کتابت پر مبنی الفاظ کے معمولی فرق کے علاوہ کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ "نامہ بنام نامی نواب سید علی اکبر خاں جو قیامِ کلکتہ کے زمانے کی تحریر ہے اور بہ گمانِ غالب دیوانِ ریختہ یا گل رعنا کے شروع یا آخر کے کسی سادہ ورق پر نقل کر لیا گیا ہوگا، مطبوعہ نسخوں میں حصۂ مکاتیب یعنی آہنگ پنجم میں شامل کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس نسخے کے علاوہ دوسرے قلمی نسخوں میں بھی یہ خط اسی آہنگ کا جز ہے۔

"خاتمۂ دیوانِ فارسی" اس مخطوطے کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس سے اس دیوان کے نقشِ اوّل کے بارے میں جو اہم اور نتیجہ خیز معلومات حاصل ہوتی ہے، وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے، اور بہت سی غلط فہمیوں اور تحقیقی موشگافیوں کے سلسلے میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بات پہلی بار اسی نسخے سے معلوم ہوتی ہے کہ اس دیوان کا مکمل نام

"مے خانۂ آرزو سرانجام" تھا اور یہ ۱۲۵۰ھ میں مرتب ہوا تھا۔ اس سلسلے میں غالب کے بیان کے اہم اجزا درج ذیل ہیں:

"از روزے کہ شمارۂ سنینِ عمر از آحاد فراتر رفت و رشتۂ حیات زحمتِ یازدہمیں گرہ بخود برگرفت، اندیشہ در رہوارد گام فراخ برداشت و گریوہ و مغاکِ بادیۂ سخن پیمودن آغاز نہاد، تا امروز کہ از ہجرت خاتم انبیا علیہ التحیۃ و الثنا یک ہزار و دو صد و پنجاہ سال گذشتہ، رصد نگارِ طالع من باندازۂ خرامشِ پیک آسمانی در مشاہدہ) آثار سالِ سی و ہشتم است، ہنوز شخصِ اندیشہ کیخسروِ این جام و افلاطونِ این خم است۔ رباعی

آنم کہ ز نا سازیِ فرجام نصیب — ہم بیم عدو دارم و ہم ذوقِ حبیب
ز آسائش بہرہ ندارم غالب — تاریخِ ولادتم بود لفظ "غریب"

کیست تا از من پرسد و اگر نا پرسیدہ گویم در دلش فرود آید کہ درین بست و ہشت سال ہمت را با فطرت چہ آویزش ہا روے دادہ ... آنچہ درین اوراق از قطعہ و مثنوی و قصیدہ و غزل و رباعی فراہم آمدہ ہمگی چہار ہزار و دو صد و سی بیت است کہ ہر یک پیرایۂ گلوے لسمل و آویزۂ گوشِ دل تواند بود ... رباعی:-

غالب ایں کارنامہ را نام بگوے — مے خانۂ آرزو سرانجام بگوے
آحاد مگیر و از مآت و عشرات — تاریخِ قبول زیبِ اتمام بگوے..."

یہ عبارت خاتمۂ دیوان کی متداول عبارت سے جن امور میں مختلف ہے، ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) "پنج آہنگ" کے تمام معلوم قلمی نسخوں اور کلیاتِ نظم فارسی کے انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے کتب خانے اور خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں محفوظ مخطوطات میں "تا امروز" کے بعد سنہ ہجری "یک ہزار و دو صد و پنجاہ" کی بجائے "یک ہزار و دو صد و پنجاہ و سہ" درج ہے۔ اسی مناسبت سے اگلے جملے میں "سالِ سی و ہشتم" کو "سالِ چہل و یکم" سے بدل دیا گیا ہے۔ (۲) متداول متن میں پہلی رباعی کے مصرعِ ثانی کے علاوہ باقی تینوں مصرعے بدلے ہوئے ہیں۔ اس کی موجودہ صورت حسبِ ذیل ہے:

غالب چو ز نا سازیِ فرجام نصیب — ہم بیم عدو دارم و ہم ذوقِ حبیب
تاریخِ ولادتِ من از عالمِ قدس — ہم "شورشِ شوق" آمد و ہم لفظِ "غریب"

قیاس یہ ہے کہ یہ رباعی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں اس خاتمۂ دیوان کی تحریر کے وقت ہی کہی گئی ہوگی۔ اس کے متن نے موجودہ شکل بہرحال ۱۲۵۰ھ اور ۱۲۵۳ھ کے درمیان اختیار کی ہے۔ (۳) رباعی کے بعد کے جملے میں مدتِ مشق "بست و ہشت سال" بتائی گئی ہے "پنج آہنگ" اور دیوانِ فارسی کے متذکرۂ بالا قلمی نسخوں میں اس

جگہ "سی سال" درج ہے۔ یہ "تعینِ مدت" "کلیاتِ غالب" کے بعد کے ان تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ نسخوں میں علی حالہٖ برقرار ہے جن میں سالِ ترتیب یا سالِ اشاعت کی مناسبت سے سنہ ہجری اور سنِ عمر دونوں میں ضروری تبدیلیاں کر کے انھیں مطابقِ حال بنا دیا گیا ہے۔ (۴) اس نسخے میں اشعار کی مجموعی تعداد چار ہزار دو سو تیس (۴۲۳۰) متعین کی گئی ہے۔ کلیات کے نسخۂ کراچی میں جو جمعہ ۱۰ شعبان ۱۲۵۲ھ/۱۰ نومبر ۱۸۳۷ء کو مکمل ہوا ہے۔ اولاً تعدادِ اشعار کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ بعد میں نسبتاً خفی قلم سے اس خالی جگہ میں "ہمگی پنج ہزار بیت" کا اندراج کر دیا گیا ہے۔ خدا بخش لائبریری کے مخطوطہ نمبر ۱ میں جس کی تکمیل کتابت کی تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۲۵۴ھ/۴ جون ۱۸۳۸ء ہے، یہ "ہمگی پنج ہزار بیت" اصل متن کے انداز میں لکھا گیا ہے۔ یہی کیفیت "پنج آہنگ" کے ان قلمی نسخوں کی بھی ہے جن تک اہلِ علم رسائی حاصل کر چکے ہیں۔ پٹنہ کے دوسرے نسخے مکتوبہ پانزدہم ذی قعدہ ۱۲۵۷ھ/۲۹ دسمبر ۱۸۴۱ء میں باوجود اس کے کہ اس سے قبل کے دو اندراجات یعنی "یک ہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری" اور "سال چہل و یکم" علی حالہٖ موجود ہیں، یہ تعداد بڑھ کر "شش ہزار بیت" ہو گئی ہے۔ "پنج آہنگ" کے پہلے دونوں ایڈیشنوں میں اسی روایت کا اتباع کیا گیا ہے۔ (۵) آخری رباعی پہلی بار اس نسخے کی وساطت سے منظرِ عام پر آئی ہے، اور غالبؔ کے کلامِ فارسی بالخصوص تاریخ گوئی کے نمونوں میں ایک اہم اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس رباعی کے پہلے دو مصرعوں سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ اس دیوان کا پورا نام "مے خانۂ آرزو سرانجام" تھا اور اس طرح ماہرینِ غالبیات کے درمیان ایک مدت تک جاری رہنے والی اس بحث کا حتمی طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے کہ اس دیوان کا نام "مے خانۂ آرزو" تھا یا "مے خانۂ آرزو سرانجام"؟ اس رباعی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نام میں تاریخ کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے جو بطریقِ ذیل دہائیوں اور سیکڑوں کے زمرے میں آنے والے حروف کے اعداد یکجا کر کے حاصل کی جا سکتی ہے:

مے   خانہ   آرزو   سر   انجام

م ی + خ ن + ر + س ر + ن م

۴۰+۱۰ + ۶۰۰+۵۰ + ۲۰۰ + ۶۰+۲۰۰ + ۵۰+۴۰

۵۰ + ۶۵۰ + ۲۰۰ + ۲۶۰ + ۹۰ = ۱۲۵۰ھ

"پنج آہنگ" اور کلیات کے عام قلمی و مطبوعہ نسخوں میں "خاتمۂ دیوان" اس رباعی کی بجائے مندرجہ ذیل رباعی پر ختم ہوتا ہے ؎

گر ذوقِ سخن بدہر آئیں بودے   اشعارِ مرا شہرتِ پرویں بودے
غالبؔ اگر ایں فنِ سخن دیں بودے   آں دیں را ایزدی کتاب ایں بودے

اس نسخے میں آہنگ اوّل کے خاتمے اور آہنگ دوم کی تمہید کے طور پر مندرجہ ذیل عبارت بھی ملتی ہے جو بعد کے قلمی نسخوں میں بھی موجود ہے مگر مطبوعہ نسخوں سے خارج کر دی گئی ہے:

"للّٰہ الحمد کہ جامع ایں اوراق یعنی علی بخش خانِ سخن مشتاق ہمگی نثر از دیوانِ قبلۂ اہل نظر جناب حضرتِ غالب دامت برکاتہٗ دریں اجزا نقل کردہ آہنگِ اوّل را سرانجام دادہ آمادۂ گذارش دومیں آہنگ شد مخفی نماند کہ نثر ہائے خارج از دیوان بسیار است و جمع کردنِ آں بر متفحص دشوار زیرا کہ دستورِ حضرتِ اخوان پناہی مدظلہٗ العالی آنست کہ در مکاتبات ہرگز مسودہ نمی فرمایند و ہمچنیں قلم برداشتہ می نویسند۔ ناچار انچہ سر دست میسر آمد، دریں آہنگ رقم می پذیرد و اوراق سادہ گذاشتہ می شود تا بعد ازیں انچہ دست بہم دہد، نگارش یابد و نیز بہ احباب اجازتِ ایں معنی دادہ می آید کہ ہر چہ از عباراتِ غالبی در زمان ہائے مختلف بنظر گذرد، آں را دریں آہنگ جا دہند و بر جامع ایں پنج آہنگ منت نہند۔"

آہنگ دوم میں مندرجہ ذیل نگارشات شامل ہیں:

(۱) تقریظ تذکرۂ اردو تالیف نواب مصطفیٰ خاں بہادر (۲) خطبے کہ در تہنیت شادی منشی احمد حسن منشی محمد حسن خاں صاحب نگاشتہ اند (۳) نامہ کہ از دہلی بنام ایں مستہام رقم فرمودہ اند (۴) رقعہ نیز بنام جامع کتاب (۵) خط بنام کمترین کہ از کلکتہ فرستادہ اند (۶) خط کہ نیز از کلکتہ بعقیدت کیش نگاشتہ اند (۷) رقعہ بنام نامی مولوی صاحب والامناقب مولوی محمد صدر الدین خاں بہادر صدر الصدور کہ روزے جناب رضوی صاحب قبلہ بدولت خانۂ شاں تشریف بردہ بودند و حضرت مولوی صاحب بہ کچہری رفتہ بودند۔ (۸) مکاتبہ در جواب خط نواب مصطفیٰ خاں بہادر کہ نواب صاحب غزلے از غزل ہائے خود فرستادہ فرمائش تحریر اشعار فرمودہ بودند۔ (۹) خط بنام یکے از روسائے اکبرآباد۔ (۱۰) نثر کہ بر پشتِ دیوانِ ریختہ رقم فرمودہ بخدمت شیخ امام بخش ناسخ فرستادہ اند (۱۱) خط بمولوی کرم حسین خاں سفیر شاہ اودھ (۱۲) مکتوب بنام سبحان علی خاں (۱۳) بنام نامی نواب مصطفیٰ خاں بہادر (۱۴) نامہ باسم سامی نواب علی اکبر خاں متولی امام بارہ ہوگلی بندر (۱۵) خط بشیخ امام بخش ناسخ (۱۶) عرضداشت بجواب شقۂ صاحب عالم مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر (۱۷) رقعہ بنام نواب مصطفیٰ خاں بہادر (۱۸) رقعہ بنام حکیم احسن اللہ خاں (۱۹) بہ الف بیگ نام دوستے درباب تسمیۂ پسرش

ان میں سے دو تحریریں (۱) تقریظ تذکرۂ اردو تالیف نواب مصطفیٰ خاں بہادر اور (۲) نثر کہ بر پشتِ دیوانِ ریختہ رقم فرمودہ بخدمتِ شیخ امام بخش ناسخ فرستادہ اند، مطبوعہ نسخوں میں آہنگ چہارم کا حصّہ بنادی گئی ہیں۔ باقی سترہ تحریریں جو سب کے سب خطوط ہیں، اسی ترتیب کے ساتھ آہنگ پنجم میں شامل ہیں۔ گویا "پنج آہنگ" کے اس نقش اوّل

کی ترتیب کے وقت تک کل اٹھارہ خطوط (بشمول خط موسومہ نواب علی اکبر خاں، مشمولہ آہنگ اوّل) فراہم ہو سکے تھے۔

اشاعت کے وقت مفصلۂ بالا تحریروں کے عنوانات میں حسب ضرورت و مصلحت جو تبدیلیاں کی گئی ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے: (۱) منشی احمد حسن کی شادی کے تہنیتی خط کے عنوان میں محمد حسن خاں کے نام سے "خان" اور "صاحب" دونوں لفظ حذف کر دیے گئے ہیں اور "نگاشتہ اند" کو "نگاشتہ شد" سے بدل دیا گیا ہے۔ (۲) علی بخش خاں کے نام کے پہلے خط کا عنوان "نامہ کہ از دہلی بنام ایں ستہام رقم فرمودہ اند" مسترد کر کے اس کی جگہ نیا عنوان "نامہ کہ از دہلی بنام مرزا علی بخش خاں بہادر رقم شد" قائم کیا گیا ہے جبکہ دوسرے خط کی ابتدا صرف "ایضاً" سے اور تیسرے اور چوتھے خط کا آغاز "ایضاً از کلکتہ" سے کیا گیا ہے۔ (۳) مولوی صدر الدین خاں کے نام کے خط کے طویل عنوان کو مختصر کر کے "بنام مولوی محمد صدر الدین خاں بہادر صدر الصدور" کر دیا گیا ہے۔ (۴) "خط بنام یکے از رؤسائے اکبر آباد" مطبوعہ نسخوں میں "خط بنام میر اعظم علی مدرس مدرسۂ اکبر آباد" کے عنوان سے منقول ہے۔ (۵) شیخ امام بخش ناسخ کے نام کی تحریر کے عنوان میں "نثر" کو "نثرے" سے، "رقم فرمودہ" کو "رقم نمودہ" سے اور "فرستادہ اند" کو "فرستادہ شد" سے بدل دیا گیا ہے۔ (۶) نواب علی اکبر خاں کے نام کے خط کے عنوان سے اس کا آخری لفظ "بندر" حذف کر دیا گیا ہے۔

آہنگ دوم کی مفصلۂ بالا تحریروں میں معنوی نقطۂ نظر سے وہ نثر سب سے اہم ہے جو دیوانِ اردو کے آخری صفحے پر لکھ کر شیخ ناسخ کو بھیجی گئی تھی۔ عام نسخوں کے مطابق غالب نے اپنا دیوانِ اردو شیخ صاحب کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے انھیں لکھا تھا:

"فرستادنِ ایں فہرستِ نادانی بداں دانا آموزگار نہ ازاں روست کہ طبع آہنگِ نمائش و ہمت بعرضِ تجمل گرائش دارد بلکہ نامہ نگار دریں پردہ سگالی است کہ نیرِ بختِ ایں تیرہ سرانجامانِ قلمرو تحریر بہ لمعانِ نگاہِ قبولِ مولانا روشنی اندوزد و آنچہ بکزلکِ انصاف قائل ازیں اوراق بستردن رسیدہ است، بغازۂ تحسینِ مخدوم رخِ امتیاز افروزد۔"

اس عبارت میں عقیدت وارادت کے نیاز مندانہ اظہار کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں جو ایک نکتہ رس قاری کو چونکا دینے اور اپنی جانب متوجہ کر لینے والی ہو۔ اس کے برخلاف نسخۂ بنارس میں صرف ایک لفظ کے فرق کی وجہ سے یہی عبارت بڑی اہم اور معنی خیز ہو گئی ہے۔ یہ مختلف فیہ لفظ "اصلاح" ہے جسے متداول متن میں "تحسین" سے بدل دیا گیا ہے یعنی "بغازۂ تحسینِ مخدوم رخِ امتیاز افروزد" اپنی ابتدائی شکل میں "بغازۂ اصلاحِ مخدوم رخِ امتیاز افروزد" تھا، جسے بعد میں کسی مصلحت کے تحت علیٰ حالہ برقرار رکھنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ غالب کی اردو شاعری پر ناسخ کے اثرات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ عبدالغفور خاں نساخ کے نام اپنے ایک خط میں انھوں نے "اعلائے کلمۃ الحق" کے طور پر یہ بات کہی ہے کہ "شیخ امام بخش طرزِ جدید کے موجد اور

پرانی ناہموار روشوں کے ناسخ تھے"۔ کیا تعجب ہے کہ وہ فی الواقع اپنے کلامِ اردو کے بارے میں ان سے صلاح و مشورے کے طالب ہوں۔ کیونکہ اگر "غازۂ اصلاح" سے آرائشِ کلام کی بات محض بربنائے عقیدت یار شماؤ تکلفاً لکھ دی گئی ہوتی تو بھی میں اس میں کسی ترمیم کی ضرورت محسوس نہ ہوتی یا ترمیم کے وقت نیت بخیر ہوتی تو عجلت میں بطورِ بدل ایسا لفظ انتخاب نہ کرتے جس کی وجہ سے اس جملے کی معنویت ہی معرضِ خطر میں پڑ گئی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس عبارت میں یہ لفظی تبدیلی ناسخ کی وفات (پنجشنبہ، ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۸۳۸ء) کے بعد کی گئی ہوگی۔

تیسرا آہنگ دیباچے میں "القاب و آداب و مراتب متعلقۂ آں" کے عنوان سے مذکور ہے مگر متنِ کتاب میں اسے "القاب و آداب و شکر و شکوہ و ما یتعلق بہا" سے بدل دیا گیا ہے۔ بعض دوسرے قلمی نسخوں میں بھی یہی صورت پائی جاتی ہے لیکن "پنج آہنگ" اور "کلیاتِ نثرِ غالب" کے مطبوعہ ایڈیشنوں میں دیباچے اور متن کے مندرجات میں یہ عدم مطابقت نظر نہیں آتی۔ اس آہنگ میں شامل تحریروں میں بھی بعض مقامات پر معمولی لفظی اختلافات اور ایک دو جملوں یا فقروں کی کمی بیشی کی مثالیں موجود ہیں جو وقتی نقطۂ نظر سے کسی نتیجہ خیز اہمیت کی حامل نہ ہوتے ہوئے بھی تدوینِ متن میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان مختلف فیہ اندراجات کی نوعیت کا اندازہ مندرجہ مثالوں سے کیا جا سکتا ہے:

پنج آہنگ و کلیات نثر غالب	مخطوطۂ بنارس
(۱) "درمیزانِ متصدیان شفیق بر مشفق و مشفق بر مہربان می چربد و کرم فرمائے مخلصاں بر کرم فرمائے دوستاں تفوق دارد"	(۱) "درمیزانِ خیال متصدیان ... بر کرم فرمائے دوستاں و کرم فرمائے نیاز منداں بر کرم فرمائے مخلصاں تفوق دارد۔"
(پنج آہنگ طبع دوم، ص ۱۹ و کلیاتِ نثرِ غالب مطبوعہ ۱۸۸۹ء ص ۱)	(ص ۶۸)
(۲) "نئے خامہ را سازِ آہنگِ مدعا می گرداند"	(۲) "نئے خامہ را قانونِ آہنگِ مدعا می گرداند"۔
(پنج آہنگ ص ۲۴، کلیات ص ۱۲)	(ص ۷۱)
(۳) "بزبانِ خامۂ جادو نگار پرواز تحریر داشت"	(۳) "ببالِ خامۂ جادو نگار پرواز تحریر داشت۔"
(پنج آہنگ ص ۲۵، کلیات ص ۱۲)	(ص ۷۳، ۷۴)
(۴) "دل محبت منزل خیریتِ دوستاں را جویاست۔"	(۴) دلِ محبت منزل خیریتِ دوستانِ کرم فرما را ہموارہ جویاست۔"
(پنج آہنگ ص ۲۵ و کلیات ص ۱۳)	(ص ۷۲)
(۵) "چشم در ہوسِ سوادِ نامی نامہ ہا در عینِ نگرانی است۔ فقرات دیگر۔ فقرات کہ در خاتمۂ احباب	(۵) "چشم در ہوسِ سوادِ نامی ناجات در عین نگرانی ست۔ دیگر فقرہائے کہ در خاتمۂ مکتوب احباب رسم

رسم تحریر آنست"۔ (پنج آہنگ ص ۳۱)	تحریر آنست"۔
...فقراتِ دیگر کہ در خاتمہ نامہ ہائے احباب... آنست" (کلیات ص ۱۶)	(ص ۷۵)
(۶) "محرومی نگاہ از سوادِ تلطف نامہ ہا رواندارند"۔ (پنج آہنگ ص ۳۱ و کلیات ص ۱۶)	(۶) "محرومیٔ نگاہ از سوادِ تلطف نامجات روانداردند و انتعاشِ خاطرِ محبت ذخائر موقوفِ وصولِ نویدِ خرسندی ہائے خود شمارند۔ (ص ۷۶)
(۷) "تعیین القاب ثالثہ" (پنج آہنگ ص ۳۱ و کلیات ص ۱۶)	(۷) تعیینِ القابِ طبقۂ ثالثہ" (ص ۷۶)
(۸) "شالثاً ملازمان و متوسطان علی العموم" (پنج آہنگ ص ۳۱، کلیات ص ۱۶)	(۸) "ثالثاً ملازمان (و) متوسلاں (و) خدمت گاران علی العموم" (ص ۷۶ و ۷۷)
(۹) "بعد شرحِ تمنائے لقائے فرحت افزا واضح ولائح باد ایضاً۔ برادرِ گرامی لقائے خجستہ دیدار سعادت آثار..." (پنج آہنگ ص ۳۲ و کلیات ص ۱۷)	(۹) "بعد شرح ... لائح باد۔ ایضاً۔ برادرِ گرامی قدر عالی شان، راحت روح و آسائشِ جان سلمہ اللہ تعالےٰ بعد نگارشِ دعائے فراواں و تراوشِ شوقِ بے پایاں مدعا از تحریر ایں سطور آں کہ۔ ایضاً۔ برادرِ گرامی لقائے... (ص ۷۷)
(۱۰) "نور چشم و سرورِ دل" (پنج آہنگ ص ۳۲، کلیات ص ۱۷)	(۱۰) "نور (و) سرور چشم و دل" (ص ۷۷)
(۱۱) "راحت و نیروے جان و تن" (پنج آہنگ ص ۳۲، کلیات ص ۱۷)	(۱۱) "راحت و روحِ جان و تن" (ص ۷۸)
(۱۲) "از مویہ و ماتم چہ کشاید۔ جزع و فزع را باعثِ آزارِ خود و نارضامندی خالق دانستہ مصابرت ورزند"۔ (پنج آہنگ ص ۱۱۲، کلیات ص ۲۰)	(۱۲) "از مویہ و ماتم چہ کشاید و فزع را باعثِ آزارِ خود و خلافِ رضائے خالق دانستہ مصابرت ورزند"۔ (ص ۸۳)

چوتھا آہنگ "اشعارِ مکتوبی منتخب از دیوانِ رشکِ گلستاں کہ در مکاتبات بکار آید" اصل متن میں تھوڑی سی ترمیم اور کسی قدر اضافے کے بعد "اشعار مکتوبی منتخب از دیوان کہ در مکاتبات بکار آید و اقسامِ نثر آرائش دہد" کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ جناب کالی داس گپتا رضا کا ارشاد ہے کہ "قلمی نسخوں اور مطبوعہ نسخوں میں صرف یہ فرق ہے کہ آہنگ سوم کی جگہ آہنگ چہارم ہے اور مکتوبی کی جگہ مکتوب ہے۔ دیباچے اور متن کے عنوانات میں ہر نسخے میں یہ فرق رکھ دیا گیا ہے کہ "رشک گلستاں" کے الفاظ نکال دیئے گئے ہیں اور "اقسام نثر آرائش دہد" کا ٹکڑا بڑھا دیا گیا ہے"۔ (غالب کی بعض تصانیف ... ص ۹۷)۔ اس بیان کا پہلا حصہ کسی قدر مغالطہ انگیز ہے۔ یہ صورت "مطبوعہ نسخوں" پر "قلمی نسخوں" کی تقدیم کی وجہ سے پیدا

ہوئی ہے۔ دراصل رضا صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ قلمی نسخوں کے آہنگ چہارم کو مطبوعہ نسخوں میں آہنگ سوم بنا دیا گیا ہے اور مطبوعہ نسخوں میں جہاں لفظ "مکتوبی" آیا ہے وہاں قلمی نسخوں میں لفظ "مکتوب" پایا جاتا ہے۔ ہمارے پیش نظر بھی ایک ایسا قلمی نسخہ موجود ہے جس میں اس جگہ "مکتوبی" کی جگہ "مکتوب" لکھا ہوا ہے۔ یہ فرق جو یقیناً سہو قلم کا نتیجہ ہے، اس نسخے میں موجود نہیں۔" کلیات نثر غالب" کے بعض ایڈیشنوں میں ایک اور فرق بھی نظر آتا ہے جس کی طرف رضا صاحب نے توجہ نہیں فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ متن کے عنوان میں لفظ "آرائش" کی بجائے "افزائش" مرقوم ہے۔

متداول متن کے مطابق یہ آہنگ ایک سو چونتیس (۱۳۴) اشعار پر مشتمل ہے۔ اب تک معلوم و متعارف قلمی نسخوں میں بھی یہی تعداد پائی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف زیر بحث مخطوطۂ بنارس میں اشعار کی کل تعداد ایک سو سترہ (۱۱۷) ہے۔ سترہ اشعار کی اس کمی کے علاوہ تیسویں شعر کا مصرع ثانی (خامہ را فربہی زبان زدلیش) اور تین رباعیوں میں سے پہلی رباعی کا دوسرا مصرع اور دوسری رباعی کے آخری دونوں مصرعے بھی غائب ہیں لیکن یہ صریحاً سہو کتابت کا معاملہ ہے، اس لیے ان غیر موجود مصرعوں کو سابق الذکر سترہ اشعار کے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ جو اشعار اس انتخاب میں جگہ نہیں پا سکے ہیں، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) "بیان انتظار قاصد در امر مذبذب" کے زیر عنوان چھیالیسویں شعر کے بعد گیارہ عنوانات کے تحت آنے والے گیارہ اشعار۔ (۲) "تسکین خاطر دوست باظہار قرب زمان ہلاک خویش" کے زیر عنوان نسخۂ ہذا کے چونسٹھویں اور متداول متن کے بہترویں شعر کے بعد چھ عنوانات کے تحت منقول چھ مسلسل اشعار۔

کتاب کے اس حصے میں اختلاف متن کی مثالیں کمیاب ہیں۔ اگر اغلاط کتابت کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایسے اشعار کی تعداد صرف تین رہ جاتی ہے جن میں کلیات فارسی کے بالمقابل ایک یا ایک سے زائد لفظوں کا فرق پایا جاتا ہے۔ اگر ان تین شعروں کے ساتھ ان اشعار کو بھی شامل کر لیا جائے جن کا متن پنج آہنگ کے مطبوعہ نسخوں میں صرف ایک لفظ کے بقدر مختلف ہے تو ایسے اشعار کی مجموعی تعداد سات ہو جائے گی۔ اس سلسلے کے وہ تمام مصرعے جن کا متن مختلف فیہ ہے، سطور ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

نسخۂ بنارس		پنج آہنگ مطبوعہ	کلیات غالب
(۱) پریشاں تر ز زلفم داستانیست	(شعر نمبر ۷)	ز خویشم	ز زلفم
(۲) غبارش جوہر جانست گوئی	(شعر نمبر ۹)	گوہر جاں	جوہر جاں
(۳) کجاست دست کہ چینم ثمر ز نخل امید	(شعر نمبر ۳۸)	نخل مراد	نخل امید

نسخۂ نارس	پنج آہنگ مطبوعہ	کلیات غالب
(۴) گیرم وفانداردا شرہ ہم بجا گرے (شعر نمبر ۱۴)	گیرم	گوئی
(۵) بفگن در آتش و تب و تابم نظارہ کن (شعر نمبر ۶۳)	بہ آتش	در آتش
(۶) بود با دامنِ پاکش چہ قدر ہا گستاخ (شعر نمبر ۱۰۱)	پاکش	پاکت
(۷) ہر پارۂ دل کہ ریزم از دیدہ فرو (شعر نمبر ۱۱۳)	کہ ریزم از دیدہ فرو	کہ ریزد از دیدۂ من

آہنگ پنجم جو متن کتاب میں دوسرے چار آہنگوں کے برخلاف کسی عنوان کے بغیر صرف "آہنگ پنجم" کی سرخی کے ساتھ شروع ہوتا ہے، بہ تفصیلِ ذیل پانچ زمزموں پر مشتمل ہے:

(۱) نخستیں زمزمہ بدیباچگی ایں آہنگ روشناس (۲) دومیں زمزمہ بہ نکاتے کہ حقیقتِ مصادر ازاں بے پردہ گردد۔ (۳) سومیں زمزمہ بشمارِ مصادرِ فارسی مرغولہ ریز (۴) چارمیں زمزمہ در مصطلحات (۵) پنجمیں زمزمہ در لغات۔ پیشِ نظر نسخے میں "دومیں" کے بعد سے "سومیں" تک کی عبارت سہو کاتب کی نذر ہو گئی ہے یعنی "دومیں زمزمہ" کی ذیلی سرخی کے بعد "سومیں زمزمہ" سے آگے کی عبارت منقول ہے جبکہ مطبوعہ نسخوں میں زمزمۂ اول کو جو تمہید کی حیثیت رکھتا ہے، زمزمہ دوم میں ضم کر کے ان زمزموں کی مجموعی تعداد صرف چار کر دی گئی ہے۔

زمزمہ نخستیں میں مرزا علی بخش خاں کی فرمائش اور ان حالات کا تذکرہ ہے جن میں رسالہ مرتب ہوا ہے۔ دوسرے زمزمے میں فارسی صرف کے اصول و قواعد قلمبند کیے گئے ہیں۔ تیسرا زمزمہ مصادر اور ان کے پانچ مشتقات (ماضی، مفعول، مضارع، فاعل اور امر) کے بیان پر مشتمل ہے جبکہ اگلے دونوں زمزمے بالترتیب (۱) محاورات اور (۲) مفرد الفاظ کے لیے مخصوص ہیں۔ ان دونوں زمزموں کے مندرجات اس اعتبار سے اہم اور قابلِ توجہ ہیں کہ ان سے خود غالب کے بعض اشعار اور تحریروں میں مستعمل الفاظ و محاورات کے معنی تک رسائی اور اس طرح منشائے مصنف کے مطابق ان کی تفہیم و تعبیر میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے برخلاف ان سے پہلے کے دونوں زمزمے صرف طلبہ کے مفیدِ مطلب ہیں۔ اہلِ علم کے لیے بجز اس کے کہ یہ غالب کی تحریریں ہیں، ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس لیے صرف آخری دو زمزموں سے متعلق کچھ شاہدات سطورِ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

"زمزمۂ چارمیں" کی ابتدا "آب بر ریسمان بستن" سے ہوتی ہے۔ اس سلسلے کے آٹھویں محاورے "مشورہ با کلاں (کذا، کلاہ) کردن: عبارت از ترک و تجرید و نزد بعضے کنایہ از کمالِ حزم و احتیاط و الاوّل اصح" کے بعد، اگلا محاورہ "آبی شدنِ کار بمعنی تباہ شدنِ کار" ہے۔ نسخۂ مطبوعہ میں ان دونوں محاورات کے درمیان مندرجہ ذیل پانچ محاورے زائد ہیں:-

(۱) پا جفت دویدن = برابر دویدنِ دو کس (۲) خط دادن = اقرار و اعتراف کردن (۳) سیاہی کردن بمعنی ظاہر شدن
(۴) سیاہی زدن بمعنی خود نمائی و خود ستائی (۵) سیم گل کردنِ خانہ بمعنی سپید کردنِ خانہ ۔

زیرِ بحث قلمی نسخے کے علاوہ ایک اور مخطوطے میں بھی جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے، یہ پانچوں محاورے موجود نہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا اضافہ اشاعت کے لیے "پنج آہنگ" کی ترتیبِ جدید کے وقت ہوا ہے۔

قلمی نسخے کے نویں اور مطبوعہ نسخوں کے چودھویں محاورے "آبی شدنِ کار بمعنی تباہ شدنِ کار" کے بعد اگلا محاورہ "دست و دہن آب کشیدن" ہے جس کے معنی "شستنِ دست و رو" بتائے گئے ہیں۔ دوسرے مخطوطے کی بھی یہی کیفیت ہے، جب کہ "پنج آہنگ" مطبوعہ میں "رو" کی جگہ "دہن" ملتا ہے۔ چونکہ اس کے مثابعد آنے والا محاورہ "روساختن" لفظ "رو" سے شروع ہوتا ہے اس لیے خیال یہ ہے کہ اشاعت کے لیے تیار کردہ نسخے میں بربنائے سہو ایک جگہ لفظِ "رو" چھوٹ گیا ہوگا اور کاتب یا مصحح نے موجود لفظِ "رو" کو اگلے محاورے کا جزوِ اول قرار دے کر غائب شدہ لفظ کی جگہ محض قیاس کی بنا پر لفظِ "دہن" لکھ دیا ہوگا۔

محاورہ نمبر ۱۴ "کار از بنِ دنداں کردن" کے معنی اس نسخے میں درج نہیں۔ یہ بھی کتابت کی غلطی ہے۔ دوسرے قلمی و مطبوعہ نسخوں میں اس کا مفہوم "بذوق تمام کردن" بتایا گیا ہے۔

سہوِ کتابت کی ایک اور قابلِ ذکر مثال "پاے از پیش رفتن" کے تحت ملتی ہے۔ اس کے معنی "انتظام و باطل شدنِ ترکیب" لکھے ہوئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہاں کاتب کی غلطی سے دو محاورات سے متعلق اندراجات اپنی ناتمام صورت میں باہم مخلوط ہو گئے ہیں۔ مطبوعہ نسخوں کے مطابق متن کی صحیح صورت یہ ہے:

"پاے از پیش رفتن بمعنی لغزیدن پا و افتادنِ شخص۔ از پے کار افتادن بمعنی رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب۔"

آخری چند محاوروں میں سے ایک محاورہ "خط کشیدن" بھی ہے جس کا اندراج اس طرح ہوا ہے:

"خط کشیدن (مطلق) بمعنی باطل کردن و محو کردنِ چیزے۔ آں را "قلم کشیدن" نیز گویند۔"

مطبوعہ نسخے میں تھوڑی سی ترمیم کے بعد اسے اس طرح درج کیا گیا ہے:

"خط کشیدن و قلم کشیدن مطلق بمعنی باطل کردن و محو کردنِ چیزے۔"

آہنگِ پنجم "در لغات یعنی اسمارِ مفردۂ فارسی" کو پروفیسر نذیر احمد نے "پنج آہنگ، آہنگِ دوم، زمزمۂ چہارم میں غالب کے منتخب الفاظ" کے عنوان سے مدوّن کر کے مجلہ "غالب نامہ" نئی دہلی کے جنوری ۱۹۸۸ء کے شمارے میں شائع کر دیا ہے۔ موصوف کا ارشاد ہے:

"اس (زمزمے) میں مصنف نے فارسی کے کچھ الفاظ مع ان کے معانی کے درج کیے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالب نے فارسی فرہنگوں کا مطالعہ غور سے کیا ہے اور پھر ان سے الفاظ انتخاب کر کے انکی تشریح

کی ہے اس سلسلے میں دو باتیں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ انھوں نے اعراب کا الفاظ میں تعین کیا ہے اور اس امر میں کافی دقتِ نظر سے کام لیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فارسی الفاظ کے معنی کے سلسلے میں ہندستانی متبادل الفاظ نقل کیے ہیں۔ یہی طرزِ عمل سارے قدیم فارسی فرہنگ نویسوں کا رہا ہے۔" (ص ۵۹، ۶۰)۔

نذیر صاحب نے جن "ہندستانی متبادل الفاظ" کا ذکر فرمایا ہے، غالب انھیں "ہندی" کہتے ہیں۔ نذیر صاحب کو اس پر حیرت ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"اگرچہ قطعی طور پر یہ نہیں معلوم کہ "ہندی" سے ان کی کیا مراد ہے لیکن ظنِ قوی "ہندی" سے مراد ہندی زبان نہیں جو آج کل مروج ہے بلکہ مراد "ہندوالی" یا ہند کی طرف منسوب یعنی ہندستانی (ہے)۔ غالب کے زمانے میں "اردو" لفظ زبان کے لیے رائج تھا، وہ اپنے اردو دیوان کو "مجموعۂ اردو" کہتے تھے تو ان ہندی لفظوں کو اردو قرار دینے میں کیا امر مانع ہوا۔ اگر اردو نہیں کہ سکتے تھے تو ہندستانی کہنے میں کیا عار تھا؟" (ص ۶۰)۔

ہمارا خیال ہے کہ غالب نے یہاں لفظ "ہندی" عربی اور فارسی کے بالمقابل استعمال کیا ہے اور اس سے وہ زبان مراد لی ہے جو ہندستان میں عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ متقدمین کی طرح غالب کے نزدیک بھی "ہندی" اس زبان کے مختلف ناموں میں سے ایک نام تھا جسے عرفِ عام میں اردو کہا جاتا ہے۔ ان کے اردو خطوط کا پہلا مجموعہ "عودِ ہندی" اس پر شاہد ہے۔ دوسرے مجموعے "اردوے معلّٰی" کے نام سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ "عودِ ہندی" میں لفظ "ہندی" کے عام لغوی معنی کے ساتھ ہی یہ رعایت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔

"غالب نامہ" میں شائع شدہ اس "استقادی متن" کی تدوین و اشاعت کے سلسلے میں فاضل مرتب کا بیان ہے:

"اس متن کی تیاری کا خیال یوں ہوا کہ میرے مطالعے میں "پنج آہنگ" جو کلیاتِ مطبوعہ نول کشور ۱۸۸۸ء میں شامل تھا، آیا، تو اس میں کافی غلطیاں نظر آئیں۔ پروفیسر مختار الدین صاحب کے توسط سے "پنج آہنگ" کا ایک پرانا نسخہ ملا جو اس کی دوسری اشاعت تھی، اس کی مدد سے کافی غلطیاں درست ہو گئیں۔ موصوف ہی نے "فرہنگِ غالب" مرتبہ مولانا امتیاز علی عرشی عنایت کی تو اس سے بھی استفادہ کیا اور اس سے بعض سود مند نتائج برآمد ہوئے۔" (ص ۶۷)۔

اگر "پنج آہنگ" کے متذکرہ بالا دو ایڈیشنوں کے پہلو بہ پہلو کوئی قلمی نسخہ بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہوتا تو بعض الفاظ کے سلسلے میں غالب کا موقف اور زیادہ بہتر طور پر واضح ہو سکتا تھا، کیونکہ "پنج آہنگ" کی اشاعتِ اول میں جو غلطیاں در آئی تھیں، بعد کی اشاعتوں میں ان میں اضافہ ہوتا گیا ہے، کمی نہیں ہوئی ہے۔

متداول متن کے مطابق غالب نے اس زمرے میں کل ایک سو اکتیس (۱۳۱) الفاظ سے بحث کی ہے۔ پیش نظر مخطوطے میں ان کی مجموعی تعداد ایک سو پچیس ہے۔ جو الفاظ اس نسخے میں موجود نہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) آلش (۲) بست (۳) تاہو (۴) دماغہ (۵) پاسبز (۶) زیرپیچ

یہ الفاظ مطبوعہ نسخوں میں تیرہویں لفظ "نشکنج" کے بعد ایک سلسلے سے درج ہیں۔ دوسرے قلمی نسخے میں جو اس وقت ہمارے سامنے ہے، ان کے علاوہ ایک اور لفظ "چکسہ" بھی نہیں تھا جو نسخۂ مطبوعہ میں "زیرپیچ" کے متصلاً بعد آتا ہے۔

نسخۂ مطبوعہ اور نسخۂ قلمی کے بعض اور اختلافات بھی قابلِ غور ہیں۔ پروفیسر نذیر احمد صاحب کے شائع کردہ متن کے حوالے سے ان کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

(۱) "ارج: بمعنی قدر و قیمت آید و ازیں مرکب است ارجمند بمعنی صاحب رتبہ چہ مند افادہ بمعنی صاحبی می کند" (ص ۶۹) قلمی نسخے میں "صاحبِ رتبہ" کی جگہ "صاحب ارج" اور "افادہ بمعنی صاحبی می کند" کی جگہ "افادۂ معنی صاحبی می کند" درج ہے۔

(۲) "آمیغی: بفتح الف و کسرِ میم و یائے معروف بمعنی حقیقی" (ص ۷۰) نذیر صاحب نے حاشیے میں تحریر فرمایا ہے کہ "اصل میں امیغی ہے لیکن بظنِ قوی غالب نے "آمیغی" لکھا ہوگا۔ "فرہنگ غالب" میں مد ہے"۔ قلمی نسخے میں "امیغی" ہی لکھا ہوا ہے۔ علاوہ بریں اگر غالب نے "آمیغی" لکھا ہوتا تو وہ اس کا تلفظ "بفتح الف" کی بجائے "بالف ممدودہ و کسر میم" درج کرتے۔

(۳) "انگارہ: بیرنگ و گردہ بفتح کافِ فارسی نیز خوانند و بہندی خاکا گویند" (ص ۷۰) نسخہ قلمی میں ہے:- "نقشِ ناتمام را گویند و آں را بے رنگ نیز گویند و گردہ ... خاکا گویند"۔

(۴) "انبر: بوزنِ قنبر، افزارے کہ آتش بداں کشند و آں را دسپنا نامند"۔ (ص ۷۰) غالب نے معانی کے ذیل میں جو "متبادل ہندی الفاظ" درج کیے ہیں، نذیر صاحب نے ان کی فہرست میں لفظ "دسپنا" کو بھی شامل فرمایا ہے حاشیے میں اس لفظ کے بارے میں ان کا بیان ہے: "غالب نے اس کو ہندی نہیں کہا ہے۔ لیکن یہ متبادل لفظ موجود ہے جو فارسی نہیں۔ "فرہنگ غالب" (مرتبہ عرشی) کے اردو الفاظ میں (بھی) یہ شامل نہیں"۔ (ص ۶۱) پیشِ نظر قلمی نسخے کے مطابق صحیح متن "آں را بہندی دسپنا نامند" ہے۔

(۵) "اورگ: بالفِ مفتوح بواو پیوستہ و رائے مفتوح بمعنی ریسمانے..." (ص ۷۳) نسخۂ قلمی میں صرف "رائے مفتوح"

کی بجائے "راے مفتوح بکاف فارسی زدہ" ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۔

(۶) "پیغارہ : بباے فارسی مفتوح بمعنی طعنہ" (ص ۷)، "پنج آہنگ" طبع دوم میں "بباے مکسور" اور "کلیات نثر غالب" مطبوعہ ۱۸۶۸ء میں "بباے مفتوح" درج ہے۔ نذیر صاحب نے اس فرق کی نشاندہی نہیں فرمائی ہے۔ نسخۂ قلمی میں "پنج آہنگ" طبع ثانی کے مطابق بباے مکسور ملتا ہے۔

(۷) "کلند : بکاف ولام مفتوحہ، ہندی کدال" (ص ۸) مخطوطے میں اس کے معنی "پھاوڑا" لکھے ہیں، اور غالباً یہی صحیح بھی ہے۔ صاحب "غیاث اللغات" نے اس کے معنی "آلتے آہنی کہ بداں زمین را برائے زراعت می کاوند (و) بہندی "کسی" گویند" بتلائے ہیں۔

(۸) "آسا : صیغۂ امر است از آسودن و بمعنی تمکین و وقار نیز آید و بمعنی مانند دبد و فاژہ گویند کہ بہندی آں جمائی است" (ص ۷)، نسخۂ قلمی یہ "صیغۂ امر... و بمعنی (کذا = معنی) تمکین و وقار دبد و بمعنی مانند آید و فاژہ را نیز گویند..."

(۹) "نوا : بمعنی آواز و ہم بمعنی توشہ و ہم بمعنی ہراول" (ص ۸) نذیر صاحب نے آخری لفظ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ "کلیات اور "پنج آہنگ" میں "اول" ہے لیکن "نوا" کے ایک معنی سپاہ و لشکر کے ملتے ہیں، اس لیے میں نے قیاس کیا ہے کہ اصل لفظ "ہراول" ہوگا۔ مطبوعہ نسخوں کی طرح نسخۂ قلمی میں بھی اس جگہ "اول" ہی لکھا ہوا ہے ۔

(۱۰) "کناک : بفتح کاف، مرضے است کہ آں را زحیر گویند" (ص ۸) نذیر صاحب نے "زحیر" کو نشان زد کرکے حاشیے میں لکھا ہے کہ "نہ جانے کیوں غالب نے پیچش کے بجائے زحیر لکھا ہے۔ پیچش اور زیادہ متداول ہے"۔ نسخۂ قلمی میں "زحیر" سے پہلے "بعربی" زاید ہے یعنی "آں را بعربی زحیر گویند"۔

(۱۱) "شفشاہنگ و شفشاہنج : تختۂ فولادِ مشبک کہ تارہاے زر و سیم براں در کشند۔ ہندی آں جنتری" (ص ۸) قلمی نسخے کے مطابق اس عبارت میں "فولاد" کی بجائے "پولاد" اور "براں" کی بجائے "بداں" ہونا چاہیے۔ "پنج آہنگ" طبع ثانی میں بھی "براں" کی جگہ "بداں" ہی ملتا ہے۔ نذیر صاحب نے "مشبک" اور "جنتری" پر حاشیے بھی تحریر فرمائے ہیں۔ "مشبک" کے متعلق لکھا ہے: "نسخۂ اصل: مشک؛ متن تصحیح قیاسی؛ مشبک بمعنی سوراخ دار۔" پیش نظر قلمی نسخے اور "پنج آہنگ" طبع ثانی میں "مشبک" ہی ہے۔ "جنتری" کے بارے میں مجملاً ان کا ارشاد ہے کہ "یہ کلمہ اسی صورت میں فرہنگ غالب میں ہے۔" یہ حاشیہ بالکل غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کیوں کہ فولاد کی اس چھوٹی سی تختی کو جسے سونے چاندی کے تار کھینچنے کے کام میں لایا جاتا ہے، "جنتری" ہی کہتے ہیں۔ امداد علی بحر کا شعر ہے ؎

رکھتے تھے جو مزاج میں بل تار کی طرح
وہ لوگ جنتری میں کھنچے گورِ تنگ سے

صاحب "غیاث اللغات" نے "جنتری" کی بجائے "جنتر" لکھا ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے یہ ہندی لفظ "ینتر" کی بدلی ہوئی شکل ہے جس کے معنی "آلہ" ہوتے ہیں۔

(۱۲) "چاتو : ریسمانے .... وآں را بہندی پھانسی گویند"۔ (ص ۸۳) نسخۂ قلمی میں "آں را بہندی پھانسی" نامذ ہے۔

جیسا کہ شروع میں کہا جا چکا ہے، اس قلمی نسخے کی کتابت کسی کم سواد اور حد درجہ غیر محتاط کاتب نے کی ہے۔ بیان واقعہ کے طور پر اگر یہ کہا جائے کہ وہ غلط نویسی کے فن میں طاق ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اگر ایک طرف وہ معمولی معمولی الفاظ کو ان کے صحیح املا کے ساتھ قلمبند کرنے سے قاصر نظر آتا ہے تو دوسری طرف جا بجا الفاظ کا چھوڑ جانا، لکھے ہوئے لفظ کو دوبارہ لکھ جانا اور کسی لفظ کی جگہ اس سے ملتا جلتا کوئی اور لفظ داخل کر دینا اس کے معمولات میں شامل ہے۔ علاوہ بریں کاتبوں کی روش عام کے مطابق نقطوں کے انضباط میں بے احتیاطی اور ب اور پ، ج اور چ، ر اور ز، ک اور گ اور اسی قبیل کے دوسرے ہم شکل حرفوں میں تمیز نہ کرنے کی عادت نے اس کی تحریر کی خواندگی کو مزید مشکل بنا دیا ہے، لیکن یہ وہ نقائص ہیں جن سے تدوین متن کا کام کرنے والوں کو برابر سابقہ پڑتا رہتا ہے اور جنھیں ایک سے زائد نسخوں کی موجودگی یا کسی صحیح تر نسخے کی دستیابی کی صورت میں تقابلی مطالعے کے ذریعے بڑی حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے پنج آہنگ کے دستیاب نسخوں میں یہ نسخہ ایک اہم اضافہ ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اب تک کے دریافت شدہ مخطوطات میں سب سے اہم مخطوطہ ہے جس کی وساطت سے پہلی بار اس کتاب کے بنیادی متن تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس نسخے کو عکسی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ اشاعت اہل علم بالخصوص غالب شناسوں کے حلقے میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور انکی آئندہ تحقیقی کاوشوں میں اس کا مطالعہ مفید مطلب ثابت ہوگا۔

حنیف نقوی
شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی
(بنارس)

بنارس
یکم مئی ۱۹۹۳ء

پنج آہنگ کا نسخۂ بنارس

یا فتاح

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد تقدیم نیایش دادار جهان آفرین و تمهید ستایش حضرت سید المرسلین و دوازده امام
و نفوس قدسیه بزرگان دین میگوید ذرهٔ ناتوان و خاکسار بیمقدار علی بخش خان مغفور که در — ابن الهی بخش خا[ن]
ایامیکه بگوشهٔ بساط دولت عم مرحوم فخر الدوله دلاور الملک نواب احمد بخش خان بهادر رستم
جنگ جا داشتم و در سایهٔ رافت آن والاپایه پرورش می یافتم هر چند از دهلی
بفیروزپور و از فیروزپور بدهلی آمد و شد اتفاق می افتاد اما اغلب اوقات بفیروزپور میگذشت
عنفوان جوانی بود و اسباب عیش آماده و گلهای اقبال شگفته بود و درهای دولت
گشاده بزرگی چون فخر الدوله بهادر که خدا اش بفردوس برین جا داده بر سر سایه گستر
از ناز و نعمت و جاه و مکنت چها که نداشتم بالجمله عمر در لهو و لعب و سرور و طرب
بسر میبرد و هرگز فکر معاش و غم معاد نبود همین برادر قدسی اثر جناب اسد الله
خان متخلص بغالب که در نظم و نثر یگانه و در سخنوری مشهور زمانه است از راه
مهر و یاری پرسش ناموسگاری من داشت و چون در میان این نحیف و آن سخنور
یکتا از دو سو پیوند قرابت استوار است و محبت و مودت که همواره رشتهٔ
قرابت همان تواند بود بسیار است لاجرم مرا بانواع لطف و مکرمت
نواحی [illegible] رهنمای کردی با آنکه حسب التماس من

درمی جستم از اطراف و اکناف و دستگیر رسید خطوط و سواد رسائل نگارشات
فراهم می نمودم و بعضی عطا نمودند آن اوراق را چون تعویذ بازو بستم و آن نگاشته‌ها را از
پرده سویدای دل خود ساختم چه چندی که زمانه بیوفائی آغاز نهاد و سنگ تفرقه در بزم
ما افکند نخستین حضرت خواجان پناهی مدظله العالی بجانب کلکته رهگرائی شد و مقارن
الحال عم نامدار که شفقت پدری بلکه رحمت ایزدی از ذات مبارکش لمعه ظهور
داشت ازین عالم ناپایدار طبل رحیل فروکوفت و شمس الدین خان ابن اکبر آن
آمر مأمور بجای پدر بر وساده سروری نشست چندی از اوباش ناپاک طینت فراهم
آمد و آن کرم گستر روزگار نادیده به بی سعی و تلاش بدولت رسیده را برنگ خود
برآوردند کارها دگرگون شد و حالها برگشت و کار ملک و دولت ابتر گردید
من خود را از آن میان بکنار کشیدم و ترک وطن کردم و چندی بلکهنو و مدتی
بجی پور بناکامی بسر بردم تا آنکه در آغاز سال یکهزار و دوصد و پنجاه و یک هجری شمسبجان
را بتقضای آسمانی آن پیش آمد که هیچ آفریده مبیناد و آن خود از غایت شهرت
بشرح احتیاج ندارد بعد ازان هنگامه هنگام آزادی بدهلی رسیدم و بکاشانه
برادر والاشان و آموزگار مهربان مولانا غالب زاد افضاله فرود آمدم چون در آن
ایام دیوان فیض‌نشان که مسمی به میخانه آرزو سرانجام است تازه فراهم آمده
و پیرایه اتمام پوشیده بود آنچه از شرح آن همایون صحیفه صورت ارقام داشت
همه را بجد منت والای آن خسرو اقلیم سخنوری خواندم بخاطر چنان گذشت
که همگی اشعار دیوان برچیده یکجا کنم و عبارات متفرقه دیگر بیان ربط دهم و سواد اوراقی
که نزد من است ضمیمه آن سازم اما از هجوم افکار و فتور آلام فرصت میسر نمی آمد

پا اینکه ارشاد جناب معلی القاب مسندنشین عز و تمکین سالک مسالک دانش و
یقین فلاطون حلم مسیحا نفس سخن شناس دقیقه رس عالیشان والا دودمان حکیم
رضی الدین خان محرک این داعیه و ابرام ذوق احبای یگانه عارض پسندیده خوبی
پیرایه شاهد نکوئی براستی پیوندد و دلی یاران میر محمد حسین خان که بدرس این نثرها
با من هم سبق و شریک گردانیدن درق بوده اند باعث تصمیم عزیمت گردید و
تنبیر طبع استفاده برخوردار خجسته آغاز کامگار توانایی دل و آسایش جان غلام
فخرالدین خان که خدایش از عمر و دولت برخورداری دهاد و در علم و عمل بمدارج اعلا رساناد
رغبت خاطر از یکی بهزار کشید لاجرم این اراده صورت ظهور گرفت و ساز سخنی
مشتمل بر پنج آهنگ آراسته شد. آهنگ اول نثرهای داخل دیوان کرامت نشان
آهنگ دوم نثرهای خارج دیوان. آهنگ سیوم القاب و آداب و مراتب متعلقه
آن. آهنگ چهارم اشعار نکوئی منتخب از دیوان رشک گلستان که در مکاتبات
بکار آید آهنگ پنجم مصادر و مصطلحات و لغات فارسی. یارب این ساز سخن نوادم
نغمه صور بلند آوازه و ذوق این زمزمه در دل همنفسان جاودان تازه باد آهنگ اول
نثرهای داخل دیوان کرامت نشان دیباچه دیوان فارسی دیگاه یزدان را برمایی
که بخشیده اوست سپاس گزارم و خود مراچه پایاب سپاس گزاری او است
که چون منی را که حرف از حرف نشناسم. آنهمه نیرو کرامت کرد که پرده از رخ این
شاهد نو خاسته که خود نخستین دیوانش نامه برگرفتم و بهوای جلوه دیگر که نور صحیفه
اندیشه بنیرنگ آن نه پیرهنه آینه روائی از سر گیرم. بار خدایا در قبار دوای کالای رایگان
فرو بگرفته که تن بر فوی در دهم و تن ازو منت نزخواستن نه هم که یارب پس از این

چون به گرد سراپای گفتار گردیده بآفرینی ما وارسید که دیوار کاخ والای سخن
در چه پایه بلند است و سر شیبه کمند خیال ما وران فرازستان یک دامن وزیده بند
فرو ذوقی است همی شگفتان یکپیچ در شکست خار رستهای عرصه ران جلوه باد
نامه در نخستین نقابی است از روی شاهد هر صفت کرده همی بجنبش نسیم بر
افتاده یعنی تنگ گشایش و بست ناکشیده با پسین چراغیست از گرمی چراغان
نیم سوخته پهلو بر افروختن داده یعنی داغ منت حسن نادیده کهن و داغهای جنون گسست
سراسر تباختن شوخی نقش چرا نشنیده گر ما گرم جو نامه در نشست همه نفت پنهانی
دل ناکه از ناسور سراو بیده گاه عذری پیر نهانند چون پیکر تصویر از حیرت واقعه خاموش
مشغل یک جهت گر لنگو کاشتند چون آذر از دود دل سیه پوشش قلزم آشامان یکبارا [illegible]
سنتکیری صلای فراوانی باده دریاب که این خسروی میکده الست در [illegible]
انجمن بار کرده زمزم سنجان طرب بدمساری نوید اموطی نغمه بنواز که این بار بدی
پرده الست از نیل موسیقار ساز کرده خسروی شبستانی است بعد [illegible]
سرگرمی ذوق انجمن از السحر گردیده بچشمک زنی درخشندگی اجزای خاکستر
از اندازه سرامدن هنگامه پرده گشای قیصری شمار رسانیست بر لرزه و حید دل
کار فرما از سیم باشنیده عشوه افکنی تا تش دریای افتابی از درد برگشتن بار نامه
داستان فرای نکویم دود چراغ است با لاله و داغ ۰ اما سوختگی را سر گذشت [illegible]
وخستگی را رویدادی نکویم تجلی و طور است یا خبث وجود اما نارسش را [illegible]
دارائش را سواد طلسم شعله دود است بار رسته زر دشت خیال [illegible]
بپنهان دود صدا دل لوح طلسم وربان طلسم کشا هنگامه ابر و باد است [illegible]

بجادوی نگار [illegible]

جادویی فکر پیر گهرپاشش و باد المماس فشان اندیشه طومار نیرنگ ولب افسون
خوان دود کتابست به ابداع صبح و تابی که از شعله در دل افتاده است بر هوا نقش بسته.
جیل غزالیست بسامان حسنی که در کمینگاه روی بداده است. از دام بدر جسته.
جمالی است در پرده مالش خویش مشاطه حقیقی راستایش نگار نهانی است
در سایه برومندی حولش نخلبند ازل را سپاس کز از نظم ای نهان بخش آشکار نواز
شدول نغم تن بجان گرامی سارتش شرری کز تو در دل سنگ است. شیرخ لعل جلوه رنگ
است شای بساط زمین فشان راشوی مشام یگانه بینان را. از رگ لونهار نافه
کشای بن. وز دم باد صبح غالیه سای. ای افکنده پردی شاهد ذات. عنبرین راه از نقاب
صفات. شلفر و غست مهین نبایش جای. از بساط سپاه کیوان رای. ای
فلکها حباب قلزم تو. زدی زمین ده له باده خم تو. از رحیق حکمت پیر مغان. لای لای
بی سهیل فشان. بوعلی بخش خوب در زشت توئی. رونق کعبه و کنشت توئی.
ای کزین نقشها کشیده تو. هر که و هر چه آفریده تو. دیده را جوی خون گشاده تست
ناله را بال برق داده تست. ای مرا فر خسروی داده. هم به تسلیم عجز تن داده
ام. کز تو دریع خویشتن زده ام. شانوا ای قوی اساسی ماست. خود نمائی خداشناسی
ماست. بچنین آفرین خدای گیتی ارای را ستایم که تا بها نحازه تخمیرم را از فراوانی
زنگار رنگ معنی بر لعل و گوهر اساس نهفت. تا ز دیم را مرا زدی مرجان سنجی و خامه ام را
هنگامه گهرپاشی ارزانی داشت. آنست زالکان وبنده منت نا نهنده و
سخنور نوا ر داد سرور گستری نارم کبر چون تن بکشاکش تحسین دادن تنگ گران
مایگی بیام شناخت. به نارستش والای بهین روشن نیاد و سرا رستش

رسای گزین ادا ها وا از قبول خلق بی نیازم ساخته است. آنست و دشمن بکام او بیننده بکودی
چشم و دشمن برکرشنده فطرت پاکیزه گوهرم را و خورا البشش و داغ هم چشمی ندیدی پیدایت
گر بکامی چرا و را ز بیداد جرم فزوده ام را در خونابه فشانی یار با نام همداستان گرداندی
دیگانه داور دانا، رحمت حوصله افزایش را کجا ای اندوه غم خواری من نه بخشید
دو دانست که رنجور جز بتیمار نشکیبد مرا بیدل لمها درین جانگزای بر من بدر آورد
جهت مهربان خدای توانا، بهوا لیش سینه از تنبایی القسم آذرنگار، به سالش صفحه از
شادابی رقم بهار اندای نهادی، در کدار سفت دوزخ غوطه خوار سودای آزر از بهشت
گلشن پرده گشای. خرد آشوب رمزی که بذوق بخشی نشاط سماعش زهره
از آسمان فرود آید، بربانم ودیعت نهاده اوست و هوشش را چاشنی
کو گنز شمه ربری انکر ادائش تذروان طوبی نشین در رود ابد به بی تکلم بار داده
او بیت رشح گفت جم سحکید از مغز مقالم به سیرابی لطفم از فیض حکیم است
سیه ویو دل شرافت عقیدت سلامم و در زانه قهرمان قلمرو سخن رانی دل البرا
قلبین محمد او بخش کیشش و این من طغرای والای یا اسد الله الغالب
نقش نگین من. لای غم سخاره سرمدی قسمت ناحشیدگان سگالند
که همدانی را درین باره سیرابی نطق از کجاست. غافل که هم رشحه یک
فیضی است که سبزه را دمیدن و نهال را سر کشیدن و میوه را رسیدن
و لب را زمزمه آوردن آموخت و به پرتو مهتاب ازلی هدایت شکر
نکرده گان اندیشند که نیرو سرانجامی را این همه روشنایی گفتار چراست
بی چاره فروماندش یک نور است که شمع را به شعله و قدح را به باده و گل

[illegible]

را برنگ و درون را به سخن برافروخت. اگه سینه جمیه لیلی منشانرا
بفروغ مشعلهای کافوری خاورستان کرد. وادی مجنون روشانرا از هجوم گریک
شب تاب پرواز چراغان بخشید. ریشه نخل آبرو آب از مغز سر قارون میخورد
مایه داری بیوایان دریاب. و خامه در ایثار لعل و گهر عرق گنجینه توانگران می بردرا
دانی و دستگاه منعی نیکوکاران شکر باغ از گل فشانی نهالهای دست نشان نامه اعمال
نکوکاران خداپرست است. و زاغ از نیرنگی گونه گون لاله های خود روکارگاه
خیال هوسناکان شاهد بار قرد مهر دل شده از دوست و رانداز سپاسی است
ما تا نکه نگاه غلط انداز ندارد. رهرو آرزوه پای را سایه خار بن ها شمع سرور است
و در سنج کشاورز را اخگر تافته گوهر شب چراغ. سیل اشتر شکی که بروی ما لمان میدود
و بار غم را روائی فرمان در داشت. و دامن برچیده که بدست آزادگان اندر
است ده کیای قلمرو خرسندی را توقیع تنومندان را نخ برابر و خشکی فرخ. سرمایه
همان کف خلیست که اگر بشرا آتش روید کرما کرم از مره رنجم و اگر زنگ کر و بیر
دملوم بروی شکستیم خود آرایانرا اطلس و سنجاب ارزانی. فرجام خار ازدون
اندام نیست و ما به تن از ناتوانی تاب گرانی نداریم. و بدل از نیازمندی پیچ نیکی
قبا نستایم لطافت تاره بهار رنگهای شکسته در تافتن نه زهره هر دیده وراست
و نه نزاکت و نیره قماش کتابهای ماهتابی وارسیدن به اندازه هر دانشناس
ما کبوده از بی تنگی آفتاب پوشینی زرین طلبان خود آرایی را چه رشک
و اگر و بیرانه از جگر بکلی ماهتاب آشنامستی شبستانان از دیده درون
را چه اخستر و ما هم از کوته نظران تنگ چشم که دمیدن تاره گل از گیاه و درخشیدن

برق لبهای سیاه شگفت نداریم و خندیدن زبانهای گویا به سخنهای نغز
و سحوار انگارند غنچه شگفتن نفس است و باد غالیه سای و گل گشاده روی و بلبل
نواسنج زبان چه گنه کرده است که سخن سرای نباشد مهر جلوه برتابد و در دنیا بی و بحر
روانی و قطره اشتلم. ولی اگر نه لطیفه است که از سورش ستوده آید پیمانه بد الست
این گروه باده در خمخانه توفیق قبالقدر بود که حریفان کرشمه را سر و باغ ساخت
حالیا بساط بزم سخن برچیده و جام دست به بر سر هم شکسته و از آن قلزم قلزم
راوق نمی بر جای نمانده بیدار بندگانش با انجمنی که من در فرودین زده به حلقه اوباش
قدح میگیرم و برابر پسند تا او از اسنئر که می فراوانست و ساقی بی دریغ بخشش پیمانه
با جرعه ریزیست. ولیها العطش گوی. لیک در من قال قرد هنوز آن ابر رحمت
در فشانست. می و میخانه با مهر و نشانست. از پی صهبای سخن پرور
کام من از تشنگی تیز و پر زور است. و سبب اندیشه را الفرق میدان پیچیده
سحری برات فراوانی نور است هر آینه رنگان سرخوش غنوده اند
و من چراغ انسم شبستان چراغان بوده اند و من ایاغ انسم قطعه سنج شوکت
عرفی که بود شیرازی و مشوا سیر زلالی که بود خوانساری. طلبو مثابت خیالم
درای نیاسی بر روان فرو رسوده شعرهای رمازی طالبم که بدو بار پیدا کناره
اندیشه را آمیخاره لبیج بوده است بر روزنگار گزنده نالم لولوخیز گروانی نموده
است. کرانه لبکه دران اندیشه نیافت صدفهای یکو هر البستن
حلبده. بیداری خط شعاعی مهر است. لمنر شمستان فرود دیده ورق
که میکده سخن را کاسه باده پیمای است. بدوران لسندیده. چو هم از باده

بالی نشاداب چشمه ربایی است که از لبکه نم القدسی زلال کیفیت تشنه
خضری را به طینتش در آورده که بوی چمن سرمایه سفالیست و سنته دسته ریحان از خویشش بر
آورده. دل شوریده بین افروخته باربین و خشنودم. اگر گویم که گرشتن من مایه از گرتشنگان عجب
نیست چه عجب بپرورش آموخته تحسین دستورم. ار بسنجم که بسر آمدن من در
شیوه بر همگنان شگفت انیست چه شگفت. خوان انبودی بنالیش به نثره سالبش
خویش آراستن بشماره بخششهای داور انمرونق دوق سپاس خواستن است
تکلفت بر برات منعم و منعم پرستی است نه در خود فروشی رمز نعت و منقبت
و رنگ پرده بیک آهنگ سرودن. ولدادهٔ لوای سخن در سینه تولا بود افسست
تعصب بشکنش قدم در جاده بیبابی است نه در سراپرده روی تعلقه نه حاجتم که رشیده خوش
از فسون کسی هراس نشم. نه خواهم که از نصیحت و وعظ عالمی را خداشناس کنم
نه که اخبار باستانی را. دلیوافسانه ها قیاس کنم. نه که زمار هرچه مشهور است
اثری تازه اقتباس کنم. نه که از نهرهای بهشت. ترک آرایش لباس کنم. نه که
در عالم فراخ روی بیمار از زنده پلاس کنم. چون من ساقیم نه محتسبم. نه بر بزم زری
وکاس کنم. نه لواجب رسمی و امامم. نه بهر مدعا لکاس کنم. بر بدا را اگر مدار نهم. کاخ الفت
قوی اساس کنم. لیک نایدم من که در کفار ژند حشت لاله سوز بهش کنم. فصلی از
مدح خود توانم خواند. گر زبان لب را از لاف پاس کنم. جو ستش نوایم مرا رسد که زنگ
رهبر در جام نونواس کنم. میتوان هیچه از نظامی بر و متباره جمع گر خواس کنم. تو من
طبع من بدان ارزد. که زبان پری قیاس کنم. مرغ خویشش را الکاه در و شناخس حور
صرفت و اسکنم. همچو سرو از غم خزان برید. بلبلی را که من هماس کشم.

کوتر از موج واکند آغوشش ؛ اگر انداز تماس کنم ؛ چه ازین فرقه ادا شناسا
خویشتن را هلاک یاس کنم ؛ بدو بیتی از کفهای حسرتین ؛ صفحهٔ ناظره را پاس ک
لالی مرح در زمانه خونست ؛ خویشتن را همی سپاس کنم ؛ کس زبان مرا نمی فهم
بجز ان چه التماس کنم ؛ سرو اگر بهوای تلافی عطیه نشو و نما سر بپای ابر سپارد
در ادای سپاس سرمایه بخشی که هر برق دریا فشاند دیده وران شناسند
نیروی گستاخی سرو هم از پهلوی ابر است . و فراخی دستگاه ابر هم از گنجینه
ای کشاد روان سهل و رهره فشان معنی باز یافته و سر از کوهی بر داشته
باد را زی فرو گذاشت به تر خالی نه سر رفته تکیه بر دانشش و دادگری و کور بینش
در وی جستجو و نگردش پرگار معنی نگاه پو سراپای چون بوی گل از لطافت معنا
سخن را هیمان سی و هم از خود بپرس که روان شناختن رمز سخن گزارش چه
دانا و نهان نگزاردن حق هر شیوهٔ نگارش چه قدر توانا گردد ؛ تا ادای
روشنی نواند از و شیرهٔ خراشی دست هم دهد و از عالم ناهمواری کیش واپ
هستی لشانان اشکار اشکال جهان را اندیشه گرداید بار جاستن فرجام
دوروی و درست نشستن نقش یکتا گزینی را از کلک اشکاره وجه
نیز پیر دست مرکان موجی که صهبا از آن پیمانه اندر است ؛ جز گرسنت چو شد
خویشتن بالای که در خلوت خم سر بند سفید نشست . و به نگاه رگ بینی
که بر دارند او در بال و پر است برق ذوق مستی فشانی که در نشاد دل دا
دیدلی چنانکه انتهای از روی متقدمین - و ابتدای ابروی متاخرین
شیخ محمد علی حزین سر آید فرد سخنهای برده ام از صدق بجانک ...

تا دل و دیده خونابه فشانم داده‌اند انصاف‌شو بالای طاعت است. در
هوای که بال بالاخوانی زده و در آوای که خود را بشکرفی ستوده‌ام همه از آن شاهد
بازلسبت یعنی هواپرستی و نیمه دیگر بونکرستایی است یعنی بادخوانی. آه از دین
که هر جا به نشانه تمی از زلف و غوله مویان گشوده شود بلا در من آویزد. تا دل ز بیجای
این شکن شیدایی و خواری نگر که هرگاه از خود غافل. و از جدا افتادگی برآورنک مروری
کج اندیشند موس درابر انگیزد تا باشتش نیزه ورزانیست. اینی بینادم از آزادی
که لب سخن به بهار عشقبازان گزارده ستم. و دو انگم از ارمندی که ورقی چند
بکردار دناطلبان در مدح اهل جاه سیه کرده ستم. دریغا که عمر سبکسیر طی به چه به
وجنگ سر آمد و پاره به دروغ و دریغ رفت. فرجام کرا نخواهم از این نجاست
واسوف هوشناکی فرو شست شور خون را در پوست هنگامه شورش
رستخیز این از کرم و در جیب دل از خار خار شوق زبان گزارش این آرزو
دراز است که هر آینه گفتارهای پریشان را فراهم آوردن ارزد. و خواهی
نخواهی اوراق پراکنده را بشیرازه بستن سزد خیر مایه شرمندگیست در
هنجار یاد نمودن. و در آن گیتی گسسته دم بودن حسن را نظر فریبی رنگ
و روان آسایی بوی. و نشست کرشمه. و اکبر اندام. و دراز مژه. و کوتهی
نگاه. و راستی بالای. و گرمی خوی. و دم سردی وفا. و خونگرمی جفا. و
دلربایی التفات. و جانگزایی تغافل. و سبکسری مهر. و گرانبایی کین. و نکوهی
روی. و درشتی کمان. و توانایی و ... نازکی میان مسلم. و سخن را ره
شیفتگی نهاد. و باکرکی گوهر و سرشتگی مضمون. و کداحکی نقش و چاشنی

سپاس. و نمک شکوه. و لب نشاط قهقهه. و اندوه شیون. و رهای گکاره. و بها
ی باره. و پرده کشایی رازمو. جلوه فروشی نوید. و سازکاری آفرین. و دلخراشی نکو
هش. و همواری صلا. و درشتی دورباش. و گزارش وعده. و سپا
رش پیام. و بازنامه بزم. و نکاله رزم. حاصل. اما سخن و ایمان من که
بوالا دیدگاه بینان سهی کنیش که سیاه و سپید را وجودی پلاس در سار را
تار و پود نیافته اند این بجا اعیان ذل ثریانه. و آن بهاران زیر بال بلبلی ماند
. اشیا صور علمیه حق اند و الوان نگار بال عنقا به نقشهای ارژنگ کلک
فرو ریخته نقاش را صد رنگ پرده دری است و به نواهای از ساز بدر
ناجسته مطرب را هزار پرده راشکری هرچه از پرده گفت بال سرودی
رند جنبش موج تمثال است و هرچه از آینه وی جلوه انگیز و گردش
فانوس خیال بسکیمرانی که باد او بخته اند از گفتار جز گفتار چه دریافته
. دگر آنجا نالی اشیا هستو شده اند از سمراد جز سمراد چه وانشکافته
چنانکه پرده سنج این سوز و ساز خداوند گلشن راز فرماید قرد مرانکس را که
اندر دل شکی نیست : یقین داند که هستی جز یکی نیست :: بلبهان
اسد الله جامه گرد ادر نام سیاه ایی به کنش سره و بیدا بشتش تباه دمه
گزرشتن دل در هر دگر دگشان هوا و دامن بدر آن گرفتن خرد در نگار
روز آوران هوس. نه کم اندوهی و اندک شوری نیست که بحلقه ماتم
نشسته این مصیبت نشاط کار دیگر در خود ایجد و چشم برنشیت
باد وخته این مجلت سر بر داشتن از زانو سخن ذ بین که اسعارت

نگارنامه ... وان

بکار نامه می‌نوشت و آن را نگارستان آرزو نامی هرزه خون گشته تن پروردانی
هست که کیمیا از سرمایه کامرانی بی برگ و نوا گشتی بفرمان امید هستی
بپایه گل و گروهی با امید یاد آتش سر بهوا بوده اند مرد خبر رسان. دنیاگر
عبارت است از بنگاه جاه نشست و آن گونه گون ششهای یکبراف آنکه
بحرانی است که سراب را به محیطی و هیچ را به تنگی سر گرفته بی شراره
و خاشاک باهم در گرفته اند مصیبت زدگان. خیالی در نظر خون
کردن و گلستان را میدان غباری از رهگذر وهم برانگیختن و آسمان نقش
بستن از معنی بصورت ایم. و بمذاق اسکارا پرستان پور شکر اسم
باد افراه این شوخ چشمی که بستودن خویشتن و رحاسد آزاری دلیری
کرده خون تنها در دل و عقده ها بر لب افکنده ام سخن را در حق خویشتن
بسنجی و در تا حکمم ما آموزگار را به عطرت دا گوش بالی داده یا شم الحنی خزف ریزه بر لبهایت
کشمران و سنگ گوهر شهوار شمردن مشتی پی پاره پاره دم برافروختن،
و خود را سرمدا در کده پارسی دانستن. پور یابافتن دیده یا طرازی نام برآوردن:
سنگ اشیا ازدن. و آوازه الماس تراشی در افکندن روا بوده که کدام دستور
دبازنموده کدام و رهنگ است. ای آزاده از گرفتار وای جرو رفته نشیب
لاج بیدراهی مسلمان زاده کافر ماجرا وای بست الیسته نگفت و پوریا می برنان
جهان جهان شور و غوغا دای بدل بیک اهرمنستان زنگ و ریو. دلت
از تب ناروا اندیشه ها چون در بانت بکیفر نیزه گفتارها انتقام مردان باد فرهم
دهی که هنگام را گنجایی خرد الفنجیدن نیست و به پوستین یاران آمی که هنگامه

روائی بر سنجیدن ... از قسمت هر بهروی هوس قرار کرده
و دیده بدانست خویشتن راه فراتش و داد بیرون و روزگار
بار اسنین خوبان وکاشته بهر بردن باخو لبین و زافت و با جگر
میبادین یکیخ بهای بینش المسرا انجمن آرائی بر خیز فرود الادم زن و تسلیم
لا شو بکو الله و برق ... خداوند انا آمیدی از رحمت در کمام
دلبر مکند رک کردن جنوم ... روی نوارش تکسل و دل دردیاه محرمی
از نو سر میکرد و بپای بام آتش ناره فرو مهل آتش میداد جالم برق
خرمن مستقبل است ... تا تاب بیجا صلیم مپیچ و عمرم تماشائی
بهار جاوید خرّم نال گرشته است از تجلیات جلالی چهره بهر عنایم هر روز
تمکین من از رخ سکسبر باز رفته و سوختش بازیچ سیارگان محزاه و دلم
از مستمطر لیفی روزگار اکه ... الحمن الحم مینداز الصور هر چه رقیب خون
در جگرم محاسب عمرم را الفهای ... گذشته را در حساب ...
بروی شاهد سعادت می تجرم از اینه رنگ لبستة زحل یک فلک
کبودی بزدای تا جلوه مشتری دهد تا الوانی رنگ عالم عالم نا امیدی میریزد
هر چه از من که هست بر جان بقری و گرمی اندیشه سشند از پرده دلی
شروع مرا آبله جگر سحای ای از تو نور اسپهدی ار بالکانه دماغ بر سر ابای
دل تافته و مشت خاک تیره سر انجام از تو خردورشن وروان کیا
یافته بچه سر فشکر ف نوازش است حالکمان سرشته جگر را بر سایه
نوای محمدی جا داده ان و چه سترگ بخشایش است به سلسله

جهانی معلق ...

رعنائی

چنانی شفاعتش در آمرزش بر روی لب‌بسته‌کاران گشادن ۰ آئی آفرین
آن اعتبار مسلمان زاده حبشش زمان گهرفشان گرامی و جنون باری به افسر منابر
افراخته و شهر بانو دخت یزدجرد عجمی را مینوانه خانمش آل عباس آمینه
چون آن گوهر اصل و جود مبرا از خاک پاک پارس بر نشسته در روی هم و نظام
از آینه سگاهی خجل منشان ۰ و آوازه نغمه ای مهر رسول و آلش رشحه طراز تجلی
نگرسیان نو نسخ نهادم آفشان ۰ آمر بت بهره آفرین را لجام و زبان ستودن
اگر راست است پرسی بی خودنمای و بشنوده جهان آفرین را سپاس گزاردن اگر
غلط نکنم دعوی خدای است ۰ لاجرم ابله بابان نوادی تسلیم شیر
هر یرا جبهه عبودیت رسد کو ادای سجود و مراتب آیینه داران حیرت جمال محمد را
قالون عقیدتی باید زمزمه زای درود ۰ اما اگر کشش اختلاط شد و از ادی بیحران
دور اهنه اندوه و شادی جهان جهان رنج تن را مطلوب ۰ و عالم عالم درد دل را
طاعت سمرقندی منش اکبرابادی مولد دهلوی مسکن اسد الله خان
المتخلص بغالب قیس از نور دیدن بساط دعوی ستایش و پیرودن
طرق نوادی ستایش زبانی از پرده چاک جگر میرویاند و تار ساز دست
از اشک خوناب دل شسته را گوش یاران میرساند ۰ فرار سخنیدگان خوب
در نشست سخن و در یا بندگان نقص کمال این فن نکو دانند که با رالبنی بساط
دعوی بر نچاسته ام و در چارسوی سخن به خرده فروشی ننشسته ۰ مگر نیست
که سخنهای دلپذیر را با نام ولهای سخن بر سر نشانده اند و از سواد حرف
در تم مست خاکی بر فرق لفظ و معنی افشانده تماشاییان این باغ در بسته

جلوهٔ گل از رخنهٔ دیوار چمن می‌بینند و خرامیدگان فضای این بهارستان
گل از سایهٔ گل می‌چینند. اما هر که از سرخوشان بادهٔ پروازهای این
انجمن است از شیشه‌ریزهٔ بزم باستانی نمکش ریش خارها در پیرهن امنیت
فرد هرزه مشاب و هرزه‌پیمای جادهٔ شناسان پروازه اینکه در راه سخن چو شوم نزار
اندو رفته منت. ایزد را که دل دانا و چشم بینا داده‌اند ورنه هزار
جرعه بیش یاران ولیکن خویش نگشاده‌ام. نه دلکش نوایم نه هرزه خروش
یحیی چنین حرف دارم نه شور فروشش و ماتم آتشکدهٔ راز سست. و دلم سر جشنه
گداز هر گوشهٔ سماط لعطریزه جسن و کاسه لیس گرسنهٔ جادوبیانان و
برطرف لبالب معنی خواجه‌تاش دهم پیاله انانم چه اگر دیگران از حریر هجود
مبدا فیاض لعل و گهر بدامن فطرت میدهند مرا نیز خرمهره چند در جیب گمار
اندیشه می‌نهند فرد نگویم پاره دارم شیوهٔ جادوبیانان را ؛ ولی در خویشتن بینم
کار کم جادوی آنان را ؛ مهابات اینچه گزاف است در کسوت خودنمایی و اینچه
لاف است در گروه خویشتن ستای نجدالی من بدان پایه که اگر خود را ابجدان نکوبمین
خرد از طنز بروبم چند بدی و همت و دعوی دانست برمین شهردی اینقدر دانم
که مرا از من بیرون ریخته آمده و رنگین کن افسانهٔ بیکسی خویشم ساخته نقش ماخته حرم
و جگر گداخته وحشت بیابانم ضمیر الاست و داستانم جگر پالا. ناله ام از
نشتر زخمه نمک بنما زنده‌تر و نغمه ام از لوحهٔ دل بدرد آزنده‌تر. حالی دارم از
وحشت تنهایی خویش آماده کمر سرو ولی سراپا از درد و داغ دل لبریز محو
سرگرمی بذوق معنیم. اگر ماتم پر آتش است چه عجب و نمک چشش لذت

[illegible]

کهسارم اگر دامانم بر آسنت چه شگفت. آری کوششم را میدان فراخ است
و امیدم را سر رشته دراز بود که دل افسرده پاره پاره در وا اید و گلی بگلچین شدن گراید
گرفتم دل از درد نایافت داشتن ترا بلست و دیده از اندوه محرومی
بینش نیز دشمن نیز از دل باهی قانعم و از دیده از اندوه محرومی باشکی خرسند
درین گلستان بظاهر گم کرده آشیانی مانم که سراپا کباب شعله آواز خویشتن باشد
. و نفسش از شراره ریزی صاعقه ... دوم در گداختن رنگ و بو و گلستان
چمن و سرستان طرف انجمن سیاز ترنم نشاطش نبد اشته و نوای جگر خراش
او را هم سر خوشدلی خویش انگاشته برق لطیفت ناله بر خرمن هستین
بیانیه و اندازند که پاره از دل میکند از دو گوشه از جگر فرو میریزد ما چون نا گسسته
نوای از منقار سر میجزد ارنم می بستران لطمم در سینه چون موج می به آبگینه
در لرزه بسته و از بیداد خرابان خونم از دل جسته چون آب از کوزه شکسته
در نزاییدن باران انجمنها ساخته و به تکلف شعر خوانی شمع ابرام افروخته
. من از حیرت نفس باخته و از خجلت چشم بر پشت پا دوخته حضور صاحبزادگی
از صدر نشینان این بزم که کالبد معنی را از وی روان در تن است
و پیکر بزمی را گل از وی بجیب و دامن. بمجانبه نزاکت شیرین ادائی
قلمش ثابت اندیشگر انگشت حیرت بدندان و بمشاهده لطافت
نظر دسی رقمش بهار را گل ترعشه را زخنده ان. جگر لعلکان بیدامی شفق
را لسایه و چشمه را بر هم خنده آتشی را طولی هو هم فردوس دوستی
دوستی را گوشزد ... حسن خصایل همین فطرت اشناسند شمایل یزدان

سپرده است. ندانم چه افسون نوائی برمن خواند و چه نظر دلربائی بزبان خامه‌ام افتاد
که سرم را که بگریبان دلق اندوه فرو رفته بود از زانو برداشت و لبم را که بدندان
دل دندان زده سراپا است بحرف و سخن کشود چنانکه مقطع غزل
ساز نوای این نظم است و سکانیست. در تصریح محمود فضولی در ارادت
کم فرد با سراج الدین احمد چاره جز تسلیم نیست: ورنه غالب میگرد ذوق
غزلخوانی مرا: با آنکه معنی در نورد دو نیزه هر حرف سر از خلیفه دامی بر می‌آرد
و کلکم در کسوت هر لفظ پشت دستی بر جبین میگذارد. خوی گرمی انداز
مهربانیش را نازم که آتش فسرده مرا مشتعل و رسا ساخت و خاک
زمین گیرم را علم رعنائی غبار ارزانی داشت و فرمان داده است تا
منتخبی از دیوان ریخته و غزلی چند از پارسی در یک سفینه باهم در آمیزم
و این پرده دو رنگ به نشاط بینش او بزم آروی بزبان کهنی
دامن بجان بر رفتی. چون در آغاز خار خار جگر کاوی بشوقم همه صرف
نگارش اشعار از دو دیوان بود در سلک این تحریر نیز همان جاده گزار
ده و همان راه سپرده شد. هر آینه این چمنستان را دو در بر روی
هم کشودم نخستین در را با شعار هندی نکو هم آمودم دومین در چون
آغوشش شوق بر روی پارسیان داشت و نام این صحیفه بزبان
ادا شناسان گل رعنا. الهی این گل رعنا را گوشه دستار قبول
جا دهی. و هر که این را گرامی نهد سپاس از وی بر من نهی. الله بس
ماسوی هوس. دیباچهٔ دیوان ریخته مشام تشمیم آشنایان را

[illegible]

صلاو نهاد انجمن نشینانرا مژده که لختی ازان مجمره گردانی اماده و دامنی
از عود هندی دست بهم داده البته شعله‌های سنگ ژوب خورده
هیچاید ماطبعی چخ شکفته لی اندام سراشنه‌ها به تیز بشکافته به بکار در زیر
زبر کرده بسوهان خراشیده اند و با اینهمه کم اهمکی هنوز به جستجوی
آتش پارسی است نه آتشی که دود ای‌ها بند افسرده. و خاموش
. و از کف خاکستر کم رنگ خود دست شکسته پوشش بینی چه پردی مسلم
است. از ناپاکی با استخوان مرده نماز شکستن و از دلو آنکی زیر نشسته شمع
مزار کشته او نهی هر ائینه بدل کداختن نرزد بزم افروختن زبانت ایرج
آتش بصنیع برافروزنده و آتش پرست را به باد افراه هم در آتش
سوزنده نیک میدانند که تیز و شده در هوای آن رخشنده اذر لعل وز آتش
است. که بچشم روشنی هوشنگ‌ها از سنگ برون تافته. و در ایوان لهراسب
نشو و نما یافته خسرو را فروغ است. و لاله را رنگ و منغ را چشم. و کده را اجاع
بخشنده و یزدان درون پنجن برافروز را سپاسم که شراری ازان آتش تابناک
در خاکستر خویش یافت لجاو کاو سینه شتافته ام و از نغس دمه بر آن
بر نهاده. بود که در اندک مایه روزگار آن مایه فراهم تواند اند که مجمره را فروزنائی
چراغ و رایحه عود را بال شناسائی دماغ تواند بخشید. ها نا نگارنده این نامه را آن
در سر است که پس از انتخاب دیوان ریخته گرد آوردن سرمایه دیوان
فارسی سر حرد و ما ستقاضیه کمال این فرد در فن لیس را الوی خویشتن تشیند
. امید که سخن سرایان سخنور ستائی پراکنده ابیاتی را که خارج ازین

اوراق پاینده از آثار تراوش رگ کلک این نامه سیاه بشناسند و جامه
کرد او را در ستایشش و نکوهشش این اشعار ممنون ماخوذ بسگالند
یارب این لولی هستی ناشنیده از هستی به پیدائی نارسیده یعنی
نقش بضمیر آمده نقاشش که به اسد الله خان موسوم و بمیرزا نوشه معروف
و بغالب متخلص است چنانکه اکبرآبادی مولد و دهلوی مسکن است
فرجام کار نجفی مدفن نیز باد نامه بنام نامی نواب سید علی اکبر خان متولی
امام باڑه هوگلی بندر قبلهٔ خداپرستان سلامت ممدوح از ستایش
مستغنی و مادح در بیان نارسا غلو در عرض نیاز فضولی و ابرام در تشریح
شوق بد تماشا گویم ما آبروی خموشی نریزد و چه نویسم تا داغ کوته قلمی بر جبین
ننهاد این عبودیت نامه را افتتاح بسلام روشناسی و دایرهٔ هر حرفش را
مردار کاسه گدائی است لحمی نسبتم بنده ام و قدرتی ناتوان هم
از آلیش خوان جویم و هم آسایش جان خود در آن دانند که این هر دو
صفت نامه اندر بست و اهل کلکته برآنند که قلمرو آئینه هوگلی بندر است
آری امید از هوگلی و هم جلی از گلشن آثار از جناب و سپاس از من شوق
می سگالد که بر آئینه ما تا پایان فصل دو سه بار بخاطر خطور لی نعمت خواهم گذشت
از امیدی نالد که جانشان بدین مایه برخوردار چسند نخواهم گمست فرد
گلویم تشنه و جان و دلم افسرده هی ساقی بده لوتینه دارو که هم
آتش هم آبستی بجل مرادهم بارور باد و هم سایه گستران بار اشک
دامان نگاه دارین بعرق غالب هوا خواه خاتمه گل رعنا ستیی که سواد

این گوهر من نامه

این گوهرین نامه بپایان رسید. و انشای زیبای خرام از رنگ و نگار آسود. خامه
از کف چون آه از دل بدر جست، و دامن چون داغ بسینه جا گزید
عنود کی بهجوم آور دور بودکی دست بهینه لطاره سوز برقی از پرده خیال
شنگر نگاه بدرخشید، و لورای پیکری بتاب عیار زرین پوشش جلوه
کرد چشمی چون جادو نگهبان فتنه انگیخته بر مژه سیاه. و رخی چون پر
مهرکان روشنایی جان درنکش کرد. گیسوی زر پور و پیرایه بهی و لب و چشمی
ابروی و چشم نگاه دیر قدری باندازه همت جوکش بینی و طره باندازه زور کار منش
پریشان. ماچینی چون گل خودرو شکفته بیرون آمد چون سیل بهاری بی پرواز
لغتی دراز سرمستی تار در پاکشادن نقاب از رخ برافکنده و لب گران
حریفانه در رسید و سمنظر نقابه در اصحبت لعل بهشتم را باید از فشار تبسم
گوش بمالید، و پاره روشنم را یادای تعریض بستود و گفت. چه چه ای غالب
نازک خیال لواسن رقم، وای شاعر جادو بیان دلکش سخن. ای در نسب آز
گرانمایگان عالم ایجاد. وای در حسب ازلی سرو پایان چارسوی وجود. ای
سبکسران بدعوی فراخاسته وازهی دستی بخاک فرو نشسته بکام اش
فرازآمد که اینکاینکی رسوا شوی و سواد از صفحه بموج خون کی تخلیه فرو شوی
گفتم ای اشنا روی بیگانه خوی که مرا کینه بستن از چه راه و لب بسر زنشم
گشودن از چه رو. مرا در لطر سبک و خود را بر دل گران کردن یعنی چه
کاش دامی که بستی، و ار کاسی، و چندین خشمناک چرایی. به حس
تبسم شگفتم غنچه اینم شکفته اش صد چمن گل بالیده و لب تبسم آلودش

نکیب سحرستان خندهٔ بجیب دوامان تماشا فرو ریخت بسان مردمی
طوفان کرد و گوش خرد را صدف گوهر این راز گردانید که ای بحر من
شخص استعداد لوام به آشتی ایم نه بجنگ مهر ارزم نه بکین ملامتم
انجمن سار سلامت. و شکایتم آیینه پرداز هدایت عمر نیست که لطاری
مرات خیال نوام. و شهباز گشتی اسرار کاکل خویشتن قدسی پیکر خرد
فریب مرا پیرهن از نسبت دگر آهی آندیشه. و از جاهی مرا تو مندی
از من شکوه آم از لی بروائی نیست و سپاس از گرانمایگی خویشتن کاروان
کاروان بیک شکرت ارمغان فرستم. و دامن دامن لعل و گوهرت
رایگان دهم. تو و خدا از پهلوی من آن سرمایه نبندد و خسته که سواد تیری
روشن نوائی کرد و طرح انشای ریخت. پیوسته مست مست
گل همیشه بهار معنی بدامنت میریزم. خواهی از انبار رشته نظم گلدسته
بند و خواهی از انبار رشته سحبان پراگنده نگر بیان میرافشان
از نوازش نفس آشنا ساله در آمدم. و بر نغمه ریزی مضراب پرده بینش
چون نغمه از پرده بدر افتادم. تا رگاه بجری زبان گزارش مدعای محمودی
شد. و نوهی در دی از سار شکست دل بدریغ آهنگ مالید:
که ای غیبت ثابتیه مرا فردم جستجم. و ای کالبد اندیشه مرا روان گویا.
ای شکستهای مرا مومیائی و ای شکستهای مرا جان دار وای
برافرازنده گوهر آمای تن و ای پیرافرازنده نوای شهرت خویش چندین
بیرون جنیشم مگیر و ابم را در انجمن هرزه زخم جگر را بگ سود و سمم مسازه

سم گداخته دل را بناخن جفا مسکاو. بگرانی پای خواهش. و به سبکجری شوق.
بخاک نشینی آمید. و ببال افتادگی آرزو. بگرانجانی ابرام. و به سبکروحی استغنا.
بجوبکری رشک. و بدم سردی آه. بزودمیری شرار. و بدیرپایی داغ.
بدمسکری خاک. و باوج گرای غبار. و بدلربایی لذت بی سبب آزاری دوست
و بجانگزایی انداز غمخواری دشمن. بفراخی خوان نعمت تو. و به تنگی
حوصله استغنائی من. بناله های بی بار بستن قهر خودبینی. استوار نسبت ارائتر
بیگانه من. و بخاطر از زخم بهانه جوی از شرم بی اثریهای ناله مهربان تو. که سرگ
شتسان سواد نشئه ازان رواست که لمعه حسن نظر پرورت جلوه ادراک
همه راز درلیح داشته باشد. بلکه درنمیدت هرچه ازان عالم برمن عرض کرده
اند. اگر تاراج بیرالندکی نداندمی گرین نامه را گردانیدی دستکی لکاشته ها
فراهم گشتی. باری اگر رفته ذوق نمایش خود در نبوده از خستال شن
باران نبوده ازسدی فرو دانی. ولقرار جای بینش بیارام. تا و رتمتی دو
از شهر در ضعف تعطیل بحر صبر دهم که در گلشن گاه هر تعطش جای لنقطه انتخاب
خالی یابی. و در نورد هر سطرش جا بالش برای مردم چشم تماشائی آماده
بینی. همانا سواد چشم نگرانی است زنگاری و داغ مردمک از آه خویش
زدوده با ماص عارض نوخطی است از نفس وجود حال ساخته. حاشا
که نامه گرد آورده رنج و تاب هرچه هست بساط داوری آراسته باشد
دنیا در نورد هرچه خواهد گفت عرض تحمل دو دامان خوش نسخه اما اهل
سخن را شب و فرا نیست که اگر گرارنده را شرافرد گزارد. حرمش

گفت از هر کار اعید واند از سال لی سروش گردد فرد بیرامه اگر کام زخم خورده
مگر پدید در غریبده را هم روزن اربسیت به نهانگو ماهی سخن بروری بود ور روزگاری
که بعضای جنبت کده دهلی پایان قشات بودم و بر سر بنیست ار میدکی
از سیطر قسم صبح وطن می‌خواندم منه بر چهره من از روزگار گردی و به در دل
سپهر از من غباری و داستانهای داستانیان بگوش قبول نشنودمی
و از دیوانهای طامانیان بر کرانه بودمی. بر جنبت را عمیت دادمی
و هوای دل رمی. چندانکه لوانستمی تاگرفت گیتی آشوب غمی بهم
برامده افاق سو جنوبی از پرده سر بدر زد و دل آراسودگی برآشفت و رای
از نشستن برخاست. دوش گاوش خار صحرا کف پایم خارید. و شوق
اسرارکی از آتش جهت الجوش بردمی دل کشود بخست بوم زمین بوس
عم مغفور خلد آرامگاه فخر الدوله دلاور الملک نواب احمد بخش خان بهادر زر
ستم جنگ سای محبت ان مرزبان بارای ذفر ملک که جنوب
رویه دهلی بحمل گروهی واقع است پای خاکی کردم. ازانکه سر اسکی سرانجامی
دل را افسردگی فسه بود از بزرگان وطن بدرود ناشده بیراه افتادم. هر چند
از آن مردم شهر مهر و وفا سوده ام که در خبر شود فرصت
کوولع نشست دستی بد شران تا بسی کرند. لیکن بارها کو سر ده بسی
داستان بر دباری داشتم چون من بر تن مهربانان. و چون دل
در سینه جاگرین نیست خرد را نیاوه بد بازوی دانش را نیرو. زینهار
ارو در بالیدن و آگاهی ازو در گزند و پیوند دیرینش بسر برک گو حکیم ولی

مسرور بتماشای جمال وجه مطلق شد. مولوی حافظ محمد فضل حق که از وی دستوری
ناخواسته سفر کرده بمذاق شوقم ناگوار افتاد و بمهد آشیانه من و او سنگرانی نیز بود
دل بدرد آمد و جان به پیمای اندوه رفت. چون بکاروان بمنزل رسید در هر
واقعه از رنج راه برآسود کسانی در صنعت تعطیل نخبه مشق فرستاده شد و سوزش
و پورش را باهم آمیخته بدین رنگ سخن که از وه الله عالم اعلم. و عالم علم عالم عامل.
و عامل عادل. در علم علم. و در کل سهو و ام اگر آمده بوده عالم عالم درد دل. اسعد اسه
سلام معمول اهل اسلام ادا کرده. احرام درس اسرار مدعا دارد. درد عدم وداع همدم
اگر صد حمد درگرد و درد و ملالم دارد. اما و آلکه کمال کم کرده حواس و سراسر وهم و
هراس امده امر اگر دل مولا کلا آلوده کرده. و اوردها هرگاه ادم عهد کرد و کار را سهو کرد.
و عمر در سر و کار لهو کرد. روح را در هوس مسرور کرد. و دل را در حرص کامل. در
معامله دهر کسطالع اند. و در امر معاد کاهل. دل آگاه را ادراک مصالح کار سهل
. و مردم گمراه را اصلاح حال محال. ملک العلام آگاه. و دم درد آلود آگاه. که الحال
دل او وا او محل وداع حرص هوا کرده. و کرده ملال مرا و را احاطه در هر گاه در آورده.
. و الله عهد کردم که اگر مردم کرد و لهو و هوس کم کردم. سالک راه و اصلاح. مگر ما مطالعه الحال
که محرر در داور اولا الملک را از امکان ورود کرده طمع دارد که اعلام حال ساهر کار
مکرر کرده. و طرح سهو و واصل وام او را در احاطه مد اطلاع در آورده. و را ... حد
سر و هر کدل و اله عده کام در صحرا دارد. اما هم کامکار در وهم و هراس مکر و حمد اعدا.
و ورود عدم محاصل سر کار الور و ملال در آمد. دگر ما سرگرم و سوگوار و کم کرده آرام
اگر امر کو مکه کس را دل دهد هم در اصلاح حال کس کار. و مراد دل اسوده

رام و طور آرام کو. که سر صداع آلوده در کوهها مالم. و دل را در طمع امداد کار سالها
در ورطهٔ طول امل وا دارم. حاصل الامر دل در وداع کله طالع و سر و کلاه
احاطهٔ کرم کردگار در آورده. احرام صحرا و ارم که گرد گرد دار صرصر دار آواره عالم
کردم. اگر طالع مسعود که لوح طلسم مراد دارد. مدد کرد و مدعو و هوس مدعا سر در
دام آراده دعا گو در آورد. هاهٔ المراد. و الا لا محاله. در کام آدل دهر در راه عدم.
و در سلسلهٔ اهل کار شمار دود دهٔ آدم. ملک الهی و الحکم لله صرصر صدد م.
سر و آمد دل. همه درد و همه کرد امد دل. که درم دام دل ما گردد. هوس طره
طراز او را. حرص وصل و سر دلدار او را. ساده دل کرد. هوشها کرد و دیگه عمل
دام مکسها کرد. دیحاله سودا کرد ولد الحرام دل کرم مهر سراسر کرم مولا را. در
ماده اسد کم طالع سرد کرده. و کلام مهدم صمصام حسد اعلام. سراسر الام او
بکره ملال در دل داد. اساس والا در آورده. ما حول که گرد ملال هوا کرد.
و کره دل را اکر دد. ملک الله دود طول عمر و دوام مال کمال اسلام و صلاح حال
عطا دارد. والسلام والاکرام. قصه مختصر چون سر رشتهٔ هر کار بر تاملی یار ربه
است و رات گشایش از بند سوالستم بدر جست. بیخودی گریبانم گرفت
و باز مدبلی آورد. روزگاری دراز بخاک نشینی بسر بردم. شد و چرخ گردنده
نسبی بر گرد این تیره خاکدان نگشت که عهود کهای مرا با عذار رسید
و مرح سحر خان شوق بخواب در آورد. پس از آن که اسباب پریشانی
دست بهم داد و قماش آوارگی را تار و پود پدید آمد. بشوق سلسلهٔ خار بحر
خودداری گسیخت. و پریشانی زورق طوفان روانی افکند. پای حوا

سرفشار آمد و سر از میده بگردش ، اشتلم شوق گلبانگ تیز قدم زد و مستی نفس
دامن بکمر زد هر چند در آهستگی به کلکته رسید و چاره لب تشنگی خویش از محیط جست .
اما ازانجا که عنان جنبش ذرات کاینات بکف اضطرار سپرده اند در سر آن
مراحل توهم وجود تا خود را به بحر رسانند راه بجایی نبرد و بخست اتفاق در رو
به لکهنو افتاد نشستم اندران بقعه معمور دل تشنگی پوشش : حسرت آگین چو گنهگار
بر رندان رحیم : جلوه در طالع خاشاک من افتاد در بون : شد غلط جاده گلخن
به گلستان رهم : تشنه بحرتمات شدم ضرغه بکرد : که ز جوشش عرق شرمم
بطوفان رفتم : سبزه رنگ طراوت بخزان باخته ام : خس شدم تا
بحراگاه غزالان رفتم : کاش میسوختم و داد فنا میدادم : شرمم باد که بدان
تماره خیابان رفتم : مهربانان گرد آمدند و بزرگان انجمن شدند و رفته رفته
دگر خاکسارهای مرا به بزم آغامیر یامی از سادات عامه آن دیار که در آن
روزها مانک معتمد الدولگی بلند آوازه بود و به ترخانی فرمانروایی آن کشور
و بدار المهامی آن سلطنت استبداد داشت رسانیدند تا از آن
جانب ایمای کشتی رفت ازین سو نیز آشوب هوسی گل کرد چون
ملازمت قرار یافت خواستم دستمایه عقیدتی سرانجام دادن دره
آورد عالم عبودیتی عرصه داشتن طبع از فکر قصیده سنگی کرد و سینه برین ارزو تنگی
جنون ستوهم به بیدای کنار ناپیدای نیز انداخت و سواد عبارتی هم در
صحبت تعطیل روشن ساخت اگرچه وقت اقتضای دیدن
آن جا هم تند نکرده و آن هوس ها از سینه بدر رفت اما آن مسوده

در سفینه ماند. و هو الله امطار مراحم ملک الودود کامکار طالع مسعود و مطلع مهر
و عطاء و کرم. سلاله دودهٔ آدم دام عطاءه و هو مرسلاوه و دعاگو اسعد الله مرام
مدح اداکرده و سر کلاوه مرد دل وا کرده در ساحل اطلاع حال طمع حصول
گوهر آمال دارد. در دو الم روح مراسم آساس اسرار دام دم سرد درد
آورده و صعود و ورود و سود آمال و اله دم طاوس کرده دل کم حوصله عالم
عالم درد و الم را اصلا در داده و وهم و هم اس حل آواره را در صحرا صحرا
گرد ملال سر داده. ساعه مرد و دوا اصطکاک در دراهم کار ما و لامه
محروم مس ساعد مساعد مدعا و عالم رسم و راه رحم و کرم معدوم. هم
دعاگو را سوال در ما عار و هم حال همه اهل دهر معلوم که هر کس در هوس درهم
سو کرده و سر صداع آلوده در کوه مالد مگر در سواد سرکار او دو معار عدل
و داد و سرا اسرد مرکز الکلکده ارم کرده و امطار عطاء و کرم سر احرار عالم را در دام
حصول مدعا در آورده. اراده کردم که در درگاه دار السلام اسار سهم و عطر
کل مراد در حله هوس مالم حاصل الامر الم سهام هوس در دل و ورود
اوهام سود او سر الام راه دور کوارا کردم. در احله را و مرحله ها کرا الله الحمد که
طالع رسا مدد کرد و همه و صد کروه راه سر کرده. در اسوه دوده آل محمد را
دار السرور ورود کردم که در عرصه عصر در کرده اهل کمال گرد گرد آرم. اما مرام
سرکار عالم مدار هم دعا عالم عالم گوهر مدح در سلک سطور دارم دل سر داد
محل طرح اساس و داد کرده و کلک عطارد کردار و مصرع ساده در احاطه
دام سطور در آورده مصرعها اکرم اهل کرم اسعد اولاد رسول ... وار داد درس

داعی سرور عالم آرا

دستور عالم آرا؛ در او مصدر عدل و کرم و سور سرور؛ دل او مطلع علم و عمل
و رحم و عطا کرده و دکر دست او طعم آورد در عالم شهرها دم طلا کرده و هر صعوه
هما؛ عدل را راه در درگه او کرده طلوع؛ ملک را گروه عسکر آورده لوای جد او آمده
درگاه ملوک عالم یکه گدا آمده کاوس و دعاگو دارا. دارا دادگر، روح و رستم
بسل آلام در آمده، و کار درماندگان رونق کرده. دل هر دردمند مجروح دوا محروم طمع مرهم دارد
تا مول که سحرکار والاسحر حلال و گوهر کمال نژاد در سلک مطالعه در آرد و اصلاح حال
سلسله دهر کرده دل کرده در گره مدام مدعا کرده و مکرها مطالع ماه و مکس سها کرده
احکم الحکام و عمدة الخدام سرو سر کرده اهل کرم عمده امرا المهام و الانام را
عمر دوام اساس، و امر عالم مطاع، و حکم عدو مال؛ و دل آسوده، و مطالع مسعود.
عطاوارد. محرر اسد الله محرره دوم محرم الحرام خالصه عبارت و باعث
ترتیب دیوان فارسی اندیشه سنجی و کمال سگالد که غالب از دانش
بی بهره مدسته تسبق ایجکلها حر بهره آهنگ خود آرایی و انداز انگشت نمایی
دارد بلکه جونکرمی ابرام و الابرار صدره از جان گرامی تر مهر ابر گوهربار و حشمت
الذش بی زنهار لهوی پیشه سروری دستگاه، راستی اندیشه کجکلاه
. بوی مشکی ار چینه سوشیلی خرقه یاب. و پیچ کلهی رونق کیخسرو
افراسیاب. پرویز بزم. بهمن رزم. بهرجال مشتری خصال هستی
روی. بهاران خوی. جفا گسل. وفا سوند. و دست کشای. دشمن بند.
نظم پروری گیتی از وفاداری جهانی؛ محبت راه بین و اسمالی؛ ندارا مال
بدارای نشانه؛ مدانایان بدانای فسانه؛ به نبرد و سرکشان را تیجه برتاب

بدانش صاحب آثار فرمایست ∴ بنظر پروانهٔ شمع جمالش ∴ بتماشا بلبل باغ
خیالش ∴ بنگاهش سالک در دل دویدن ∴ بدلش مجذوب بار دل کشیدن
∴ دل و جان تمنا جلوه گاهش ∴ هجوم آرزوها گرد راهش ∴ بخطش عنوان
نگار خوبرویی ∴ بلبش فرهنگ دوان تیرگی کویی ∴ بهمت در گلشن سارایی
∴ ببسط و سینه رودن کن هر مرحله ∴ بهادوش رار و الای لشت نهاد ∴ بزبانش رار دادای
بیابانها خیابان بکویرا نهالی ∴ بیابانان لشکر فی راعرالی ∴ بدریای محبت بی
بهادر ∴ امین الدین احمد خان بهادر ∴ آنکه بار سایهٔ او در سرشتش از استواری
آن پایه که با چون منی عمر با از یکدلی بکرو بی بوده . و هیچگاه در حلقهٔ رسوائی و عیق
و خلوت برنای خویش لب بهیچ نیالوده آنکه مهرش بمن سرنشینی در
نهادم بدان مایه که اگر بشکی روبمالش مسلم نداشتمی جان را
گرامی نه پنداشتمی . مرا برین کار داشته و همتم را به پینه دوزی این کهن
دلق گماشته است . رنگهای از تحلیب این خود نمائی بر درشکسته را
دیدن برنتابد . و سنگهای از فضول این رعنوائی بجو دبار آبگینه اش غلیدن
در نیابد . نه بدان معنی که از جسارتی که کالا خواری میکنیتم . بلکه چون متاع
ما بابن قلم بنسبت از گرانی خاطر احباب شرمساری میکشم .
از حق چرا چنین نباشد که شخص استعداد مرا پیرایهٔ نارشتن فضلی
و تشریف وجود مرا سرمایهٔ برازش کمالی نیست . نه ترانهٔ حرف
و استفهام برلب است و نه زمزمهٔ سلف و الجاکم بزبان . نه
چون صراحم بر گردن است و نه نقش قاموسم بر دوش . نه آنکه پای

خجالتزده صاحبقلم و نه گوهر آمای رشتهٔ بدایع. کباب گرمی آتش بی دودم و باده‌ام تهٔ جرعه
تلخی بادهٔ پرزور معنی آتشکدهٔ پارسیان عجم را سمندرم سمندر من هم از من بپرسند
و گلزار گلبندان پارسی را بلبلم بلبل من هم از من جوید. بسبزه دماننده ابر است
و گل‌فشاننده باد. چیدن و دسته بستن کمینه صنعت است و یاران
پیوسته در اندازی نگارش باید رسید نقش در سراپرده کاشتن است و
زبان در زبانه درزودن در گرفتن و هم از خود مایه برگرفتن شگرف حالتیست
و مانند زین نگارخانه‌ایم یعنی از ذوق میتوان مرد و فسرد و در رقعه هر حرف
عالمی بچیده‌ام بیخانه تا زدلم که نه مست سخن خوانده سخندان خامه در نواخت
فارسی نیز دانند اگه سخن آفرینده و زبان را نیز نگارنگ سود گوناگون جهان جهان
نیایش و روزگار را که دلگارش شود روشنی پیش آورد و نگارندگان
را بخوی کلکم سرجوش نشاط جاوید ساخت فزا آفرین و بسته زمردان
فراخنای سخن را که سر منزل نکنامی پای افراز بیان کشیدن و شیراز
گمرگشاده بستانه بگلهای فراوان برلب آرمیده تازگی را بجرا سر داده
اند از من کرواسی این قوم بنده کاروان و کرین بادیه نوردان را آزادنباله
روانم فراوان و بهوده باد بهمانا گرایش اندیشه بخواستجی این نوازش
درخواه شیمان عمیس است و گذریه اثرهای قبول که به هوشمندی هم
معنوی نبرد کاربستن توان برد و مگر اثر تکلی این انجمن عطیه برگرده
تا بر میتوان گرد گران بیر بر رفتن جاده این خجسته راه که خرد گره کشای
انرا به بستن شیرازهٔ اجزای تحسین دیوان تاویل فرمایند اگر دیر

تم الاتفاق افتاد رفتگان که اگر از این پیچیدگان خرده بگیرند گویم که یکی از آنانم
و باالجمله روی سخن بدان جا است که نه پندارند که ریگ و سنگ بودی پاره انجام
لنگ خاستاکه رهرو را به دل از آن که آبلهای بسیار راه بندی و خودی را
بهمراه لستیان این مرحله پیوندی با هم شد فرد در سلوک. از هر چه پس
اندر گذشتن داشتیم. یکعمه دیدم لقب رهروان ناامید مشتی گویند
چون چنین است در تنگ از چه پیوندی که اثنا یا آنچه عذر. بان و بان
رحستی بدان لوسنی که عنان ستل بهی و مستاحبش ببوی برشافتی
وا از شموسنی کام ندارنی نهاده چه بهشسامی. از برسنده دلی عنانش
کشیده و به لابه آوار توسنه الستش بهره داشتی چون یا زده از راه پد
سکونه که برستم دم بریده شد و دانست گذشت. هم خوش تندی
توسن فرو نشست و هم دست و پای سوار از عنان و رکاب
خستگی پذیرا. بیتابی می‌سپرد و هر دو بسر سوار کداخت مولفی ریگ
بیابان نعل دریای لکاو نرم کرد و الفی را دم و کره را قدم کند ا را ابد
هم ان به اخر کرانه و هم این را به بستر تبار آید لوا نامی تکاوره جانی
وستی بسر آمد و در سکام گسسته دمی خستگی روی آورد. چه تسیرانم
چه بیستی از روز بی شماره سنین عمر از اجازه فراتر رفت و رسته حساب
الحمت یار و دشمن کره بجوید بر کردنت اندیشه در زر و دار و کام فراخ پر و دست
دکر بوده و مغاک باد به سخن همسودن آغاز نهاده تا امروز که از هجرت خاتم انبیا
علیه التحیة و الثنا یکهزار و دو صد و پنجاه و یک سال گذشته. و در صد کار طالع من

[illegible]

باندازهٔ خرامش کلک اسمائی نورد شاهد آثار سال شصت و هشتم است،
هنوز شخص اندیشه کیخسرو این جام و افلاطون این خم هست. بامی اگر که زنادساری
فرجام نصیب :: هم بیم عدو دارم و هم ذوق حبیب :: اسالیبش بهره مند آمدم غالب
متاریخ ولادتم بود لفظ غریب :: گسست تا ازین پرسید و اگر نابرسیده گویم در
دلش فرود آید که درین بیست و هشت سال بهمت را با فطرت چه آویزشها
روی داده. و پس از آنکه کار بدانجا رسیده که هر گز از جو عکس فروماند بیانجکری
بوفق تکبد آنم قرار داد و آشتی اتفاق افتاده. خامه در جنبش بود و شوق زودگرای
گفتارها از نهیب دوری باشش اندیشه به درازنای فاصلهٔ دل و زبان چون شد
. و اگر تا که از دل بزبان رسید و الا سخن همت از انجام لب نرسید. هرچند منش که
یزدانی پرورش است در نبرد آغاز تیز گرید و کوتی دل سینه پروردهٔ خوی بود.
امّا بیشتر از مراج روی بی جاده نشناسان بر داشتی و گریزی رفتار آنرا الوش
مستانه انگاشتی تا همرزان تکاپو بجه تیغ ایمان زینهٔ چشمکی آرزش شمعدم
کر درمن یافتند مهر گسیند. و دل از آزرم نبرد آمدند و آن آرگهای بیش جوروتنزو
آموزگارانه در من نگریستند. شیخ علی حزین بخنده زیر لبی بیراهه روی‌های مرا در نظرم
جلوه گر ساخت. و زهر نگاه طالب آملی و برق چشم عرفی شیرازی مادهٔ
آن هرزه جنبشهای نارواد پای رهپای من بسوختند. ظهوری نیز گرمی
گرای نفس حرزی بازوی و توشه بکمر بست. و نظیری لاابالی خرام
بهنجار خاصه خودم بجالش آورد. اکنون من فره پرورش آموختگی این گروه
فرشتهٔ شکوه کلک رقاص من بخرامش تدرو ابست و دیر امش تو ستاره

و به جلوهٔ طاوس است و به پرواز عنقا آنچه درین اوراق از قطعه و مثنوی
و قصیده و غزل و رباعی فراهم آمده همگی چهار هزار و دو صد و سی بیت
است که هر یک پیرایهٔ گلوی سنبل تر آید و گوشوارهٔ گوش دل تواند بود: تاریخ
این مطلع الصحف ابها داده و این گنجینه در گشاده از دستبرد مجهی وزدان و ترکتاز
غلط نگاران در امان: و گهرهای ابداء این ذخیره را بدان روش مستانه
بر زبانها روان. داری که هر چه در عرض پیمایش ابر نسیم بیان از فرط صفا
بلجزوه تا محصول فرو نرود از غلطانی بارنه اندیشه‌های غالب انگار نامه را اگا
نام نگوی میخانهٔ آرزو سر انجام نگوی: احاد مکرر و ازمات و عشرات:
تاریخ قبول رتبت اتمام نگوی: لله الحمد که جامع این اوراق یعنی علی بخش
سخن مشتاق همگی نثر دیوان قبلهٔ اهل نظر جناب حضرت غالب
دامت برکاته درین اجزا نقل کرده اینک اول را بسر انجام داده
اما دهکر ارش دوم هیچ اینک ... محقق نماند که نثرهای خارج از
دیوان بسیار است و جمع کردن آن بس مخصص و دشوار زیرا که دستور حضرت
اخوان پناهی مد ظله العالی الست که در مکاتبات هرگز مسوده نمی‌فرمایند
و همچنین قلم برداشته می‌نویسند: ناچار آنچه بدست میسر آمد:
درین اینک رقم می‌پذیرد و آورد اوراق ساده گذاشته میشود تا بعد ازین
آنچه دست بهم دهد نگارش یابد و نیز با حباب اجازت اینمعنی
داده می‌آید که هر چه از عبارات غالبی در رسالهای مختلف بنظر گذرد
انتراد درین اینک جا دهند و بر جامع این هیچ اینک منت نهند. الحمد

دوم نمونه‌های خارج دیوان لطف گستر کرده آمد و تا لطف نواب مصطفی خان
بهادر است فردوس ساز از دم‌های بهشت چونی زمزمه‌ها. ای با همه هیچ نوای
تو همه مایه پرکار گشایان از سنگ دانش و داد که این گزیده کاخ فیروزه رنگ بی‌اندازه
که برآورده‌اند و این فرد گستر زده بساط عنبر فام را بپایه شناسش که از ارزان خنک خوشی
آفرینش به معنی آفرین سنجیده‌اند و بجای آوردن نیایش آفریدگار به فرانش
سپاس هرآینه مردی را رواج داده و دیده ور را فروغ داده است که از نقشی که درین
نگارستان نگریسته شود چشم به نیروی خامهٔ نقشبند گشوده آید شیرینی
کام آرزو به ثمرهای بیش بین نتیجه پرورش آموزی ابر و باد بهشت. و تأثیر انگیزی
شمار گذری مهر و ماه. و آنگاه منشاء نمو این همه آثار لطف و خوشگری ما حاصل نسبت
به نهال نشانی و آبیاری و پیوندگری گونه اندیشان که جز به نیروی پای نگرند
گمان نبرند که کمند آگهی را افراتر ازین در زده هستی و رسن بار خیال را بالاتر
ازین پایه دستی نیست. بلکه چون از نورد این سررشته مکدوع و خم
دیگر در اوج گرای کشاد پذیرد خرد که نگرنده فراز جای راز پژوهی و رشته جوی
است. فرا می‌رسد و در می‌یابد که گرایش اندیشه بوستان سرای
به برومندی و رونق گل و نوا فرآیندی فیض انالیب و سوابهان دراز دستی
حسب ظهوریست که اقتضای ذاتی حضرت نوریست جل جلاله و عم
نواله. نظم ای شناسای اقدس سخن :: محرم گنجینه دیر کهن :: آنکه در گنج
نهان بار کرد :: شمار سخن شمار گهربار کرد :: هم سخن مایه خود را ستود :: داد فرو
بسند و خسرو را ستود :: هم سخن وا داد ستا صبا و رنگین سیه

هم سخن گرد شناساگری؛ گرچه درین گنج گهر بجا است؛ قفل در گنج هم از
ابجد است؛ لاجرم آنان که برین جاده اند؛ هم سخن داد سخن داده
اند؛ تنگ بود خاطر منت گزین؛ هم سخن هم سخن آفرین ترجم
ابروی نورش بجنگی اقبال این بشارت بر خویشتن می بالد که گوهرین
پر بندگر دیدن نامه به یمن ثنای فضایل مجموعه البیت که هر ورقش فرد فهرست
مناقبی است که بهر این بندی فردوس برضوان داده اند و برزین
فشان خراسیدن شامه به فیض مجموعه فضائلی است که هر رقم گلشن
موج جنبش کلید بیست که بهشت بهشت را ابدان درگشاده اند
سپاهان نواب همایون آثار والاشان نو خان فروسده فرهنگ پسندیده
گفتار آزاده داد گرائی دانش اندوز و سخنگوی گرامی نهاد مبارک
نفس دوست مهر بسته وفا گوهر نواب مصطفی خان بهادر که گلبن
خیالش ورشته بلبل است و چراغ فکرش بهشت پری پروانه بحسن
سرخوشی را باده عیش و افسردگی را زهر هلاهل فرمش بصف نکده
مهر دوست بال و ماسولگاه رشک بهمن گاه به فراهم آوردن تذکره
ریخته گویان عیسی انجمنی برآراسته و از تار و پود فیض ازل و حیات
ابد نوآیین بمطلی بدان بزم در افکنده که رفتگان به برداری این تار ماندگان
هم نفس آنند و ماندگان به همباهی این پود با رفتگان هم نوا و انباز
برگ و ساز آراستگی این سواد اعظم مصر را ارخومی تجلیت نیلی
دیگر در میان رعانه و به نظاره اب و تاب روستانی این در سیان

از دلکره باس ۱۱

آذرکدهٔ پارس را از آتش غیرت معنی دیگر در نهاد داشت. از رشک ذوق سخن‌سنجان
زمزمه و عربیت اند از رقم سنج این تذکره و حسد عیش تماشائی این هنگامه لرزه در
اندام مدعیان بدانسان بیفتاده که باربد را زخمه از سر انگشت. بلکه زهره را نغمه
از ساز و مانی را خامه از کف بلکه عطارد را الفنش از قلم و پرویز را ذوق از
بلکه باده را مستی از جوشش فرو نریزد. درین مقام که سخن در ستایش منتقی
و خرد خرده برین دشوار پسندی گرفت ناچار نه از بوالی قدرت بلکه از افزونی
رغبت قدری دم گرفته اند تا اندرین درنگ آن بهصه دور باش های اندیشه
که هم در اندیشه دلخراش است به اسکار ابر شمرده آید ازانکه گر دیدها آموختن
است و گر وهمی ازانکه حسابان در کمین با همدگر سرایند که فلانی در ستودن مبالغه
از اندازه برده و گزاف داده تر زبانی داده پی مدح سخن و آنگاه گمان اغراق
نه از تبلیغ و غلو بخششی از گفتار و نوعی از کلام است لاجرم سخن را جدا انگه
ستایند سرمایهٔ لطف هم از گنجینهٔ او است. و از هر در که جلوه در آیینهٔ او
است چشم بد دور میکدهٔ سخن را اشرافی است پیرافرکز مین ازان
بالای و سپهر از آن سوی الحان برقص آید که اگر کعبه را الحجر الاسود از دیوار
و مشتری را انجام بهنه فرق فرو افتد شگفت نماید چون پدید آمد که سخن
معشوقهٔ معنی نگاران آداپرست است و اگر در همش در طینت آرای
گیتی ازین دست ما انگه ناله سرایی بلبل در جوش بهاران و بال
فشانی پروانه در صحبت چراغان دیده باشند اگر آشفته زالشرب
گفتار نعش موج خرنرم کسر ده نمکین پسندانه اجرا اینهمه دل از جای رود

که بر سوختگان بگمان ساختگی چشمک زنند و در موقف بار بر بس
دیوانه از هوشمند نشناسم منم که مرا خامه ارشادی این بحر بیکرانه فرو
رفته هیچ و دانست و جا دارد تا لطف ارحمی این دگر طوطی افتاده
در شکرستان ورو آبا شد تکلف برطرف مجنون لیلای سخن
دار سخن صافی به اندیشی مدعیان این فن یعنی غالب ترک نژاد
پهلوزبان و اگر از راستی مگذرم هیچ میر بیچدان الحکمت این نکمه در بیرادر
تا سر آغاز این ستایش نامه باز نمود و لبریز جام اندرین دلنواز پرده که ساز
کرده این ستوده سخن بنوید است هم خدایی را سپاس گزارد و
هم سخن را آفرین گفت و هم نامه کردآور را سخن خوانده هم خود را بجز داری توصیف
مامور ساخت قطعه تاریخ غالب این رنگین کتاب گلشن بهار نام:
روکش جنات تجری تحتها الانهار است جگر تشنه لب تاریخ انجامش که
بود: جو مهای آب هم در گلشن بهار است. حقا که در تهنیت شادی
منشی احمد حسن به منشی محمد حسن خان صاحب لکاسته اند
حضرت سلامت. میدانید که غالب صافی مشرب را جز با دیگران
دلی لباسی اشنا د زبانی به تکلف رمز سرائیست زبانش ولی
داد آنکه از آزادگی فرجام آرایش گفتار ندارد و خود لبش را زبانی بخشیده اند
که ارشادگی تاب رنگ آمیزی افسانه و افسون نیارد و اگر نه اینچنین بودی
من دانم و دل که درین چشم روشنی که بینش آورده دولت و ساز کرده
اقبال است ارقام سخن جهانگشا رفتی. هم درود دلوار در کار العبد

[illegible]

جوشش بهار اندوده می بود هم گوشه و کنار گیتی را از فروغ بزم بهجت چراغان نمودی تا ار
از راه سور و پود از بال پری آوردی و لوای تمطّی در خیم بادیه بدان همایون تخت
گستردی بهر طرف بساط محفل میوه و گل از طولی فشاندی و در هر دو را ابر امنگری بود بیران
را امهالی خواندی گاه از اشتلم رشک بیابی ابی که به شبستان الطلسم السمق.
مهر درخشان را از شعاع انگبین و جگر شکستی بود گاه از نشاط میخانه دوتی که از رگ
هر بستان نیز گشادی باده پیمایان طرب را کوثر تسنیم لکلوسر دادی و در چشم خیالم
هر گوشه از دل پیر سراید معنی گرم بال افشانی است همانا گروی که از حاشیه بساط
این بزم می رویند سبزه سلیمانیست بیا مرد آرایش این بزم محوبی کردم از دل
شوی را نازم و رونق این هنگامه مینو باز نامه را ستایم اکنون پدید آمده که زهره مشق
رامش خاصه از هر گری کدام محفل میکرد و مشتری قباح سعادت و نیره از برای صرف
کدام روی اندوخت مه را سه بامید مشاهده جمال که می زد و دوچرخ گو هزیردین تمباری
مشارکه نگاه مبتذاست از چه بود که اقتاب سیاختن یاقوت همه خون جگر میخورد
و چه در سر داست که ابر گوهر آوردن مروارید اثمانیه قطره منزد اندیشه لبرابای می
این گمان نه بحید که الخیر من منکویم السنت که لفه بابشم بلکه سخن در فراوانی
دستگاه ذوق میر دود ار روشنی که خاصه طبع سخنوریست تمنان داده
میشود تا دیده وران قرار سنده و مخدوم من که چشم و چراغ انجمن قدسی
کرده است وارسد که نگاه داشتن اندازه سخن که از ادلی از اهانت
وآداب هزار بود تا بهم خوشتی که دل منزد ربابزا نگفتار دستوری نداده
از لب خیر طلب جز زمره دعایی که مفتاح باب اجابت و کلید در محسنی

نهان بوده پسندید یارب این که خنده‌ای از سازگاری بجا و دانه‌ی کام روائی
ارزانی باد و نوید شکوفه‌های تازه و فیروزیهای بی اندازه رساناد. برادر
عالیقدر از جان گرامی‌تر میرزا علی بخش خان بهادر تقدیم مراسم خلت
سلام نیاز میرساند و در گزارش شیوه خویش روشنی و عرض مراسم
بهنیت با نامه نگار همزبانند نامه که از دهلی بنام این مستمند رقم فرموده‌اند فرسود
نگار برادر به برادر نیکو است نه به برادر جوان یافت و دوست نه هر چند بشود
من نیست و رکیش اندوه و در ارغنی روان و شنونده را اجل بدرد آوردن
لیکن چون شما هم برادر بوده و هم دوست ناچار بشما بشکوه‌ایم که یکچند بامید نواب حساب
ساختم. و از تاب آتش انتظار گداختم. بشسته ام بگوشه‌ای که مجرم بزندان
نشیند. و می‌بینم آنچه کاو بچشم بیند بقدر دو روز از بهران نیامده بودم که بارم بدهلی
یا بدامد. نواب الصاحب مرا به لطف زبانی فریفتند و بگوشه ستمی که با لذات
میانست آنرا ه بردند تا کجا شکیب ورزم و خود را بهیچ رشته دامان دارم
خاندر و دیوار شاهجهان آباد بلا می‌بارد و روزم از تیرگی چه است نیستوده حاشا
که چون من شکسته دلی سنگ باران تواند بود چرا تا میرزا غلی را باغ صدا شست
بخدمت نواب میفرستد و ستاده ام زنهار با من زمانه سازی و از نواب
محابا نکنند و چنان کنید که چون این خبر خنده است خوانده شود شما هم
در انجمن باشید تا گزارش را به گزارش نیرو دهید و میر آغام علی را سخن
دلبری بخشند و در طلب مدعا آن مایه کرمجون نشیتم که خواهش من جگر گوشه
ابرامی باشد یاران میکنند که تو به توان نمی گراهی و دردل با وی

[illegible]

همی گویی ور نه از کجا که نواب بیچاره برخیزد و کار ناروا روانی دهد آنجا که میگویم از بهر وطن
نبری این او ناشناسان است خدا ایشان را طرح آن باز افکنند که پیرامام علی رود و سرگر
دند و بمن بپیوندند تا دوستان تا صبح را خبر باز گویم ولیکن نسبتی که ندارم مشتری بوم
. والسلام رقعه نیز بنام جامع کتاب برادر صاحب مهربان گرامی تر از جان
سلامت مدار الحان میر سعد و نامه من میرسد تا بداند آنچه از کالای ناروای من در آن
باشد نوی السنبا، عزو تیر آنچه فرد ملحقه بر دارد و لعبت است هم بنام گرفته
ند باشد شنیده میشود که نواب تبدیل می یابند بازی از صدق و کذب این خبر
رقم کنید و نیز آگهی دهید که شما نیز هم پای نواب میر سعد یا نه من این
میخواهم که اگر خبر عزیمت نواب دروغ بوده باشد خود به فیروز پور رسم و سخن
قد منوسن عمم عالی مقدار و مسرت دیدار شما دریابم عمر و دولت روز افزون
باد خط بنام کمترین که از کلکته فرستاده اند و الاسرار در خجسته اختر که با اینهمه دوری
چشم و دلش بسوی من نگرانست دریابند که غالب رهرو از روزگار باده
نوردی بسر آمد و رخت سفر بسر منزل کلکته مهانی از هر گونه کالا مالا مال چهره
چاره مرگ تبه چه گوی بیش هنر و دانش سهل و جز محبت هر چه خواهی مادر ازش
فراوان عزو دامدن جای من که است از آنکه الیست به شملا بازار که آن
بار دور فرد دهات هکام و رو دلی زحمت جستجو یافته آمد بالجمله از وی
نوازش مست از خواب نوشش برخاسته و بر روی ما نشسته نداد
نگاه آمده که ازو در چشم ذل و پابندیان جایی داد و در انجمن پایه از خواهشش
برتر بخشید مستر اندرو استرلنگ نامی از اعیان کونسل و رود دل

در دمنده شنوی و بخشنگی نند غم مرهم هی بر ریکسیهای من بخشوده است
هرچند دل که عمری با امیدی خو کرده است یکباره پیوند آزرم در بن
امیدش نتواند گسیخت لیکن اگر این جوانمرد توانا دل بجا دوری ما نیز
کام بخشی نماید من و یاس طرح جدائی بجاوید افکنده شگفت نیست.
میر فضل مولی خان نام یاری داشتم او را تا گرفت در عرض راه بر شد
آباد یافتم در نورد گفتگو یاد پرسش و جویای که رفت از جانب کفر استین
فخر الدوله بهادر هم خبر داد و باز به گالکه میرزا افضل بیک و دیگران برگشتند
اوج که چراغ روشن این دودمان مردد شبستان ازو با تیره و تار شد
از جانب شما اندیشه ناکم و دانم که آنچه شما را پیش آید دلخواه نباشد
ماک انبار و بار خواهد بود و فرمالیکان را گرمی هنگامه نه بود که انجمن از هم
پاشیده و پراکنده چند گردانید و دولت روی گردانید و آسودگی برخیز
زنهار هوشمند برکار باید بست و همواره بخود و دیگران باید بود دیگر آنچه اهم
که در نگارش پاسخ این نامه درنگ روا ندارند و هر چه در آنجا از آن
گیتی آشوب ماتم پدید آمده باشد برنگارید عمر دراز و بخت بیدار کار
و دانش سودمند روزی باد و خط که پیرانگلیه نعمت کیش نگاشته
از جانب برادر سخن را از فراوانی بردی هم افتاد نشست . و گره
در گره کرد دیدن و من آن میخواهم که اندک گویم و بسیار ده بدو
شنونده انبار در رها بدو این المسیح روایی هر برسنیت نکرانکه گوینده
در آن کوشد که بیشتر از گفتن اشاره دور نشود که سرآیین

۱۲۶۲

هر دو در رشته تا بهم گره توان تافت و نقش یکی در آینه و یکی در نگین نتوان یافت زمانی
که وی به من در آمد و فرا رسید که چه میگویم و از گفتن چه میخواهم و شما را در برابر آن
چه می باید کرد اندازه آن بالیست تا کجاست پنهان مماناد که ازجا جنبید آنک
این دو بار نواب علی اکبر خان نام بزرگیست گرانمایه و بلند پایه و دانشمند و نکویی
پسند چون دانسته است که بالادستان کونسل آرای کار مرا که دادخواه
آمده ام بفرمانروای دهلی سپرده اند و خود نا وز آنا منشی التفات حسین خان
دبیر بنه راه و رسم هر دو قاضی هست سپاس نامه اندرین باره رقم کرده است
و من اینرا به نوروزی نامه خود به والا جناب جنرل وکیل فرستاده ام و خبر یافته ام که آن نامه
بنظرگاه قبول ایشان گذشتن و پسیچ یکدلی تازه و پیمان کارسازی استوار گشت
و نبرد از آغاز کار کرنیل مری املاک که در سران آن سپاه انگریزی چون ماه
در ستارگان با فروغ آمود صاحب رسیدنت بهادر دهلی را آنجای
برآورده است از هر من سخنهای سودمند نوشته هست خیالکه هم اکنون
مان گرامی ان لطفهای گرم حاکم را بجانب دادخواه گرایش و التفات
بجال وکیل در افزایش هست و وقت هست که رپوت مقدمه من از محکمه رسیدنسی
دهلی بال روانی گشاید لاجرم شما را باید به منشی التفات حسین خان
سر رشته گفتگو وا کردن و رنگ آن ریختن که تقریب یاد کرد حسنیاتش نامه
کرنیل مری املاک بهادر با صاحب رسیدنت بهادر در میان آورند
تا گل مرحباش دالی نیز بر دو آرزش من بلطف در ضمیر حاکم تازه گردد
دیگر آنچه در سعی فرجام کار را شاید شما که اندران هنگام جادار بیریک

و از سینه باشند زیاده ازین چگونه که یگانگی دوری و محبت مبنی
و لوی بزیمی تابد والسلام والاکرام ⁂ رقعه بنام نامی مولوی صاحب
والا مناقب مولوی محمد صدر الدین خان بهادر صدر الصدور که بدر ری جناب
اخوی صاحب قبله بدولتخانه ایشان تشریف برده بودند و حضرت
مولوی صاحب بکچهری رفته بودند ⁂ قبله حاجات ⁂ امروز پس از گذشتن
نیمه روز که هنگام گزاردن خیر بعینه ظهر فراز آمده بود چون دولت بسیج قدمبوسی
آستان رسیدستم و چون در دولتکده فراز بود حلقه بر در زدم
ستم پیش ازانکه حلقه در از جنبش آرامد یکی از حلقه بگوشان آن سلسله که با
من خواجه تاشی و با سعادت هم قماشی بود است بر در آمد و نوید آورد
که شمع اقبال دیوان مظالم روشن و وجود مسعود سهیل آن یمن ناچار
از خود رفتم و لیکن رهبری خود را بمکده همچنان از رومند باقیم همانا
آن پرستار دران بر آمدن کام دل دشمن بود و من درین برگشتن
بخت خویشتن والسلام والاکرام ⁂ مکاتبه در جواب خط نواب
مصطفی خان بهادر که نواب صاحب غزلی از غزلهای خود فرستاده
فرمایش بحر استعاره فرموده بودند ⁂ سبحان الله صیادان عنقاشکار
که عارف حقیقت دانند آگهی را این دانه بدام افکنده اند که هیچ
چیز بی افاضه وجود مطلق رنگ هستی نپذیرد و هر چه فروغ هستی ازو
فراگرد جوهری گردد هر چه پاینده و نورانی که برق سیمای از سیمائی وی
آشکارا نیابد و بنیکی هستی هیچگونه دروی راه نیابد و چون چنین است

[illegible]

از حیثیت که آرایش دو صفت که هیچ نو تا تمامی گفته نشود و تحسین را شمرده بین
پیدا نیست بود و همین باندازهٔ دستگاه کرم از کتب فیض نمود بهره تر مانیست اندر ورق
ابلکارهٔ نا این نهاده و این را اخیراً همان نقش هیچ دکار اگر وحش هستی تمام است
و چنانکه وانموده اند تمام است بالستی هیچ نشاط همگی برگزیدگی و نا تمامی بیته خامی نام بر
آوردی بالجمله سررشتهٔ خیال از دیر باز گرانبار رحمت عقدهٔ این تابل بود میانه من و خرد
درین پرده سخنها میرفت تا سپیده دمی از شبیه بستان روزنه بروی دل کشود و نیز
آگهی بدرخشید و اندر آن روشنایی سر این رشته بدست افتاد که هیچ در اصل خود پایه
همی داشت چون همه نیز آمین بار کرده اند فرجام هست و لو دیر جسته است و از
وی خرج نماند همچنین نا تمامی و رخش نوشتن تمام بوده است چون بسیاری
آزان بمن رسید از انچه بود دلکاست و به نا تمامی انگشت نما شد یارب
چه شگرف کسم که در هیچ همه ام و در نا تمامی تمام در سبکی گرانم و در برشتگی
خام دل دردمند است و چاره جوی زبان خود پسند است و دراز گوی
هکرا سر راز گوی بر خیزم و سنگریزه ها از رهگذر اندیشه بر چینم تا سخن از پای لنگ
نخو رفتار خود آزین چنانکه از بر خواهد بود در تنگ تنگ متاع سخن بر دوی
هم نهاده کس از مشتریان حلقه بر در بر دو سودای خریداری از هیچ دل
سر بر نزد چون دکان را کالا ور با سراچه های جگر الانمایند روزگار گرانمایه خریداری
چه بر آورد که لفد رواج سخن خود را به بهای گفتار ناسره دمی چند ها دو
گوهر را به بلهٔ همانکی خزف می نهند هر چند نه آن نیست که اگر سخن سراپا سخن
گسل و می نو آوازه افگندی نیز سر بر نبود می لیکن ادا شناس داند

که این خجلت آن را از شرمندگی افزون تر است چنانکه در انجمن
گوهرین طیلسانان برهنه تن از خشش پوشش زبون تر باشد و باز ای خریدار
دکان بی رونق از فراوانی حسرت و درد دمسعود همایون نامه چگویم که
مرا با آن که نگویی خواه خویشتنم برین برشکنت آورد حوصله مرا که فرسوده
غمهای درهم گیجایی این مایه شادی کو و اندیشه مرا که دل شکسته
دورباش بارانم فرجام برنتابد انیهمه قبول کجا روزگار را آزار از خویش
چگونه ز سیمان گیرمی که انجمن شادی را نجود در بر بر می و دوستان
را تا کجا قدر نشناس پندارمی که از شما اینقدر شتا لیش درباره خویش
باور دارمی. حقا که نه اسان نیست ستوده شدن بزبان شنوا انانان
دشوار تر از آن نیست اندازه شناسی به اندازه دانان قبله مرد چهل ساله
جگرکاوی الست که فراهم آوردم و بر ورق فرقدان سای افگندم
اکنون ایم بدان روانی و انگشتم بدان گرمی بنیست گویی
نیس از سنجش آن گنج گنجدان رفته و از سخن هرچه آن آورده من بود
گفته بسته بجا نگذرد که غالب لب با خشکی سخن دراز میکند اینک بین و اینک
دو سه اشعار چران غزل که مطلع و مقطع آن شنود شنید هیچ زمینی بخاطر
نگذشته و حرفی رقم پذیر نگشته آن گرشته نبط میکند زد و رقم بر ببر
میکرد وشه یارب آن اندیشه اسمان گرای را ابدین زمین مسه فرود آید
و حرفی بدیکدستگی رنگ و بوکرا ید غزل تمن لوخا ردم و رقیب سرزرد
شه نیمه لیس آنکبین و نیمه نبرد وشه و ز نمکش مین و اعتماد بکود ششه

بلی الکلم

کرمی افکند هم مرهم جگر زد :: زان بت نازک چه جای دعوی جولت :: دمیت
دی و دامنی که او بکمر زده گسست و ریحانه گر خط جو شعاعی :: مهر نفس ز جزو مامورن در
زد غیرت پروانه هم بزور مبارک :: ناله چه الفش بنال مرغ سحر زد :: دعوی آور آورد
دلیل بدیهی چند لو ندالت نامحسن که زده لشکر هوش شم بزور می شکستنی ::
غمزه ساقی نخست راه نظر زد :: برگ طرب ساختم و باده گرفتیم :: هر چه طبع زمانه
بیهده سر زد :: ناخ چه بالد گر ارمغان گل آورد :: تاک چه نازد اگر جلای ثمر زد ::
کام نبخشنده که چه شماری :: غالب مسکین بالتفات نیرزد خط :: تمام یکی از رو
سرای اکبرآباد رباعی او در شماره بدائم زده اند :: نشتر برگ صبح فرائم زده اند
:: از کثرت شور عطسه مغزم ریش است :: یا عطر چه فتنه بر دماغم زده آند جنبش
خامه عیسوی بنگامه مطالع مکرم مخدوم معظم را نازم که با حیای هوسهای مرده نساخت
خاطر را عرصه محنتسرا ساخت و بازار سخن گرم کرد خار خار دیرین آرزو با سراز
دل بدر آورد و بیاد آمد که پیش ازین مراسم در کمی وطنی و از مهربانان انجمنی بوده است
چون نشتر پرسش بمو اندیشه فرو برده اند جوی کجائی لوا با تماشا کردنی است
درازی زمان فراق که یکسان مخدوم سازد مثال است و بدانکست نامه
نگارکم از لست سال بیست سر بر کرد لکی بوده است که از عیش آسایش
از صحیفه خاطر بدان سترده اند اغاز در رفد بهی که در دباده خصلتی از قدح داشتم
لختی از غمزه بمودن جاده کامروائی هوسناک گرست و بیراهه خرامیده ستد
تا سر از مستی بگردیده اند را بحودی پای مغطمه سمای به کوی فرو رفت
لاجرم در هم شکسته سراپای دگر دانده وزه سرور و بر جاستم میکاهه

دلیوانگی برادر بیکطرف و غوغای وام خواهان بیکسو آشوبی پدید آمد
که نفس راه لب و نگاه روزنه چشم فرا پیش کرد و گیتی بدین روشنی در چشمان
در نظر تیره و تار شد. با این آه حزین تن خسته و جسمی از خویش فرو بسته جهان
جهان بیکسی و عالم عالم خستگی با خود گرفتم و از بیداد روزگار نالان و سینه
هر دم تیغ نالان به کلکته رسیدم فرماندهان سرزمین بزرگی و کوچک دلی کردند و دل را
نبرد و بخشیدند لیکن بحث التماس که مشاهده رفت آمید کتابش آورد و ذوق
آوارگی و هوای سامان مرگی که مرا از دهلی بدر آورده بود دیدن نماند و هوس
آتشکده های یزد و میخانه های شیراز که دل را بسوی خود میکشید و مرا بپارس
میخواند از ضمیر بدر جست. دو سال در آن بقعه مجاور بودم چون گور زیر حریم آن
هندوستان گرد شابیش دو یدم و بدهلی رسیدم روزگار بر گشت و کار
ساخته شده صورت نباهی گرفت اکنون سیمین سال است که
خانمان بباد داده و دل بر مرگ ناگاه نهاده بکنجی نشسته ام و در آمیزش
بیردی مکانه و آشنا لبسته من اکر با اینهمه رنج و اندوه که پاره از آن باز
گفتم در گذارش نامه و سپاس پیام کاهل قلم و کوتاه دم باشم و بزرگان
وطن را بیاد نیارم. در عالم انصاف بره مند نیستم اما گر اینها لکان حیات
مهر و وفا که درین روزگارهای دراز از دور افتادگان نپرسند و از مرگ
حیات دوستان بار نجویند اگر گفتگو میان آید و سمند شکوه عنان
بر خشان تار دگوی دعوی چگونه بیش جوانند برد و قطع نظر از حقیقت لب
دندان که هم بخدای تو اما راچه جواب جوانید داد هر کس از اهل و

وطن غمخوار من نیست: مرا در دهر پنداری وطن نیست :: مخدوم مهربانا بدانکه
اینک از گورمنت و عدالت دیوانی انجمنی در اکره فراهم می آید بما را راه این
سکالش سپرده است که مگر غالب دادخواه بدین دادگاه روی خواهد آورد
و کار فرو بسته آورد آنجا کشایش خواهد بود حاشا ثم حاشا این جمعیت جز
پریشانی من نفزاید و مرا درین هنگامه که کار نباشد چه عدالت دیوانی با ب
لطفی که مراست نعیست و سر حلکه گورمنت نهان خود رای و رزمند کش
است که فکار و شسته نداد آدمیم ع روزم سیاه کرده چشم سیاه اوست
شبا یارب به روز من نشینا و انچه من ازوی دیده ام آو خود از … رکار نیاد
سخن کوته دل نخراشید مرگ نکشتید و از دهر نکوئی در خم خود گمان ندارد
امنیت پاره از درد دل هزار پاره غالب بیچاره و بداز رحمت بار سعادت
سند ازلی مخدوم زاده میرو زیر علی دیده و دل را روشن کرد زبان کودکی
ایشان یاد کردم و طول عمر و فراوانی دولت ایشان لهذا درگاه ایزدی
بدعا خواستم امید که بو الا پایه ها رسند و جامع گفتار و کردار گردند والسلام
بالوف الاحترام نثر که بر پشت دیوان ریخته رقم فرموده بخدمت شیخ امام بخش
ناسخ فرستاده اند این ورقها چون جگر بکار بسته ارمغان نیست ادب غالب
جگر خسته بحضرت خدام والامقام سخن سنج معنا یاب معنی بیاب آن
امیدگاه نظامی نظام ظهوری ظهور نظیری نظیر فیضی فیض ثنائی نشان
نوائی نوا فغانی فغان در عالم صائب و در عمل راسخ مخدوم معظم و
مطاع دیگرم مولانا ناسخ که در سخن طرح نوی ریخته او است و در ریخته

نقش بدیع انگیخته او فرستادن آن فهرست نادانی بدان دانا
آموزگار نه از آن روست که طبع اینک نمایش و همت غرض تجمل
گذارش دارد بلکه نامه نگار درین پرده سگالی هست که نیز تجنب
این نیره سرانجامان قلم و تحریر ملحقات نگاه قبول مولانا روشنی
اندوزد و انچه بکلک انصاف قابل آزین آوراق گستردن رسیده
است به غاره اصلاح مخدوم رح امتیاز افزود خدایم مولوی کرم حسین
خان سفیر شاه اود قبله حاجات. نوید قبولی که برادر صاحب
مشفق ذو الدوله نواب امین الدین احمد خان بهادر فرستاده
اند ولوله گذارش سپاس در ضمیر افکند و صلای سرمایه کرم حوصله
آزگدار افزائی بخشید لاجرم در طلب لفعد ابرام میرود و بدریوزه
کرمی نام فضولی برآورده میشود قبله و کعبه مرا خاطر ایشان باد که الخیه
عن در حمله نگارش این قطعه دست فرد خویش میسیم روشناسی حضور است
و تشریف قبول و نوید التفات و عطیه فتوح آنا گشایش طلسم انمدعا
در گرد آگنست که بپایه و مقام ستایشگر بحضرت ممدوح سر کرده
شود تا باندازه ارزش وی عطا تواند کرد ورنه پیداست که جا
نره بادخوانان تا چقدر است و ابروی بیج گستران تا کجا
اندیشه قتوی میدهد و خرد باور میکند که بیدانی این مراتب
باندازه گفتار سجاللی خاقضاحب نه باشد حیه الشان
ابروی خاکسار بهای تامل در نظر ندارند و خرمنشای ضله جوی.

[illegible]

شمارند اگر مخدوم مرا سرنگین نواز بیت قطعه را از زیور قبول صفا نیست
شاهی فرو بچیده و آنچه بجا ماند لکار در خور وانهند کما بیش رقم حرمانید تا هم ضبط انجمان
سپهر گرامی کرده باشم و هم بیرگ و نوا رسیده انصاف بالای طاعت است
اگرچه پایهٔ درمانده اور ما لا اثر ار انیست که چون معنی لب به ثنا لیس گوانه کشود
لیکن من هم درین شیوه که عبارت از ثنا خوانی و سخن طرازی است ننگ
دو دمان خویشم و از خجلت ناکسی سر در پیش چنانکه عرفی فرماید فرد
ز دو دمان اضطلم همین گواهم بس که سرشتم این سخن خوئی به چهره بیرون داد
بالجمله سپاس از بخت دارم که مرجع من صاحب خلق عظیم و مرا اندرین
ارزه کار با کریم است مولوی سید حسین کریم خان بهادر تا الله
جز کرم بلندو از در والی و قدر افزائی آنچه باید کرد هیچ کم نکند مثنوی
بنام سبحان علی خان بهادر ای آنکه همه اسم و امت باشد صفات
بی خسروی بجاست باشد تسبیح هر اسم الهی که بود انا زا ابتدای تا ثبت
باشد مرا گر بیک خیال دربدر است و سر رشته گفتار گره در گره
ولی باز اعضه در شبتر و لبی باز از زمزمه در خروش بمقتضای فطرت
پیمانه آفرینش را در دم و باعتبار حالت ناحسبه بینش از انجاع و الای
همت خود را سپاهم که درین آشفتگی چرا ستان سپهر شان
مهربان آورد سر فرو نیاید و فرخی طالع خویشتن را نستایم که درین جستجو خاطر
جز بر التفات خان رفیع الشان پیوند منت پذیری نگرفت
بخار این آرزو بدامن دل آویخته و شور این تمنا غوغای رستخیز ار

نهاد بر آنکه هیچ که این عرضداشت بفروغ نگاه قبول آصف ثانی
مهر غرستان کند و چون این قصیده به بزم مینو مثال سلیمانی خوانده شود تا
مرا که سخن پیوند ستایش الکرام بجایزهٔ خسروی از امتیاز افروزش پیرایه
والاجاه صلهٔ بدان گرانمایگی که هم بدرم بلندنامی دهد و هم در نظر خویشتنم
گرامی کند چه دمیکالد که این آرزوهای دشوار و این خواهشهای ناروا
را چه مایه دورباش پاس در برابر است اما همدرین سگالش
دل بدین از اندیشهٔ نیرو می پذیرد که چنان ارسطو تدبیر را برگ چاره
فراخ است و شاه و وزیر را دست عیش در آزاری پر تو مهر افراز
چارسو سپهر روی دریای فتاره افزود و قطره باران از اوج هوا مغز
ریشه نهالهای خاک نشین فرود رود دانم که اندرین تک و دو
به آهو و تشنه لب حقیقه خردی مانم که پیرو سری بگوشه چادری بندد
وانرا بچاه فرو هلد و خواهد که آب از چاه تا بالا کشد هر چند نظارگیان
بی پروا انگارند این روش لب از خنده فراهم نیابند دار درد
دل آن تشنه جگر حسابی برگیرند اما فتوت منشان که غمگساری
دانند و غربای شیوه ایشان است بخت الیس آورند و سر دلو
در شیش دریابند و انمودن این مثال که اینه صورت نمای حالست
پیروه کشائی اسرار مدعا را کفایت کناد و غالب خسته سا و لوح
از خاطر صاحب والاقدر ترحم و تفقد سترا و ارخیاد رقعه
بنام نامی نواب مصطفی خان بهادر حضرت سلامت. مرا که زبان

در ستایش [illegible]

در ستایش بیقرار است و اندیشه در سگالش گستاخ آمید که در آن پایه
بر مره خوشامدگویان شمرده نشوم و بدین مایه جرأت بزه مند نگردم بنا بر تذکره
تربیت یافته و مجموعه فراهم آمده که بمیثاق بلند نامی را نقش و نگار استحقاق
دنبال نیکو سر انجامی را برگ و بار رهرو نظر چون به بدایع دوق سخن کام
تماشا بر دارد و نوشته به ازین سر گرم نتواند نیست حضر با اینهمه تشنگی که
سکندر داشت لیکن نسخه الی تیرسوا نیست کرد و آن آب از دریا
بخشیدن بود تشنه کامی را از دور و نزدیک سخن زندگانی جاوید بخشیدند
و این لحمی ابوعمر نگارد نگاران کرد نیست جاودان زنده باشند به سخنگویان
از شمار زنده جاوید شدند و سکنیان را به نیکویی نام بر آید باری کمر بستن
خامه و کوبرین نگشتن نامه فرزدلیف الف به نگارش اشتها بردن
ثنا حضرت آورده از چه روا است هر چند گرخدم از جنس مقام در
جریده این فن سزاوار ستان فضیلت باشد لیکن کم مقتضای فرط محبت
جز الی نگار میرفت کتاهی بنوده و در تلافی آن به پوزش بیناری افتاد
دیم در ردیف الف در باب گذارش حال حضرت آشوب فی و بانره
کشاکش جبالم یعنی بدانست نامه نگار آشوب از عیان باذات
این دیار و باختن میر امداد علی و نام پدرش میر روشن علی خان
است و درین نسخه بامداد علی بیگ مذکور شده چنیم اندازم
که اندرین هر دو باب به دلنشین پاسخ نشاطانه نرم هر جا خرد
و تذکره والا خدمت بار میرسد چون تحریر گران بر مهیجان اجزا ر اشیراه

بسته اند بمن باز نرمیست کردد. والسلام نامه باسم سامی نواب علی اکبر
خان متولی امام باره هوگلی بندر را بعد الحمد نامه سیاه که از رحمت مه بسته
امید و درین دور و زره هنگام پیدائی اسیر رحمت جاویدانست بعرض
خدام والا مقام نواب همایون القاب قبلهٔ اهل دل و کعبهٔ ارباب
ایمان میرساند اگرنه وسعت حوصله حلم بزرگان در نظر باشد بندگان کم
خدمت را با اینهمه سرساری روی سخن کی و نیروی عرض مدعا
کو آری می نگرم که دریا آلودگی از قطره نمی شوید و مهر بر جا که رو به نامی نا پذیرگان
چون از خوردهای خطا بیند چرا هم پیش خود عذر نخواهد و بار خجلت از دل
بر ندارند سهات دل از غصه صد جا درکرد است و خاطر با بنیاز اندیشه
در جنگ روز از شب و دیده از دل نشناسم و نفس از ناله و دوا بشک
از نگاه باز ندانم و چرا چنین نباشد که با همه سودا به که من در سفال احسن تم
هونس التماسی جز آن افزوده اند تفصیل این اجمال آنکه میرا در والا
قدر ستوده سیر نواب امین الدین احمد خان بهادر ابن فخر الدوله
دلاور الملک نواب احمد بخش خان بهادر رستم جنگ درین
نوروز که روزم از سپه تر ست محمل عزم بجانب
کلکته رانده و من چون نقش قدم بهدرین خرابه خاک بسر مانده
از تیغ فراق آن یگانهٔ آفاق اگر سخن را نم نه اسهل انجام نه هیربرد
شوق حکم نشسته این نوازش است که چون برادر صاحب والا مناقب مرا
به پرده قریب جا باشد از لطف و عنایت آن قدر درباره ایشان مبذول

که بهره من باقی نماند در دل شنیدن و طریق چاره نشان دادن
و از غم تنهایی ملول نگذاشتن و به تدبیرهای سودمند خوش گماشتن آنچه
با خویشتن دیده ام لختی بسامان نثر و فراوان نثر آن از بهر این نامها
نگارش نخواهم و بدین سپارش هم بر خویشتن منت می نهم زیاده نیاز است
و این خط تشنج امام بخشش پاسخ مگر با مطالعه ارشاد و تسلیم آنچه بتقدیم
میرسد بما القدر است که نامه و خامه انداز بر تابد و از شوق و آرزو هرچه
نگارش می پذیرد خود انمایه تواند بود که در کلک و ورق گنجد بتاریخ دوم از
منتخب دیوان ریخته در مومن جامه بجیده بسبیل ڈاک به اکبر آباد بری بنام
خدمت رفعات در جب فرستاده شد و تا امروز که بیست و ششم
جمادی الاول ۔ ام چیدم ماه اکبر نرسیده است بالجمله انقدر خود بخاطر دارم
که دو ماه است نوید رسیدن آن نرسیده تا رنا هوای این جنون
بسر بجد که نامه بر اکبر برم و با کارپرداز این ڈاک آویزم این اندیشه
عنان خواهش ها گرفت که این گروه تکفل رساندن نامه و کتاب
است نه متکفل حصول پاسخ و جواب اگر کوتاهی از جانب مخدوم
است اهل ڈاک را چه گناه و آویزش را چه اثر خدا را ای سطر آن
بر داختن التماس است و به نامه یاد آوردن و نوید وصول و بشارت قبول
فرستادن ذوالسلام و بالاکرام عرضداشت بجواب شقه صاحب عالم
مرزا محمد سلیمان شکوه بهادر بموقف عرض استادگان حضور فیض
گنجور حضرت صاحب عالم و عالمیان شاهزاده کیوان ایوان بنجم

فروزنده دودمان گورکانی شناسنامه آورنگ والای سلیمانی دوام
اقباله و زاد اجلاله برساند با آن که سپاسگزاری ذره به پیشگاه مهر جهان
آرای بسی دور از بایسته گزارش این نامه نگارش و پرده گشایی این گزارش
است که اگر فیض ورود همایون توقیع جهان مطاع جهانبانان صبح
جانهای در کالبد هواخواه ندمیدی سپاس این همه ذره نوازی و رهی پروری
چگونه گزارده شدی چه پیداست که زبان غالب زار والی ستایش برداده
اند و رونمای عنوان این والا منشور به یکجان سرانجام شوان کرد التفات
بالای طاعت نیست این مبالغه که در افشاندن جان بکار رفت
نیز خاطر را خرسندی نمی بخشد چه این همه جانها دمیده فیض جنبش
فلک خسروی بوده است به سرانجام کاری که قربان رفته است
هم بجا کجای عرش پیمای سوگند که اگر دلی برجای و خاطری خردگرای
داشتمی بار سرسامی فرزین وادی لبریز ساختمی خانصاحب
مشفق سید قاسم علیخان مشاهده کرده اند که خانه را در ایام
شاید وه چه مایه پریشان بوده است و خود چه بیشتر آزرده خواهد
بود که یاد در کام دفترداری نگارش این عرضداشت بکام سنج ماده به
آوارگی نشتوم و اتفاق چنان افتاده است که مرجع تیز در شهر
نیست بلکه خود مقام معین ندارد هر روز جایی و هر شب سرای است
سید قاسم علیخان صاحب با وصف منع خانه زاد راهی دراز
بر بر بیرون تا پالی بت رسیده حاکم را نیافته ناکام بار گردیدند طریقی چند

العاصی غالب زاده

در سگالش چاره نجابت صاحب موصوف نشان داده شده است اغلب که اگر
بران بیچاره رهسپر خواهند شد کارهای خسروانی بفرجام خواهند رسانید زیاده
امید منشیر دولت و اقبال خداداد جاودانی فروغ باد رقعه بنام نواب
خان بهادر مخلص نوازنده دلا نامه سراوار کرد و آنچه سربزرگی و کوچکدلی شمارم
ساخت بی هیچ جهت پاسخ و آرام دستیاری و کوتاهی خطایی بود در نگارش
بود نه در گزارش بی آنکه من گفتمی هرگاه مسوده از نظر گذشتی تیرگی آن سواد
روشن گشتی بالجمله امری بود که تعلق بنظر ثانی داشت و چون باره نگر گشتی
میخواست و قطع نظر از آنچه من میگویم هنگامه پیش ازین نسخه که میان جگرگی
کرده ام و وکالت میرامداد علی خان نجابتی آورده آرزومندی است بران ارز
وارا است نه بر ملازمان گرایش اندیشه و قایشه به سنجیدن زمزمه نواله
پاره نگرسازان مهراست و لختی بهوای دل همانا آرزو دارم که به پرده این نغمه
ستایش که از دیرباز در خاطر است گزارده آید و چون چنین است دانم
که از سرانجام این خدمت باز نمانم امید که چون ملازمان از جهانگرانا
باز آیند تحریر بپایان و نامه بعنوان رسیده باشد هر چندی بایست که
پیش از آنکه مطاع نجابت آباد خرامد این کار بپایان رسیدی الخ درین دور
هنگامه وقت نگاشتن یک دو ورق اینهمه دشوار نمیشود لیکن درین
روزها دلی برجای و زبانی سخن سرای ندارم عوایق انبوه است
دامن اندیشه زیر کوه بر او بجات برابر مرزا علی بخش خان بهادر
رنجور ارجی بور آمده و بکاشانه نامه نگار طرح اقامت افکنده دیگر

دراجینی گفتگو با روی داده و در باب معاش شامله جاگیر نواب احمد بخش
خان مرحوم گونه پیچ و تابی افتاده اقامت بیمارداری ضایع و دل
بیکاری شماری کالیوه و خامه بمعامله نگاری مرهون اجرای تکالیف
بار بس میفرستم و سخنی میکردم تا حق وفای یکی ز احباب که روانش
بمینو آسوده باد بگزاردن نماند مرزا احمد بیگخان این جادی بیگخان را به
کلکته دریافتم که ریخته میگفت و تپان تخلص میکرد و اداب سخن پیوندی از
مرزا خان تپش فراگرفته بود و این گزیده مرد که ستایش بر شمردم برادر
زن مهین برادر نواب احمد بخش خان مرحوم لاجرم با من در مهرپیشگی دل
با زبان یکی و مراسم یگانگی بجای آورد در فن کلام ساده گویی بود
و به کلکته جا همیشه انه میزیست چار سال است که با غار جا خرامیده بهنگامی که
من به کلکته بودم چون از من شنوده شد که اعظم الدوله نواب میر محمد خان
سرور تخلص تذکره ریخته گویان انشا میکند جزوی از نتایج طبع خود بمن
سپرد تا چون بدهلی رسم به نامه آور یعنی به نواب میر محمد خان سرور
بدهم من هم چنان میکنم و چون اعظم الدوله بدیدن من می آید آن
سفینه پیش میگذارم و پیام آشنا میگزارم گویی سرور مرحوم
سخنم فراموش و لب از ذکر آرزومند خاموش کرد آوخ که
مرا خود از حسن بیتی بضمیر نیست اگر سرگرمی التفات ملازمان
اوراق اشعار مرحومی مرزا احمد بیگ خان که از من زنیر در رسیده
است از نواب مصطفی خان یا نواب احمد خان گرامی فرزندان آن

مرزا
نجم م

سخن گستر بکشاید و نام الحمد یکجان و درین فرو چیده جریده ثابت کرد و منت بر من خواهد بود
و السلام رقعه بنام حکیم احسن الله خان دردمند نوازا نسیم ورود مشکین رقم نامه غنچه این
ابر می زار اپنده کشای و شمیم این نوید را غالیه سای آمد که روزگار را اگر کلک مد طول زمانه
فراق منقش بی اعتباریهای من از صفحه خاطر احباب نسترده و ترک نام جرعه نیاد و جدائی حال
مرا از یاد عزیزان نه برده است و در معرض طلب نثر فرو مانده تر از آن میزبان که هنگام
جز نا گرفت مهمانی عزیز برش از راه در رسد و بیچاره لب بگرد سراپای سرمایه
خویشتن بگردد تا شوربای دودیچی و نان کشتکی قرار آرد من دایان من که
بکرد او روان شعرهای پراکنده نه پرداخته و خود را درین کشاکش بینداخته
ام چه پیداست که فرو ریخته کلک این کس با نقشی است نژند یار محی
است فرومند در صورت اول چه لازم است جوز را هیچ فروختن و بال
نظاره ایندگان به سلم خریدن و در شق ثانی اندیشه می سنجد که رفتگان
چه برده اند و گذشتگان چه یافته که ما را از روی آن دایه الیست بود
عونیکاه که توانائی قتیل را بفرزندی فرهنگ مسلم داشته و
لوای نور العین واقف بشیوائی شیوه برافراشته باشند ما که
باید گفت که نتایج طبع ما کجائی است و ما را چه مایه الخ کت درین
جگرخای است قطعی چند که سه بند بماجکی دیوان ریخته کسوت حروف
و رقم پوشیده و دو سه دو سواری که باز از پیش سفینه موسوم به گل
رعنا از سویدا جوشیده است ارمغان میفرستم و ارشد طلب تنک
مایگی اسب میگردم والسلام به الف بیک نامه و سلمی

در باب تسمیه پسر شش

صحیح

صحیح الیاس

مهربان روی مهربانی خوبی سلامت باد او رون نهال امید و ربیع موسم یعنی ولادت فرزند دلبند ارجمند پسری به فرخندگی و فرخنگی قرین باد انچه در بارهٔ نام نهادن ان نوپیکر بزیر روی تمنی آورده بودی در اندرین نگارش لسینه خطاب انداشتیه ابدی رحمت فکر نامی بخاطر تو انداختم و قطعه دران خصوص از دل بزبان رسیده چنانچه از زبان بقلم سپرده میشود یارب این اسم لطیف بر مسمی مبارک ایدوان سعاد تمند بسم در حیات مستمر شمار سروری و لیس نیز همای دولت ارهابند قطعه چون الف بیک درکمین سامی سیری یافت سرسر نمزه نام او حمزه بگیرد کرد بلی منت الف محسنی بود همزه شد یاران انجمن بشمار بلابسیار یادمیکنند کاسه هی سری باش و یرانه هم میتوان کشید زیاده زیاده

بانزلی ۱۴۰

آهنگ سوم القاب و آداب و شکر و شکوه و تهنیت و تعزیت جدا جدا ایزد را که برتر از آنکه
توانائی بیانست زبان نامحرم و نعت نبوی را که شرف نفس ناطقه در گرو آنست گفتار
تا بپایهٔ احترام اندیشه آسمان پیوند از مقام خویش پایه چند فرود آید سخن پیرا فراهم
می آورند تا پیروان نادان ابتیار توان کرد در سال یکهزار و دو صد و چهل و یک هجری که سنان
الکلیه بهرت پور لشکر کشیده و آن رویین دژ را در میان گرفته اند من فرزین پور کر
باخبار استطاعت عم عالیمقدار فخر الدوله دلاور الملک نواب احمد بخش خان بهادر رستم
جنگ دام اقباله و زاد افضاله فیقم و گرامی برادر ستوده خوی میرزا الهی بخش خان
بهادر نیز همسفر است روانه برفتار بمقدمیم شبانه بیک خیمه فرود می آئیم برادر والا قدر
که سیمای سعادتمندی و فروغ دانش جوئی دارد از من آرزو کرد که القاب و آداب
متعارفه اسمیه هردی هم ریخته الفاظ شکر و شکوه و شادی و غم باهم آمیخته برای
نامه نگاران دستور العمل بموجزی ساخته آید هر چند نیکا نکی این روش از شیوه
غالب ستمزده بجیند آنست که بگفتن نیاز داشته باشد و او اسپاس داند که بچار من
در نگارش آنست که چون کلک و ورق بکف کریم مکتوب الیه به لفظی که فراخور حالت
اوست و شیر آغاز صفحه آوازد هم زمزمه سنج مدعا گردم و القاب و آداب و تحیت
گوئی منافیست جوئی دستور اینست و بجگان دستور را وقع ننهند و نیز دانند
که درین باب چه ساحری توان و درین شیوه گنجایش سخن گستری تا کجاست
لیکن چون خاطر نازک سرو بند عزیز بود فرمایش از راه گوش بدل در رفت و دل
را از جا برانگیخت الف باده سودا بسویدا به ابامل و دید جنبشی در زبان پدید آمد
تا رقمها بدین رنگ نگارش پذیرفت ازانجا که خود نمائی دلیده سرائی خوی بست

با اینهمه سیر چشم نعمت گفتارم و دوستم ازین گرانمایه کلان تهی نیست و درین پیرایه
ارایش سخن نمیکنم و خواهش سائل سرانجام میدهم در عرض سه روز
سواد این اوراق بپایان میرسد و پیش از شروع در مقصود گفته میشود
بدان ای هوشمند سخن پیوند که نامه نگار را آن باید که نگارش را از گزارش
دور تر نبرده نبشتن را رنگ گفتن دهد مطلب را بدان روشن گزارد که دریافتن
آن هیچ دشوار نبود و اگر مطلبی چند داشته باشد در تقدیم و تاخیر ژرف نگهی بکار
برد و از آن بپرهیزد که سخن گره در گره گردد و اجزای مدعا بهم گرفته و تجوز
زنهار استعاره های دقیق و لغات مشکله نامانوس در عبارت درج
نکند و در هر نوع در رعایت رتبه مکتوب الیه در نظر دارد و تا تواند سخن را در ادای
بپرهیزد از تکرار الفاظ مختصر باشد و بیشتر بمذاق اهل روزگار حرف زند و از احاطه
قواعد و قوانینی که قرار داده این مردم بر نگذرد و انها اندازه خوبی زبان نگاه دارد
و این پارسی آمیخته تازی را در کشاکش تصرفات هندی زبانان
پارسی نویس ضایع نگذارد و لغات عربی نیز جز بقدر بایست حرف نماید
و پیوسته در آن کوشد که سادگی و نغزی شعار او گردد و در اقسام
مکاتبات خاصه در خطوط و عرایضی که بجا نویسد و مشتمل بر معاملات باشد
از اغلاق و اغراق احتراز واجب داند و سخن با استعاره و اشاره
نگذارد و نرم گوید و آسان گوید بالجمله مراتب اعیان روزگار
منحصر در سه پایه است اعلی و اوسط و ادانی اما اعالی آنانکه فراتر
و بلندتر از خود اند مثل پدر و اقا و استاد و مرشد و اواسط برادران

دو دستانند و ادای پسران و نوکران و باندک تامل دانسته میشود
که این هر سه پایه را پایه های بیشمار است لیکن شرط چنانست که مختصر
گویم و بنویسد گویم ابتدا از القاب مدیم قبله کونین کعبه دارین حضرت ولی نعمی مدظله العالی
آداب بندگی و تسلیم که حصول سعادتهای دو جهانی عز کرد انست بتقدیم رسانیده
معروض میدارد الفیضا قبله دو جهانی و کعبه چشم و جان حضرت ولی نعمی دام اقباله
بعد تقدیم مراسم تسلیم و کورنش که بهین دست آویز حصول فخر و سعادت است
بعرض میرساند الفیض قبله حاجات کعبه مرادات حضرت ابوی یا مخدومی مدظله العالی
بعد تمهید مراتب عجز و انکسار و تقدیم لوازم عبودیت و افتخار بعرض خدام ذوالا
حترام میرساند الفیض قبله چشم و جان و کعبه روح و روان حضرت قبله گاهی
مدظله العالی. کلهای تسلیم از راه تعظیم زیب سر و دستار بندگی ساخته بعجز
التماس باریابان باخیمگان گوشه بساط فیض مناط میرساند الفیض قبله مقاصد دین
دنیا کعبه مطالب این هر دو سرا حضرت ابوی مخدومی مدظله العالی. بعد
تقدیم قواعد کورنش و تسلیم طالع سر و دستار را باوج قبول میرساند معروض
حاضران محفل فیض منزل میگرداند الفیض قبله و کعبه کونین ولی نعمت دارین حضرت
ابوی مخدومی دام اقباله. ادای آداب خضوع و خشوع و ابراز مراسم عجز و
نیاز را کفیل حصول سعادات و مباهات ساخته بگزارش مدعا لب
میگشاید باید دانست که همین القاب و آداب به تغیر و تبدیل لفظ پیر و مرشد و استاد
و آقا نیز توان نگاشت چنانکه مرقوم میگردد الفیض قبله و کعبه خافقین
حضرت پیر و مرشد برحق مدظله العالی. آداب کورنش و تسلیم که منشأ

جاوید مرهون اداي آن نسبت بجاي آرد و معروض فيض اندوزان انجمن ملايک موطن
ميدارد دام الفيضا قبلۀ جان و دل کعبۀ آب و گل حضرت پير و مرشد برحق مدظله العالي
سر نياز از راه افتقاد بکف و پاي عرشش پيماي سوده سعادت ابدي حاصل
ميسازد و بحضور خدام عاليمقدام بگزارش مطالبي ميپردازد الفيضا قبلۀ جسم و جان کعبۀ
دين و ايمان حضرت پير و مرشد برحق مدظله العالي. لوازم عبوديت و انکسار
و مراسم عجز و افتقار ادا ساخته بعز عرض عالي متعالي ميرساند الفيضا منبع فيوض
نامتناهي و وسيلۀ وصول رحمت الهي حضرت پير و مرشد برحق مدظله العالي.
باداي آداب تسليم و تقديم قواعد تعظيم سر عزت بسپهر افراخته و خود را
بحصول سعادتهاي نشأتين اميدوار ساخته معروض ميدارد در القاب و آداب
استادان نيز همين الفاظ مرسوم و معمول است در عرضداشتهاي که بخداوندان
نعمت و فرومانده‌هاي عبد بايد نگاشت قاعده چنين است که ورقي دراز بگيرند پاره
بدرازي که آرند و پيشاني کشند و فراز الخط القاب حاکم و آقا بنويسند و زير آن
خط بيک گوشه بعز عرض عاليمقدار عاليمتعالي و بگوشۀ ديگر ميرساند بر نگارند
اما اگر مکتوب اليه نواب گورنر جنرل بهادر ست اينچنين ميبايد نگاشت. جناب مستطاب
نواب معلي القاب جهانيان مآب جم جهان انجم سپاه سپهر بارگاه نواب گورنر جنرل
بهادر دام اقباله و زاد افضاله الفيضا نواب صاحب قبله و کعبۀ دو جهان فيض بخش
فيض رسان دام اقباله الفيضا نواب صاحب قبله خداوند خدايگان دام اقباله
نواب صاحب و قبله کعبه خداوند نعمت دام اقباله الفيضا نواب صاحب خداوند جهان
فيض بخش فيض رسان دام اقباله بايد دانست که در عرضداشت فقرات خير نويسند

المحرره

رسم نیست فقرات خیریت که در مکاتبات پدر و مرشد و استاد بکار برند خیریت
بعنایت الهی و توجهات نامتناهی آن امیدگاهی حال عقیدت مآل بخیریت و
سلامتیست و صحت ذات حمیده صفات را همواره از جناب واهب العطیات خواهان
میباشد ایضاً بفضل جهان آفرین حالات عقیدت آیین نکو میگذرد و سلامت ذات و صحت
حالات گرامی را پیوسته از خدا میخواهد ایضاً سنت ایزد را که حالات فدوی در خور ادای
سپاس افضال الهی است و صحت و عافیت حضور پرنور مدام مستدعی ایضاً لله الحمد
که غلام بخیر و عافیت مصروف دعای دوام دولت و اقبال جناب مستطاب است
داور جهان آفرین همواره زیب افزای مسند کامرانی دارد ایضاً شکر بدرگاه بخشنده
بی منت که عبودیت تمثال طراز عافیت دارد و سلامت ذات فرخنده حالات جناب
فیض مآب را بدعا خواهان است ایضاً احوال نیاز اشتمال مقرون بخیر و صلاح است
و دعای سلامت ذات جمعیت اوقات بابرکات ورد زبان دارد ایضاً به تفضلات
آفریننده چشم و جان و توجه باطنی القبله وجهان فدوی بخیر و عافیت است امید که
پیوسته نوید صحت و سلامت مزاج مبارک موجب مسرت و جمعیت جان
و دل باشد ایضاً الحمد لله والمنة که روزنامه احوال عبودیت کیش عافیت طراز آ
ست نوید صحت و سلامت ذات ربوبیت آیات همواره سامعه نواز ایضاً رسید
ملاطفات این بزرگان نیز اشتراک است نوازشنامه تفقد طراز شرف وصول
ارزانی داشته سرافراز گردانید ایضاً تفقد رقم نامه عنبرین شمامه به پرتو وصول خود
جان و دل را نورآگین ساخت ایضاً والا نامه ربوبیت طراز به پرتو ورود خود ظل
عطوفت بر فرق نیاز افگند ایضاً گرامی نامه عطوفت رقم پرتو ورود ارزانی داشته

فرق عبودیت را فرقدان سای گردانید ایضاً عطوفت نامه ربوبیت مضمون بشرف
وصول خود معزز و مباهی گردانید ایضاً عطوفت رقم نامه عنبرین شمامه به پرتو ورود خود
سایهٔ دست عنایت بر سر گسترد ایضاً عنایت نامه عالی ظل ورود بر فرق عبودیت
انداخته سر نیاز را از سپهر گذرانید به پرتو وصول گرامی نامه عطوفت طراز طالع فرق نیاز
باوج سعادت رسانید ایضاً موافقت نامه اشتیاق نگار به پرتو وصول افگنده طالع
فرق عبودیت را اوج گرا گردانید ایضاً شفقت نامه گرامی عز ایراد یافته ارزانی داشته
معزز و مفتخر گردانید ایضاً نوازشنامه والا سایه ورود بر سر تسلیم انداخته کامیاب
مطالب کونین ساخت ایضاً گرامی نامه عاطفت تحریر بمیامن وصول مباهات حصول
سرافراز فرموده شکرگزار بخت بلند گردانید ایضاً نوازشنامه ربوبیت مضمون شرف
ایراد ارزانی داشته در حق عبودیت کیش نزول ابر رحمت گردید ایضاً والانامه
رافت نگار عز ایراد یافته سرمایه سعادت کونین ارزانی داشت ایضاً کرامت
نامه عبودیت عنایت آگین بعز ورود معزز ساخته کلاه گوشه تسلیم را باوج
رسانید ایضاً عطوفت نامه گرامی رقم چهره حال نیاز را به پرتو وصول افروخته طالع
بندگی را فروغ قبول بخشید ایضاً آنکه مرقوم تفقد نگار بود ایضاً آنکه نوک ریز خامه مشکین
رقم گردیده بود ایضاً آنکه نگاشته کلک عنبرین رقم بود ایضاً آنکه بر زبان خامه فیض نگار
حواله رفته بود ایضاً آنکه زبان کلک الهام ترجمان بدین مضمون عنایت مشحون
گویا بود ایضاً آنکه بر زبان خامه اعجاز طراز در کسوت حرف و رقم جلوه ارشاد یافته بود
ایضاً آنکه قلم تفقد رقم پیرایه اظهار داده بود ایضاً آنکه خامه اعجاز نگار شرف تحریر
بخشیده بود ایضاً آنکه بفیضان خامه تفقد نگار تجلی ارقام یافته بود ایضاً آنکه قلم نوک

المرقوم

رقم فروغ ارشاد داده بود ایضاً انکه از زبان کلک عنایت رقم پیر تو تحریر یافته بود
ایضاً انکه بفیض تحریر کلک اعجاز رقم جلوهٔ ظهور داشت در سکات تا رسیدن مکاتبات
بزرگان اینچنین داد تحریر توان داد دیر است که فروغ ورود والانامه جان و
دل را بخت زار سعادت ساخته است ایضاً عمریست که افتاب ورود گرامی نامه
تفضل رقم بر ساخت تمنای عقیدت کیشان نیافته است ایضاً مدد مدید
گذشته است که بعز وصول نوازشنامه سرمایه اندوز سعادت نگردیده است
ایضاً عرصه بعید منقضی گشته است که بشرف ورود پروانه عنایت شمیم
اقبال در کاشانه طالع نیفروخته است ایضاً عرصه بعید و مدت مدید میگذرد که
بورود عنایت نامه والا سرمایه عز و افتخار نیندوخته است ایضاً عرصه دراز
میگذرد که عطوفت نامه ربوبیت رقم سایه رحمت بر فرق بندگان نینداخته است
ایضاً روزهاست که بعز ورود کرامت نامه نوازش مضمون کلبه گوشه بافتاب
نرسانیده است ایضاً زمان ممتد گذشته است که بیمن وصول والانامه رافت
عنوان سرافراز و ممتاز نگشته است ایضاً روزگاریست که لفافهٔ نامه فیض آگین
حرز جان اندوهگین نشده است ایضاً زمان دراز میرود که بفیض ورود والانامه
عبیرین شمامه دماغ جان را بوئی مراد معطر نساخته است ایضاً دیر است که از
فیض ورود گرامی نامه های تلطف رقم محروم است ایضاً مدتی است که نقط
وصول نوازشنامه عنایت شمامه گلدسته سعادت و مسرت نه بسته است
فقره های دعائیه که در خاتمه مکاتبات نویسند درین جماعه نیز متفاوت است
بلکه برای پدر و مرشد و استاد زیاده حد ادب بکفایت میکند برای اقا البته

ضرور هست بدینگونه آفتاب دولت و اقبال تاباد درخشان باد الیضاً آفتاب
دولت و اقبال از مشرق جاه جلال طالع و ساطع باد الیضاً لقای دولت و اقبال جاودان
و بهار جاه و جلال بیخزان باد الیضاً ظل رافت و عنایت بر مفارق فدویان علی الدوام
مبسوط باد به استاد و مرشد نیز اگر خواهند اینچنین بر نگارند آفتاب هدایت و افادت همواره
پرتو افگن باد الیضاً خورشید افادت از مشرق هدایت همواره طالع باد به آقا ما نیز چه رایات
ظفرآیت در جهانستانی و نورافشانی با خورشید گیتی افروز توام باد الیضاً صبح مراد خندان
و آفتاب اقبال پرتو افشان باد الیضاً پرتو خورشید اقبال عالمگیر و عالم از فروغ جاه
خدایگانی اشاعت پذیر باد الیضاً سمند و اقبال همواره زیر ران و فتح و نصرت پیوسته
همعنانی باد الیضاً تمثال شاهد جاه و جلال در مرات دولت و اقبال جلوه گر باد الیضاً
دولت و اقبال همواره میسر و عسکر جاه و جلال باد الیضاً جلوه فتح و ظفر در آینه آفاق
خدایگانی علی الدوام باد دیگر آنکه بعد ازین القاب و آداب متوسط که بالفعل عبارت
از طرز تحریر مراسلات احباب است نگارش میرود پوشیده مباد احباب مراتب
متفاوت است مجملاً القاب بها نگاشته می آید هر که در خور حفظ رتبه با مد رعایت آن ملحوظ
باید داشت و آن اینست که در میزان خیال متصدیان شفیق بر مشفق و مشفق بر مهربان
مهربان بر کرمفرمایی مخلصان بر کرمفرمائی دوستان و کرمفرمای نیازمندان بر کرمفرمای
مخلصان تفوق دارد نقلی درین باب شنوده بودم تقریباً از زبان خامه بیرون ریخت
گویند در سرکار راجه بهرت پور در زمان قدیم میر منشی بود از عالم هوش و تمیز بعد مرحله
دیر مراسلات راجه صاحب باطراف می نگاشت و دعوی های بلند در فن انشا داشت
قضا را راجه باو دل بد کرد و خدمت انشا بدیگری تفویض نمود منشی معزول خوبها

میخواند

میخورد و باخود راه‌ها میزد تا مگر انگشتی بر حرفش بنهد و بازار او را شکستی دهد ناگاه روزی
اتفاق چنان افتاد که منشی حال خطی از طرف راجه بیکی از دوستان راجه که راجه را با و
نیازی بود نوشت چون عنوان درست کرده نامه بر نگاشت منشی معزول خرده
در عنوان مکتوب بنگریست سری جنبانید و تبسمی کرد راجه ازین ادا بدگمان شد اما
توضیح بمیان نیاورد بعد برهم خوردن هنگامه بزم منشی معزول را در خلوت خواند و باعث آن
ادا پرسید منشی بعد ادای مراسم مدح و ثنا گفت که بندگان پرورده نعمت و هواخواه
دولتیم تازه آمدگان را اینقدر پاس نمک کجا و جب رونق سرکار چرا خواهد بود خاصه این مردم
اهل قلم که از شاهجهان آباد اند حق نمک نگاه دارند و خیره آقای خود بجویند این منشی
تازه بفلان سردار که حضور همواره بدلجوئی و تعظیم او میکوشند و دوستی او را موجب
شود کارها و صلاح حالها میدانند مهربان به بهای کوچک نوشته حال آنکه من همواره
تعظیماً او را مهربان به های کلان می نگاشتم اکنون که تفاوت در تعظیم که عبارت
از تبدیل های کلان بهای کوچک است پدید خواهد آمد البته او در دل خواهد ازرد و رنجش
او برای سرکار نیکو نخواهد بود راجه برآشفت و منشی حال را طلبیداشت و عتاب
کرد و گفت تو که باشی که کسی را که همواره از سرکار نامهربان بهای کلانی نوشته
باشند بهای کوچک برنگاری همانا میخواهی که دوستان ما را عدو گردانی مختصر
او را براند و منشی قدیم را بنواخت فاعتبروا یا اولی الابصار ∴ میر صاحب مشفق شفیق مروت
فرمای نیازمندان زاد لطفه ∴ بعد اتحاف تحایف سلام و نیاز و تشریح بتمنای گرامی
مواصلت وافر المسرت مرفوع رای لطف اقتضای گردانیده می آید ایضاً مرزا صاحب محب
مشفق مهربان کرمفرمای مخلصان سلمه الله تعالی ∴ پس از ابلاغ سلام مسنون

وگزارش مراتب اشتیاق از اندازه افزون مشهود ضمیر منیر میکرد ایضاً خانصاحب مشفق مکرم الطاف نشان سلمه الله تعالی. بعد گزارش سلام و داد انضمام ذکر آرزوی ملاقات مسرت آیات که مافوق طاقت حروف بیان است منطبع ضمیر مرآت نظیر باد ایضاً خانصاحب اشفاق نشان مجمع محامد بیکران سلامت. اشتیاق ملاقات کثیر البرکات نه بدان اندازه است که بدستیاری خامه کار پردازی تحریر یکی از هزار اندکی از بسیار شرح کرده اید ناچار آنرا حواله بوجدان ضمیر حق پذیر کرده بارقام مدعا میگراید ایضاً خانصاحب مشفق مهربان سلمه الله تعالی. بعد سلام و شوق ملاقات که حدی و نهایتی ندارد مکشوف ضمیر الفت تخمیر باد ایضاً خانصاحب جلیل المناقب مظهر اشفاق فراوان زاد عنایته. بعد ابراز لوازم نیاز و عرض مراتب آرزومندی ارای مواصلت کثیر الافادت معروض رای بیضا ضیای گردانیده می آید ایضاً خانصاحب مشفق معطوفت فرمائی نیازمندان سلامت :: پس از اهدای هدایای سلام نیاز التماس میرود ایضاً خانصاحب والا مناقب عمیم الامتنان اشفاق فرمائی نیازمندان دام رافته. بعد اظهار مراتب نیاز و هواخواهی که خلاصه مکتوبات خاطر اخلاص مظاهر است بگزارش مدعای ضروری الاظهار می پردازد ایضاً خانصاحب مشفق و مکرم مظهر عنایت اتم سلامت. افسانه شوق چون حکایت مدح اخلاص کرای بی پایان است لاجرم هر دو را بوجدان ضمایر طرفین گذاشته کمیت قلم را در وادی مطلب نگاری جولان میدهد ایضاً خانصاحب اشفاق فرما مجموعه خوبیهای بی انتها سلمه الله تعالی. پس از تمهید مراتب سلام مسنون الاسلام و اظهار مراسم اشتیاق ملاقات مباهجت فرجام بتحریر مطلب می پردازد ایضاً خانصاحب مشفق اشفق

کرمفرمای

کرمفرمای دوستان سلمه الله العالی. بعد سلام موافقت پیام و نگارش تمنای سامی
مواصلت که برتر از وسعت حوصله تحریر و تقریر است مکشوف رای سامی باد
ایضاً خانصاحب اشفاق نشان وافر الاحسان سلامت. بعد در نور دیدن
بساط تکلفات رسمی فی خامه را قانون اینک مدعا میگرداند ایضاً بهار و باغ وادا
و رنگ گلشن اتحاد خانصاحب الطاف مناصب سلمه الله الواهب. خیال تصور رنگینی
های بهار اخلاق نشاط انگیز است و نفس بدرد مهجوری آن گل رنگین گلشن وفاق
ناله خیز پیداست که چقدر تا گل رنگین بیان تحریر باید ریخت که تا کجا شرر به پرده دل
توان بیخت لاجرم ازین خیابانها گل اظهار بچیده غنچه مدعا را بتحریک نسیم تحریر
شگفتگی میدهد ایضاً بهار گلستان مروت رونق گلزار فتوت خانصاحب الاخلاق
خلیل الاشفاق دام لطفه. بعد گلچینی خیابان تمنای مواصلت و گلگشت
فضای چمنستان شرح اوصاف محامد آن بهار محبت گل اظهار مدعا را بطره دستار
تحریر مینیاز دفترات خیریت به تغیر بعض الفاظ همان است که در صدر نوشته شد اینجا
علی الخصوص دو سه فقره رقمزده خامه میگردد. منت ایزد را که خیریتهای طرفین حاصل است
ایضاً شکر بدرگاه جهان آفرین که نگارنامه حالا بهمدگر به نقوش عافیت و بهجت تزیین است
ایضاً مجاری حالات مخلص بفضل ایزدی عافیت اسلوب است و اخبار خیریت آثار آن
کرمفرما همواره مسئول و مطلوب ایضاً الحمد لله که عنوان اوقات احقر العباد برقم عافیت
دارد و نوید صحت مزاج وهاج پیوسته از جناب باری مدعا خواسته می آید ایضاً لله الحمد که اوقات
جناب ستعار خیال که افرینده زمان و مکان خواسته است نیکو میگذرد و مژده سلامت
ذات خرسندی حالات دوستان همواره مسموع گردیده جان و دل را پر در دید ایضاً

شکر خدا که از نیکو حالات خود پیوسته لب شکر خدا تر زبانست و جمعیت اوقات احباب
را همواره از جناب او تعالی شانه خواهان ایضاً شکر و سپاس صانع حقیقی که
زبان به شکر و سپاس او گویا و دل محبت منزل خیریت دوستان که مضمار را همواره
جویا است ایضاً هزاران هزار ستایش نخلبند گلستان آفرینش که گلزار حیات در ملک
رنگینی و دست خیال در بهارستان نوید شگفتگی های گل اخبار احبا وقف گلچینی است
ایضاً گلهای شکر و سپاس نذر حدیقه سیرای اتحاد که گل عافیت رنگینی
دل از اخبار اخیار سلامت احباب بهار آفرین است دیگر فقرات وصول مکاتبت
احبا و ما یتعلق بها ملتطف رقم ملاطفه سامی زنگ و رود ریخته پیمانه دل محبت منزل
را لبریزی نشاط گردانید ایضاً محبت نامه الطاف طراز چهره وصول افروخته دیده
و دل را انوار سرور بی اندازه عطا فرمود ایضاً رقیمه الطاف ضمیمه وصول مسرت
شمول آورده خرسندیها از اندازه افزون ارزانی داشت ایضاً نسیم ورود نگارش
رقم نامه موانست بهار غنچه خاطر را سامان صد چمن شگفتگی عطا فرمود و دماغ
جان را به نکهت گلهای نشاط بنیود ایضاً ورود رنگین نامه شگفتگی مضمون نکهت
چمن گل نشاط بگریبان تمنا ریخت و بهار اهتزاز را بدفع خزان افسردگی برانگیخت
ایضاً نگارین نامه مودت نگار بمسرت ورود خود سراپا خیال را در جوش
بهار پیچیده و نظاره را بمشاهده بیاض آن رنگین نامه صبح اقبال از شش جهت
دمید ایضاً مودت نامه الطاف مضمون در ورود آورد دل را بیش از بیش
مرهون عنایت یادآوری کرد ایضاً نامه نامی و ملاطفه گرامی وصول نمود
دل از مشاهده آن لطائف ابروی هر سطر ساغر انبساط پیمود ایضاً مفاوضه میمنت

لزومنقه

رقم نشاط ورود خود دل را مجنون چشم گردانید سواد حروف و سطورش
چشم جان را بسرمه مراد رسانید ایضاً ابتهاج وصول نمیقه سامی و انشراح
ورود مکاتبه گرامی بدان اندازه است که اگر آنرا برنگارد مشکل که در هزار نامه
نیز بپایان رسد ایزد جهان آفرین باین یاد آوریها سلامت دارد ایضاً مهربانی
نامه محبت رقم بورود سراسر خود رنگ ملال از آیینه خاطر زدود و صورت
طرب زا در نظر مخلصان جلوه گر نمود ایضاً صحیفه گرامی که هر سطرش از دلنوازیها معمور بود
بلکه هر حرفش برای شگفتگی خاطر افسونی بود بهار وصول گل کرده نشاط
بی اندازه مسرت تازه وقف دل اتحاد منزل ساخت ایضاً تعویض
اخلاص یعنی صحیفه شریفه در زمانیکه دل از دستبرد شداید انتظار ستوه
آمده بود بداد مشتاق آن رسید خاطر را از بند حزن و ملال نجات بخشید
ایضاً ورود خجسته نامه فرخ عنوان دیده را نور و دل را سرور بخشید و سواد عنبرینش
کحل الجواهر چشم و جان گردید ایضاً وصول مهربانی نامه سامی که در قیاس مخلص
ره آورد خاطر مشتاق داشت دل را بیش از پیش خرسندی بهم رسید
ایضاً لطف ورود دلنواز نامه نقش طرب بر صفحه خاطر کشید و دل بدریافت
خوشی حالات سامی خوشنود گردید ایضاً آنکه بنوک خامه موانست رقم درآورده
بودند ایضاً آنکه از نوک کلک محبت رقم بیرون تراویده بود ایضاً آنکه از قلم
مشکین رقم ریخته بود آنکه ریخته نوک خامه لطف طراز بود ایضاً آنکه بیرون تراویده
خامه سحر طراز بود ایضاً آنکه در کسوت حرف و رقم جلوه اظهار یافته بود ایضاً
آنکه در فصاحت آباد تحریر جولان بیان داشت ایضاً آنکه بنیال خامه جادو نگار

پرواز تحریر داشت ایضاً آنکه قلم محبت رقم رنگ اعلام این مدعا ریخته بود
ایضاً آنکه مرقوم کلک گهر سلک بود ایضاً آنکه صریر خامه مهربانی نگار نوای
اظهار این مدعا داشت ایضاً آنکه خامه رفعت طراز علم تحریر این معنی برافراشته
بود ایضاً آنکه بدستیاری صیقل تحریر جلوه اظهار داشت ایضاً آنکه از افق
تحریر جلوه طلوع اعلام بیرون داده بود ایضاً آنکه رقم کرده قلم مشکین بود
ایضاً آنکه نوک تیز خامه یکتائی طراز بود شکایت نارسیدن خطوط همین فقرات
رسید خطوط را تغییر کیفیت حرف میتوان کرد و تبدیلا یخفی عن الطبع السلیم
عمریست که در دخجسته نامه فرخ عنوان دیده دل را نور و سرور نه بخشیده
است و سوادش کحل الجواهر چشم و جان نگردیده ایضاً روزها است که رنگ ورود
مهربانی نامه‌ها فروغ طالع نشاط داده است ایضاً دیر است که دوستان
صمیمی را بتحریر رقایم خلعت صحایف یاد ننمایند ایضاً مدتی است که نسیم
ورود رنگین نامه‌های بهار آیین بر فضای گلشن دلهای محبان نوزیده است
ایضاً روزها میگذرد که چشم از نظاره جمال حروف و سطور مهربانی نامه‌ها
متمتع نیست ایضاً عرصه دراز میگذرد و زمان ممتد میرود که صبح ورود صحایف
خلت طراز از مشرق انتظار ندمیده است و شب دیجور ناکامی محرومی پایان
نرسیده ایضاً دیر است که دل به نشاط وصول مسرت نامه‌ها استناد
نشاید تمنا در جلوه گاه نگاه شوق پرده کش نیست ایضاً دیر است که عنوان
صحیفه‌های مودت رقم بسر انگشت شوق انگشته ایضاً عمریست که نگاه
شوق گل از خیابان عنوان رنگین نامه‌های وداد نگار نچیده است ایضاً

مدت مدید میرود که مخلص خود را بارسال رقیمهٔ الوداد ممنون الطاف نساخته اند
ایضاً عرصهٔ بعید منقضی میشود که خامهٔ مودت نگار بدلنوازی مخلصین نپرداخته
است و صفحهٔ کاغذ پیرایهٔ تسطیر نوید شگفتگی گلهای احوال جولانگاه بهار نگشته
ایضاً دیر است که دست و قلم را بخاطرجویی احباب نگماشته اند و نقش
عنایتی به تبسیر دلربای دوستان نه نگاشته ایضاً روزگاریست که چشم
از انتظار نامه چون صفحهٔ نانوشته سفید و دل بی نسیم ورود رقایم از شگفتگی محروم
نا امید است ایضاً عرصه ایست که چشم مشتاق بسواد عنبرین نامه های
تودۀ رقم آشنا نیست روزگار گذشته و میگذرد که خاطر از نارسیدن خاطر حریت
نامهٔ سامی مشوش و لعل دل از جوش اضطرار در آتش است ایضاً
مدتها گذشت که غنچهٔ دل به نسیم ورود نگارین نامه شگفته نگشته است ایضاً روزگار
که دل از نارسیدن رقایم خلت طراز در کشمکش بیتابی اسیر و گوش خیال از
خامهٔ مودت نگار آرزومند صریر است ایضاً دیر است که بارسال رسایل
عطوفت شمایل در انبساط بر روی دل مشتاق نگشاده اند ایضاً عمریست
که آتش شوق را به نم ارسال مکاتبات صفوت آیات فرو ننشانده اند
ایضاً دیر است که دل جویای اخبار اخباران مجموعهٔ مهربانی و چشم در
هوس سواد نامی نامجات در عین نگرانی است دیگر فقره‌های که در خاتمه
مکتوب احباب برسم تحریر است چشمداشت از عین عنایت آنکه تا زمان
حصول مواصلت بتحریر مهربانی نامه های خیریت رقم چشم مشتاق را
بنقد مدعا در کنار میریخته باشند ایضاً مرجو که از مهربانی همواره به تسطیر

بتقاریم خلت طراز یاد آوردوستان باشند ایضاً ماهول که پیوسته
تا رفع حجاب مفارقت مخلصی را تسطیر نمایق بهجت و تابق غرا یاد خاطر
دارند ایضاً توقع از مهربانی ما آنکه تا چشم مشتاق نه لقای فرحت انتما
کامیاب نگردد محرومی نگاه از سواد تلطف نامجات روا ندارند و اشعار
خاطر محبت ذخایر موقوف وصول نوید خرسندیهای خوش شمارند ایضاً
از عنایتهای دوستانه چشم ان دارد که تا زمان برافتادن پرده
مهاجرت سرها بسته ارسال خریت نامه ها از نیم بلسد و دست قلم
بدلنوازی احباء ما نمور باشد ایضاً مترصد که همواره با رقام صحایف صوت
طراز دایمائی بجاآوری فرمایشات لایقه این دیارشاذان و ممنون
احسان دارند ایضاً رجا که گاه گاه بفرسودن نوک کیاه چاره نگرانهای
دل منتظر میفرموده باشند ایضاً مترصد که بمقتضای مهربانی از رقم روائی
سامی مراسلات الی بر آتش انتظار میریخته باشند ایضاً تصور مهربانی
های بنلامی رنگ این آرزو میریزد که زمان حصول مسرت لقای روح
فزا بورود رنگین نامه های تو در رقم گلهای نشاط در جیب استیر
تمنا باشد النما از الطاف مشفقانه تمنای ان دارد که اگر پیوسته نباشد
گاه گاه به تسطیر ترسیل خلعت نامه های خریت رقم سرمایه اندوز
فرحت انبساط میفرموده باشند در تعیین القاب طبقه ثالثه فروغ بسیار
است اول برادران و فرزندان باشند ثانیاً رفقای همنشین که
تعیین رتبه هر یک حواله برای راقم حطوط است ثالثاً ملازمان متوسلان

خدمتگاران

خدمتکاران علی العموم اما برادران و فرزندان را بدین طرز میتوان نگاشت
برادر یکجان نه برابر بلکه از جان بهتر و خوشتر سلمه الله تعالی. بعد دعوات
مزید حیات ترقی درجات مرفوع ضمیر سعادت تخمیر باد الهیٰ برادر گرامی منش
فرخنده سیر از جان عزیز گرامی تر زاد قدره طول عمره. بعد دعای افزونی عمر و
بقای دولت مشهود رائی سعادت انتما آنکه الهیٰ برادر عزیز از جان سعادت
و اقبال نشان مد عمره. بعد اظهار شوق دیدار بهجت آثار واضح خاطر شاطر باد
الهیٰ برادر عالیقدر سعادت نشان اقبال توامان حفظ الله تعالی
بعد شرح تمنای لقای فرحت وانضح دلایح باد الهیٰ برادر گرامی قدر عالی
شان راحت روح و آسایش جان سلمه الله تعالی. بعد گزارش دعائی
فراوان و نژادش شوق بی پایان مدعا از تحریر این سطور آنکه الهیٰ برادر را
لقائی خجسته دیدار سعادت شعار اقبال آثار همواره از عمر و دولت برخوردار
باشند. بعد ادراک شوق ملاقات فرحت ایات مطالعه نمایند که چون فقرات
خریت رسید خطوط و کذا نارسیدن خطوط با متعلق بها در مکاتبات خوردان
چه فرزند و برادر و برادرزاده و امثال آن بریک وتیره است لهذا مقرر کرده
که بعد القاب فرزند آن آن مجموع نوشتنی را یکجا برنگارد. فرزند دلبند سعادت
مند طول عمره بعد دعای طول عمر و دوام صحت و راحت معلوم نماید الهیٰ نور چشم
راحت جان سعادتمند اقبال نشان مد عمره. بعد شوق دیدار که بیش از
بیش است مکشوف باد الهیٰ برخوردار از خجسته دیدار سعادت و اقبال
آثار زاد عمره. بعد از ادعیه وافیه معلوم باد الهیٰ نور سرور چشم و دل طول عمره

ليس از شرح تمناي ديدنها انكه الضاً راحت وروح جان وتن قرة العين
بعد دعاي عمر دولت واقبال وشوق نظاره جمال مدعا انكه خير درينجا خيريت
است وصحت وعافيت ايشان همواره مطلوب الضاً الحمد لله حالم تا دام
تحرير نيكوست خير وعافيت آن نورچشم پيوسته ازجناب الهي مسئول
الضاً صد شكر كه روز نامه حالات خيريت عنوان است ودعاي سلامت
وصحت ان كرامي منش همواره بر زبان شكر است كه از صحفه احوال خود رقم
عافيت ميخواهم وخير عافيت ان قوت بازو را پيوسته از خدا خواهان
الضاً شكر است كه اكثر خير وعافيت ان نورچشم شنيده ميشود
غايت خوشنودي ميكردد الضاً بفضل الهي درينجا خيريت وعافيت است
وخوشي وخورمي ايشان هميشه مطلوب بيكر مكاتبه مرسله رسيد خاطر
را خورم كردانيد الضاً خط بهجت نمط وصول آورد ودل را بدريافت كوي
حال ايشان مسرور كرد الضاً مكتوب فرحت اسلوب درعين نكراني دل
رسيد وديده را روشن وسينه را كلشن كردانيد الضاً خيريت نامه فرحت
رقم ورود نمود جانرا ارامش داد ودر طرب بر روي دل كشاد الضاً
نامه سعادت عنوان رسيده ومژده خوشي وخورمي ان برخوردار رسانيد
الضاً خيريت نامه رنك ورود در بخشيد ودل از دريافت خيريت ايشان
كل كل شكفت الضاً خط فرحت نمط آمد ورنك نشاط تازه بر روي دل
آورد الضاً مكتوب مسرت اسلوب درعين نكرانيها رسيد خاطر را تسلي
ازان كه توان كفت حرسند ساخت الضاً سعادت نامه خجسته رقم

حاضر

وارد وقتي

بورود خویش خاطر پریشان جمعیت و دل حزین را سرور و فرحت داد ایضاً
مراسله مرسله رسید چون مخبر عافیتها بود مطالعه اش مسرت بسیار فراهم
آمد و دل از تفرقه انتظار رهایی یافت دیگر انکه در خبر تحریر در آورده بودند ایضاً
انکه بر نگاشته اند ایضاً انکه نوشته بودند ایضاً انکه رقم کرده بودند ایضاً انکه تحریر
نموده بودند ایضاً انکه مرقوم بودند ایضاً انکه در سلک عبارت رقم در آورده اند
ایضاً انکه ریخته خامه سعادت نگار بود ایضاً انکه تحریر آمده بود ایضاً انکه نگارش یافته
کلک فرحت رقم بود ایضاً انکه قلمی بود دیگر انکه از نارسیدن خطوط نیز اگرچه از رسید خطوط
استنباط میتوان کرد اما قلیلی بطریق اجمال نوشته میشود ایضاً دیر است که
بفرستادن خیریت نامه ها تغافل ورزیده اند ایضاً روزها است که خطوط فرحت
نمط نرسیده و خیر و عافیت ایشان معلوم نگردیده ایضاً مدتی است که
ورود سعادت نامه ها باعث انبساط خاطر نگشته ایضاً از دیر باز بسبب کاهل
قلمیهای ایشان خیریت ایشان معلوم نشده است ندانم رسم نامه
نگاری را چرا مرفوع القلم ساخته اند ایضاً دیر باز است که بسهو نیز از
کلک ایشان حرفی بیرون نه تراویده است ندانم در چه شغل اوقات
تلف میکنند ایضاً مدت است که از رسم دیرین نامه پیغام بجز انداخته
اند و خود را غافل و ما را فراموش ساخته ایضاً روزگاریست که دل نگران اخبار
اخبار ایشان است ندانم که در نارسیدن خطوط جرم نامه بران است
یا فی الحقیقت تغافل آن عزیز دستر از جان است ایضاً روزها گذشته
که مکتوب خیریت اسلوب نمیرسد و احوال خیر مآل ایشان معلوم

نمیگردد و دل رهین اضطراب خاطر اسیر پیچ و تاب است ایضاً از روزهای دراز
نارسیدن خطوط ایشان صبر و شکیب از دل برده است و جان را در کشمکش
دوام و قلق در آورده ایضاً عرصه دور و دراز گذشت که چشم از مشاهده مکتوب
ایشان روشن نگشت دو سه سطر بر پاره کاغذ رقم زدن نه القدر
دشوار است که آدمی دران درمانده بجا آوردن این کار نتوان اند ایضاً
مدتها است که بپاره کاغذی نفرستاده اند و از خیریت خود آگهی نداده اند ایضاً
روزها است که خاطر از نارسیدن خطوط آن طرف پریشان و دل حیران
طرز کابل قلمیهای ایشان است دیگر در خاتمه مکاتیب می‌آرم. زیاده دعا.
یاد الدعا. یاد السلام. یا فقره دعائیه بی التقاط معلق می‌نویسند. زیاده زیاده
است. زیاده ازین چه نویسم بیش ازینچه نوشته بشود زیاده عمر باد ایضاً
عمر و دولت زیاده باد زیاده عمر باد و مزه عمر ایضاً بسبها لفراخی زود زیاد ایضاً
سعادت روز افزون روزی باد الطاف و دوام آگهی نصیب باد عمر و دولت بکام
باد ایضاً ایام بهجت مدام باد ایضاً خوشدلی روز افزون باد دیگر استدعای ارسال
خطوط بدین روش رقم میتوان کرد ایضاً لازمه سعادتمندی آنکه همواره
بارسال خطوط خاطر مشتاق را مسرور دارند ایضاً باید که پیوسته
اینجانب را در یاد خود دانسته نامه یاد میکرده باشند ایضاً خبر رسیدی
خاطر و رانست که همواره نو ایشان خیریتها باشند ایضاً باید که در ارقام
رقایم تغافل نکرده جاودانه کاتب خیر و عافیت باشند ایضاً لازم
که تا زمان حصول مسرت دیدار خود تغافل در تحریر نامه روا ندارند ایضاً

[illegible]

مستلزم طریقه رضاجوئی انکه علی الدوام بارسال مکتوب شادما دارند دیگر
در القاب نوکران دوستان بلازمان تنها وتنها است اندازه ارزش هرکس نگاه توان
داشت و دران خطوط راه ورسم فقرات خیریت نباشد وتکلف درین حین
عبارتهائی نگنجد * عتقاد دوستان سلمه بعد شوق واضح باد ایضاً مهربانان
دوستان سلمه پس از شوق ملاقات مشهود باد ایضاً گرامیقدر فلانی لعافیت
باشند ایضاً عزیز القدر فلانی محفوظ باشند ایضاً شجاعت نشان فلانی لعافیت
بوده بدانند ایضاً تهور دستگاه شجاعت پناه حفظه الله تعالی ایضاً شرافت
پناه نجابت دستگاه فلانی محفوظ باشند ایضاً معتمد الخدمت فلانی امیدوار
عنایت بوده بدانند ایضاً خیرخواه نیک اندیش فلانی امیدوار بوده بدانند *
مراسله مرسله رسید احوال معلوم گردید * مکاتبه مراسله رسید مخبر حالات گردید
* عرضی مرسله از نظر گذشت والیف معروضه معلوم گشت بهرحال بهمین طرز مدعا
رقم توان گرد نامه را بپایان باید رسانید * اما مکاتبه ومرسله ومراسله برای
کسانی است که مهربان دوستان وعتقاد دوستان وشرافت پناه وشجاعت پناه
دستگاه القاب شان باشد وعرضی مرسله برائی معتمد الخدمت ان خیرخواه
ونیک اندیشان است در باب تعزیت وتهنیت * اول اینکه مختصر بنزهت
مقدمه است یعنی ماتم پرسی اما مراتب ان تفاوت دارد یعنی در تعزیت
کودکان وطفلان وشیرخوار عبارت دیگر صرف باید کرد ودر موقع مستوراتست
الفاظ دیگر مروج است خلاصه اینکه نخست اظهار اندوه وملال است از شنیدن
خبران واقعه دوم تعلیم صبر وشکیبائی است سوم مغفرت خواستن است

برای موقع مثلا چند فقرات مرقوم میگردد مثال درین ایام ملامت فرجام که در
چار سوی خیال روز بازار حسرت نهاد متاع سرور انبساط نارواست واقعه
جگر گداز فلانی برق اندوهی بر خرمن صبر و تاب ریخت که دود از جان و گرد
از دل بر انگیخت دریغا که در نگارخانه دهر فرصت اقامت نیست و از چنگ ها
دم اللذات هیچ آفریده را مجال سلامت نی هر چند لشربت مقتضی حزن و
ملال است اما ستیزه تقضای آسمانی محالست چاره ناچار تصبر و تسلیم
باید پرداخت و خود را دستخوش اندوه و غم نتوان ساخت باری عز اسمه
آن غریق بحر رحمت را در سایه مغفرت جا دهد و پسماندگان غم دیده را اجر
هم شکیبی بر جراحت نهد ایضاً سانحه هوش ربا و حادثه اندوه فزا انتقال
فلانی خون دل از دیده روان کرد و نشتر بر رگ جان ناتوان فرو برد
گرفتاران سلسله تقدیر را چاره جز تسلیم نیست حی لایموت خبر ذات
واجب چه در عالم امکان کیست زنهار سر رشته حبل المتین صبر از کف
ندهند و فرمان خداوند بر دیده و بر گردن نهند روح آن سالک
مسالک عدم را بفاتحه و دعای آمرزش شاد نمایند و خود را از بیطاقتی
باز داشته تکمیل مراتب تسلیم فرمایند ایضاً جگر کدورت اثر رحلت والای
سامعه گزار دیده دل را بالامال اندوه گردانید هجوم اضطرار ناله ماتم را بسپهر
رسانید دل تاب این داغ دوزخ اثر ندارد و جان طاقت این اندوه
قیامت آشوب نیارد افسوس که بنای عمر استوار نیست و این حیات
چند روزه پایداری درین چنین حوادث اگر صبر نکند از دست گرفتاران

لغزیده پا

تقدیر چه اید واکر دل بنامرادي نه نهند از مویه و ماتم چه کشاید
و فزع را باعث ازار خود وخلاف رضای خالق دانسته مصابر
زرند کل نفس ذائقة الموت راحت مهمیده برضاي الهي راضي باشند
الصفاعنا کدر جاوي خبر با اغاز جانسوستن فلاني نبود لفور ورود صاعقه
بر دل ریخت چشم ازین غصه اکر خون کرید رواست ودل از تابش این داغ
اکر بکذارد بجاست میدانند که هیچکس با قضا نتواند ویحث ع کس را نداده اند
برات مسلمی لاجرم بصبر کرایند و دامن رضا از کف نکذارند کریه وزاري سود نه
ارد بیتابي وحشت مي ارد. قصه مختصر بدین طرز روشن باید نکاشت اما در
تهنیت باید که از الفاظ موحش ونکوهیده بپرهیزند وتهنیت تولد فرزند وتهنیت
طوي وتهنیت صحت وتهنیت فتح هر یک جداکانه عالمي دارد مثلا در تهنیت تولد فرزند
بدینکونه سخن سراي توان شد درین زمان خجسته عنوان که خنده بالبها
همچو کل فطري وطبعی و حدیقه مراد را از مان رسیدن فخر معني است نسیم
نوید ظهور نونهال دولت واقبال مشام جان را ببوي مراد معطر اکین
ساخت افریدکار عالم ورود این عطیه عظمي را بران معدن لطف وکرم
مبارک و همایون کناد وان ثمره الفواد را بعمر طبیعي رساناد. تهنیت مبارکباد
طوي فرزند درین ایام میمنت ایام که کوکب مراد را عالم عالم سعادت
ارزاني است نوید پیوند یافتن نونهال کلشن اقبال رکیشه شکفتکي بدل
دوانید کرد کار جهان افرین قران این دو نیر سپهر بختیاري را بر
بران کرم فرما مبارک ومسعود کرداند و دیده و دل ان مردم چشم مروت

بانتظاره نتائج این مشکل فرح خیز نور و سرور ارزانی دارد در حقیقت
روشنی حصول صحت ببخشد بی منت راجیان جهان سپاس که مزاج لطف
امتزاج را از دواخانه رحمت عام عطیه صحت ارزانی داشت شکر بعطای این
دولت رقم سرور فرحت بر صفحه ضمیر احباب نگاشت تهنیت اضافه منصب
خبر بهجت اثر اضافه منصب و ترقی مراتب آن خلیل المناقب با جان مشتاق
آن کرد که بهار به گلستان کند ایزد کارساز این ترقی را سر آغاز ترقیات
بی اندازه گرداند ذات ستوده صفات را بمراتب اعلی رساند آهنگ
چارم مشتمل بر اشعار مکتوبی منتخب از دیوان که در مکاتبات بکار آید و اقسام
نثر را آرایش افزاید هر چند در سر آغاز هر شعر اشاره به بایستگی
آن که در کدام مقام جلوه ظهور دارد نشان داده میشود لیکن چون آن
در نهایت اختصار و اقتصار است هر آیینه خیال میدارم که منصب من
در نگارش این ابیات جز انتخاب و التقاط نیست هر کس سلیقه ادا
شناسی و طریقه معامله نگاری خویش هر نظم را در نثر نشست تواند داد
منکه سخن پیوند سخن گزار و گردآرنده این اشعارم و دل غمزده را
بدین شغل فریب میدهم و بفراهم آوردن اشعار تازه که خامه عمر سود
کس نیست بر دبیران روزگار منتی می نهم الله بس ما سوی هوس
شایسته پیوند نثری که در نعت حضرت رسول علیه و آله السلام
نظم مطاع آدم و عالم محمد عربی وکیل مطلق و دستور حضرت باری
شهنشهی که دبیران دفتر جاهش به جبرئیل نویسند عزت آثاری

بیجانی ودولا

چنان بود که به مسند بخواب کس خود را نتاز و مشاهده حق به عین بیداری ::
:: دیگر از مناسبات مقام نعت نظم فخر بشر امام رسل قبله امم :: گرد شرح
او است قاعده دانش استوار :: در بزم رنگ وادی نگارش رمز تقی ::
در رزم آبروی سپاهش ز ذوالفقار :: در مقام اراده اظهار سوز و گداز نظم
بلب دارم ضمیر الابیانی :: نفس خون کن جگر با لافغانی :: پریشان تر ز خویشم
داستانی است :: بدعوی هر سر مویم زبانی است :: در آتش از نوای ساز
خویشم :: کباب شعله آواز خویشم :: در باب ستایش آب و هوا و خوبی و
خوری فضا نظم حسن و خارش گلستانست گوئی :: غبار است جوهری
خوبی جانست گوی :: درین دیرین دیر بستان نیرنگ :: بهارش ایمن است
از گردش رنگ :: چه فروردین چه دیماه و چه داد :: بهر موسم فضائیش
هست ابادہ :: در صفت شخص کریم با دل نظم باده سرمستی دل را چی
:: از نم تر دستی خود قلزمی :: وا به گل خار چو اغوش ابر :: پیش کفش شاخ
بردوش ابر :: آیینه صورت جود آمده :: جود خود از وی بوجود آمده
:: زمره حسن پیر بجهر کان بصیغه جمع نظم قیامت قامتان مژگان درازان
:: ز مژگان بر صف دل نیزه بازان :: ز رنگین جلوه با غارتگر هوش ::
بهار بستر و نوروز اغوش :: دیگر در ستایش حسن به صیغه افراد نظم
رایتی از نور برافراشته :: پرده رنگی به گل انباشته :: جلوه گری آفت
نظاره :: برق رمتال وی انگاره :: رنگ گل اینه دیدار او :: موج پری
چهره رفتار او :: پیکری از لطف فراهم شده :: صافی آینه مجسم شده

: در نظر از شوخی اعضائی او : بوده چین خیز سراپای او : وصف
مرد قوی هیکل زور آور نظم پیل تنی کرلی عرض شکوه : رستهٔ رگ
گردنش از مغز کوه : هیکل از کوه تنومنده تر : بود از وجیهه الوند تر :
در عرض پریشانی و سرگردانی نظم کیستم دل شکسته غمزده :
بی حی خجسته ستم زده : از لذا نفس : تاب و بی : در بیابان یاس
تشنه لبی : دردمندی جگر گداخته : از غم دهر زهر باخته : خس طوفان
محیط بلا : سرگرد کاروان فنا : در اکای فنا زده : همه بر خویش
پشت پا زده : از زنده بمدح ساغر و منشی نظم طراز اندیشه آفرید
او است : در ین لفظ جان دمیده او است : پشت معنی قوی از پهلو
لیش : طرز تحریر بانوی از وی : صفحه اشک مانوی از وی : در نکوهش
حکام جور پیشه نظم بداونی سرو کارم بجیحی افتاد است : که برگزیده
چرخ اندوز ستمکاری : چو فتنه جامع قانون عالم آشوبی : چو
غمزه صاحب فن هنگ مردم آزاری : بیان عشق نشای ماضیه بطریق
حسرت نظم نختم : به جیب عشق تیان می فت ند کل : تسعیم رمائی
محنتان میکشید خار : از چشم و دل مرا بود تاج و تخت : دو رنگ و بو سباط
مرا بود پود و تار : شرح خستگیهای جال نظم نقشم بنامه نیست تحریر نوشت
داغ : تارم بجامه الیست بغیر از تن نزار : دریکرم ز درد و درلغ است
جان و دل : در بسترم زخیار گو خار است بود و تار : اظهار ناتوانی
که اصل نامرادی و درماندگی است فرقی است دست که چنینم ثمر زنحل

امید اگر رسید بزمین شناختش از کرباری ؛ اشاره بافراط ضعف بمقامیکه
دوست بعد از خرابی بصره مستفسر احوال شده باشد فرد جان غالب تاب
گفتاری کمان داری هنوز ؛ سخت بیدردی که می پرسی ز ما احوال ما
؛ اظهار نسبت ارادت بروش استفهام فرد تا بنده خود را همه سخنی می کنند
؛ خود را بزور پر تو گر بسته ایم ما ؛ طلب تفقد بذریعهٔ انجنالیش برطمع جام
ذوکیم و فاندارد اثر هم بما کرای ؛ بزین ساذگی که دل بسته ایم ما ؛ نازش
بر نسبت تعارف اگرچه دوست غمخوار نباشد فرد با چو تو بی معامله برخویش
منت است ؛ از شکوهٔ تو شکر گزار خودیم ما ؛ در خور بیان گلهٔ بدعهدی و
گزاف سنگی دوست فرد تو کی زجور پشیمان شدی چه میگوئی ؛
دروغ راست نمای که داشتی داری ؛ بیان غم و اندوه فرد چگویم از
دل و جانی که در لب منت ؛ ستم رسیده یکی نا امیدوار یکی ؛ در طلب
چستی و چالاکی و منع کاهلی و افسردگی فرد همت زدم تیشهٔ فرهاد طلب
کن ؛ مجنون مشو و مردن دشوار میاموز ؛ بیان انتظار قاصد چه
درا مرید بب فرد تا خودش از رسیدن قاصد چه رود ؛ خوش میکنم
دلی بامید خبر هنوز ؛ گزارش شدت رنج و غم بطریق ترقی فرد زنگه
دیدی به حجیم طلب رحم خطاست ؛ سنجی چند زغمهای تنهائی بشنو ؛
در موقع تعلیم صبر و شکیبائی فرد گر چرخ فلک گردی سر بر خط فرمان نه
در کوی باشی وقف خم چوگان شو ؛ حواله مادهٔ شکایت بوجدان
ضمیر مکتوب الیه فرد چون زبانها لال و جانها پر ز غوغا کردئی ؛ بایدت از

خویش برسید آنچه با ما کردی ؛ بعنوان بیان شدت درد فراق ؛ تاب هنگامه
درد و کو بویم مهابات ؛ حلم تا عم ایجر تو یقین توشه ؛ بیان کلفت ناسازی بخت و
اندوه پیش نیامدن دوات فرد بجرائی نرسیدیم درین تیره سرا ؛ شمع خاموش
بود طالع پروانه ما ؛ وصف لکنت زبان عرض لکنت می تبد نبض رگ لعل کم بس بار
؛ شهید انتظار جلوه خویش است گفتارش ؛ حواشی حیات خود از جانب
خود دوست از بخت لشمردن و انرا بر شدت بیدردی گمان بیرون فرد
؛ از مهر است که غالب بمردن نیستی راضی میسرت ز نومیدانی که مردن نیست
دشوارش ؛ وعده لطف از زبان قاصد اگرچه باور نداشتن لیکن از
فرط محبت دل بدان نهادن فرد لم یعهد وفائی فریفت نامه بسیار خویش
است وعده تو گرچه از زبان تو نیست ؛ ترحم دوست را نسبت بخویش
از ساختگی گمان کردن فرد غم نشنیدن و تلخی بجود فرو رفتن ؛ خوشا فریب
ترحم چه بر کار است ؛ در مقام منع تکلیف جازه بتقریب از حد گذشتن درد
فرد حبیب مرا بدوز که بودش نمانده است ؛ تارش نیمه گسسته و بودش
نمانده است ؛ سرآغاز بمقامیکه دوست پاسخ نامه نگاشته باشد و جواب
اصل مدعا فروگذاشته باشد فرد نامه برازنیکگاه ناز مکتوب مرا نه پاسخی
آورده است ؛ اما جوابی بیش منست ؛ دوست را نظر بی التفاتی برسید
دادن و از آن نیز ترقی کردن فرد گر یار زنیت سایه خود از سیده بوده است ؛
باری گله که از توجه امید بوده است ؛ بیان تشنم دوست و بی برگی خود و طلب ۲۰۰ شوق
تفقد ؛ آنکه موجه کل نا لم بود در باب ؛ که خون بدر بوستان سرای تو گشت

در موقع بیان شدت افلاس فرد بینوائی بین که گرد کلبه ام باشد چراغ
: بخت را نازم که با من دولت بیدار نیست : یا لبسه مقام اینکه دوست
اندوه دوست اندک شناخته باشد فرد لقسم خود از مشاهده بخت خویش آورد
: خوشش باد حال دوست که حالم نکو گرفت : تعلیم و تسلیم فرد در دست سفید
سیاه نامه بار روز و شب بعربده بودن چه احتیاج : شکایت نامه به بدایت
نامه که در روی حرف ناخوش باشد فرد الفکن در آتش و تب و تابم نظاره
کن : غمنامه مرا بگشودن چه احتیاج : تسکین خاطر دوست با ظهار
زمان هلاک خویش فرد ز ناله ام مرنج که آخر شد است کار : شمع خموشم
ز سرم دود میروم : انتظار جواب مکتوب بشکر یاد آوری محبوب فرد
جان بر سر مکتوب تو از شوق فشاندن : از عهده تحریر جوابم بدر آورد
: اختصار درد دل به وا نمود یک نمود فرد چون گویم از تو بر دل شیدا چه
میرود : بنگر برا بکسه رخارا چه میرود : شکوه تغافل ایام گذشته با
بمشاهده التفات حال فرد با ما که محو لذت بیداد گشته ایم : دیگر سخن
ز مهر و مدارا چه میرود : تباهی خود را مقصود دوست دانستن و بدآن
بودن فرد دوست دارم گرهی را که بکارم زده اند : کاین همانست که پیوسته
در ابروی تو بود : بیان شدت غم فرد نومیدی ما گردش ایام ندارد :
روزیکه سیه شد سحر و شام ندارد : با غمت ترک صحبت را مجملاً
خاطر نشان ساختن و تفصیل آنرا به بیان همدمان حواله کردن فرد
گذشته ام ز کوی تو آسان نرفته ام : این قصه از زبان عزیزان

دیگرلیست

شنیده باشی ؛ مطلب تفقد بطریق تنزل فرد کریم که یافتن بدن الماس بیززم ؛ مستی
نمک سوده بزخم حکم زبیره ؛ اظهار حسن عقیدت بمقابله بی پروائی دوست
فرد مرا امید شیوه صبر آزمای زلیستم ؛ تو بریدی از من و من امتحان
نامیدنش ؛ در آرزوی ملاقات با بزرگان فرد در دل زتمنائی قدمبوس
تو شوریست ؛ شوقت چه بملک داده مذاق ادیم را ممتاز برای شکوه
باعثی لطیف ناشتقانه ترا شنیدن فرد با همه خرسندی از وی شکوها
دارم همی ؛ تا نداند صید پرستشهای پنهانی ما ؛ بپاسخ نامه که مضمون
عتاب داشته باشد فرد در نامه نوشتی بر من نوید قتلی ؛ در دل جوی مسیح
جا داده‌ام رقم راند ؛ در اظهار گوشه نشینی و خلوت گزینی فرد روی سینا
خویش زخود هم نهفته ایم ؛ شمع خموش گشته تا خودیم ما ؛ تلافی معامله
بیع شرا در صورتیکه کاتب بایع و مشتری مکتوب الیه باشد فرد
دل خود از تست و هم از ذوق خریداری الست ؛ اینهمه تجسس که سود
و زیانست و مراتب وعده با دوست بیاد ش دادن و فراخور آن تسلی
در خواستن فرد فریب خورده بازم چنانچه خواهیم ؛ نیکی به پرسش جان
امیدوار بیانه ابراز شکوه نامهربانی دوست بشمول بیان وفا
داری خویش فرد کریم زتو شرمنده از رم نباشم ؛ تا رفتی مهر
تو زدل چون از دل ؛ در مقام عرض پریشانی و سرگردانی فرد
فرسوده گشت جانم از پویه‌های بیهوده ؛ آشفته شد دماغم ز اندیشه
باطل ؛ استدعای عنایت به تهنیت قطع محبت بغرد طاق شد

طاقت ز عشقت بر کران خواهم شدن ؛ مهربان شو ورنه بر خود
مهربان خواهم شدن ؛ عذر تقاعد در نگارش نامه باظهار فقدان قاصد
فرکیه ام از بیکسی است بو که درین پیچ و تاب ؛ تن بروانی دهد نامه
زنم داشتن ؛ گزارش رشک رسیدن نامه دوست بدیگری فرد ای برزن
که رقیب از تو بمن نماند ؛ نامهٔ واشدهٔ مهر بعنوان زده ؛ تلقین بیوفائی
از غیر بدلیل ظهور این وصف با خویش فرد ز ما گسستی و با دیگران پیوستی
؛ بیا که عهد وفا نیست استوار بیان ؛ ابراز رشک بسبب نامه بر در مشاهده
جمال دوست فرد شکایت ناگفتم در نوردم تا روان گردد ؛ بماند در راه
قاصد ریخت رشکم پیچ و تابش را ؛ بیان نامسودمندی کوشش در باره
حصول مطلب فرد سعی هرزه به بیحاصلی علم گشتیم ؛ چو باد بید پدید آمد
از امالهٔ نامه بر انگیختن خاطر دوست تماشائیان جهان و منع افسرده
دلی فرد شام را بشمیم گلی نوازش کن ؛ نسیم غالیه سا در ورید ظلمت
مختنق ؛ مستح شدت بی برگ و نوائی بر دوش خاص فرد در عالم اجرا
از خیل منعمانم ؛ سیلم برخت نشوی بر رقم تحویته چینی است ؛ بیرده گری
راز افلاک باندازه عاشقانه فرد لذت عشقم ز فیض تیتوای حاصل ؛
الحنان تنگ است دست می که بیداری دلست ؛ در مقام این مثل
که گوئی هنوز روز اول است فرد من سر از پا نشناسم بره سعی و
هردم انجام مرا جلوهٔ آغاز دهد ؛ توجه دوست بحال خویش از تاثیر
جاذبه دل خود وانمودن فرد زمام ناقه بدست تصرف شوق است ؛

بسوي قيس كرانش زسار بان نبود ۞ اظهار تمناي وصل وحسرت
اختلاط فرخوشا روزيكه چون از مستي او بزم بداماتش ۞ كه از دستم
كشد كاهم بردي چشم ترگرد ۞ بيان پشيمان از عمريكه دفسق وفجو
رفت وغم وعدم فرصت وتلافي ان فرحيا بجيه بايه سر كنيم ناله عذر تيغي
۞ از نفس آنچه داشتيم مصرف ترانه كرده ايم ۞ اردرد تغافل فغان او دردفد
فرقا چند تو وما حسب حال خويش ۞ افسانه هاي خويش مكرر كنيم طرح ۞
شايسته جاي كه ذكر بدخوي معشوق يا بيان سطوت حاكم درميان
باشد فرد سرد كارم بود با ساقي كژتندي وخويش ۞ نفس در سينه مي
دلبرزد زموج باده مينا ۞ عذر گستاخي خواستن وقاعده ناسپاسي
خود را تشفيع جرات ساختن فرد مرد وز خشم كردستي بداماني تو رد
عالب ۞ وكيلش مي داند طريق دادخواهي را ۞ بيان نقيه كلفت اندوه
ملال بعد سيري شد روزگاري درارد رنج ددرد فرد غبار طرف مزارم
پيچ وتابي هست ۞ هنوز در رگ انديشه اضطرابي هست ۞ مناسب
عبارت نامه كه در ابراز لوازم نااميدي نگارش رود فرد بر سردي نفس
نامه بر توان دانست ۞ كه نارسيده بپاي مرا جوابي هست ۞
شكر التفات زباني وشكوه فقدان عنايت دلي فرد بيرار سپاس
اداي تو دفتري دارم ۞ كه يكسر از رقم پرسش نهان خالي است ۞
در آرزوي دوست دل خود را العلاقة تعلق تسلي دادن فرد بيش
ازين كي بود اينهم التفاتي بوده است ۞ اينقدر زهر خود رنجيتها

[illegible]

محالیش هیچ ز یاد کردن اختلاط زمان وصل در ایام هجر بطریق حسرت
فردهای این بیچه که با جیب کتانش دارد بود با دامن پاکستش چه قدر با
گستاخ نشسته بمقامیکه این کس بسبب طول زمان انتظار از معاودت
قاصد مایوس شده باشد فرد قاصد من براه مرد و من ز هیجان در شمار
و سنج ز سرآوار محالیکن از تنعم و تمول بر آمده در تلاش معاش افتاده
باشد فرد دل اسباب طرب گم کرده در بند غم نان شد ز زراعت کاه دهقا
ن میشود چون باغ ویران زشت شد در موقع بیان بیمهری اقربا فرد […]
ستمهای عزیزان غالب ز رسم امید همانا ز جهان بر خیزد ز […] مستانه
درگذرش ذوق استماع پیام دوست فرد ما لذت دیدار ز پیغام گرفتیم
ز مشتاق تو دیدن ز شنیدن نشناسد ز اظهار محبت خود با دوست
باوجود بودن وی در رضاجویی غیر فرد رقیبش برده از راه وفا بنگر که در چشم
غبار راه او مژگان بر گرد دیده راه مانده ز ابراز اینمعنی که اگر کار خود برای خود
خود سرانجام داده ایم نظر به تحقیق تصدیع دوست بوده است فرد
مردن و جان تمنای شهادت دادن ز بهم زاندیشه آزردن یار
[…] ز شعری که آغاز بیان شکایت بدان توان کرد ز جوش شکوه
بیداد دوست مترسم ز مباد مهر سکوت از دهن فرو ریزد ز مناسب
حال کسیکه در ابتدای کار به نهایت هلاک رسیده باشد فرد هیچو
حسی کشش […] زجهر کتابی کند ز صورت آغاز ما معنی انجام شد
ز اظهار آماده بودن خویش بدعائی بد یا به تظلم و استغاثه فرد

برخویشتن ببخشای گفتم و گر تو دانی ۰ دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
۰ انگار ظهور اعانت و اقرار حصول مدعا محض لب لقه عنایت ازلی
فرد ممنون کاوش مژه و نیشتریم ۰ دل موج خون ز درد خداداد میزنیم ۰
در مقام شرح غم و درد و جانی است مرا غم شماری دردی بیباره
دل که ریزم از دیده فرو نیابد نفس ریز چو خاری درروی ۰ در موضع عبارات
رباعی الی تو لا شخص مردمی را چشمی ۰ سبحان الله چو آمد بینا چشمی
۰ در باب رسید نامه دوست رباعی این نامه که راحت دل ریش آورد
۰ سرمایه آبروی درویش آورد ۰ در هر بن مو دمید جانی یعنی ۰ سا
مان نثار خویش با خویش آورد ۰ انتهی و ازین آهنگ هیچ زمزمه نخیزد
۰ نخستین زمزمه بدیباچه این آهنگ روشناس ۰ دومین
زمزمه بشمار مصادر فارسی مرغوله ریز ۰ چهارمین زمزمه مصطلحا
۰ پنجمین زمزمه در لغات مزمزه قول رباعی انرا که بود درستی فرجام
۰ هم محرم خاص اید و هم مرجع عام ۰ اسا نبود لت کشش پای
قبول ۰ زنهار نگردی به نکوئی بدنام ۰ نظارگیان را نبوی تماشا
مژده که ز هر لبی توشه وادی گفتار غالب همه دیوانه همه سینا
را به فراخنای سخن که صدره پیموده اوست ناگاه یکبار معقوله
پای لنگ آمد از رده پای عزا توانا نیز نبود که در بادیه نوردی
خستم لیاسیه برخارین سینه گردی و از لقعة دلی سینه بریم
کشادی الحق آن که بدین خستگی پا از پیش رفت پایان سخن

وابستهٔ دم است می‌سنجد که تا ده روی نشستن و بطرف آن گروه طلبی
بیاز که بزیستن زمینی شود که چون ذوق می و رطل نماند هیچ گلشن را درینجا
بالیده درخاک نبود و خاکی نما نتواند که هر دیوار یه دران رنگستان برکشند
بیخش از سایهٔ خود بخاک افتد به طلبی که درین چمن آنهمه جای سنبل
و ریحان را چه روز بازار منظر دیوان را کدام باز نامه بیگانه و آشنا گرد آمد
و دانا و نادان دست بند زده و مشکین اهوان دشت از من به خمیازهٔ ذوق
کشایش کنند و من دران گوشه بیالا بردن کار این بیت لا و یا به بند
راز گوی عالم لاهوت را به و اگر به رسوایی ناموسیان چه آمیزش و
حله باف حوران معنی را به فرسوده بمطبای صورتیان چه پیوند دانش آموزی
خجسته برادر میرزا علی بخش خان بهادر بدین روزم نشناند که از میره یار
زبان و هنجار این گفتارسنجی باید راند دانش جوئی خو نکرم نیز و رمشی
راز و راز از فرسودگی در انجمن رسوا اندر کوئی بالوده مغز و مغز پالودگی
چون خوبی پیروی روان اندازه اینگار جابر شوخی اندیشه نیک کن
و تنگ آبی این رود پای فکر به آلایی فرو هیچ مرا رسد می کشیدن عنان
سرودن آزاد زیستن و حلقه بر دل زدن نه خون خوردن و
دستانی گشودن و دلتنگ بودن و به بند زبان افتادن انداز
رضاجوئی فرستیده برادر در گیرنده افسونی بود که نادر کار من کردند
یا ساد توانائین رقمی از من بروند و زبانم را تنها خوشش گفتار شنوند
و ماندگی تبار نیاز زده بنا له کردی بیالد که از پیش روان به پویشی

پرده به بخشش قدمگاه پس روان روی آورد هرچند که غمخواری لسان
قافله دوستی کام پس از عشق تو از رده پایان را پرسیدن کاهش ما
رهروی بار نیارد لیکن چون در دستگاه روش مهر و جهانتابست که
چون منشش را کوشش ببالیدی خود را بوی همسر گرفتی داوون بوی
ایست غم اندازم که ناچار درین رفتار به تنگ همدوشی عطارد کردن
باید نهاد بی بی این نه جای دلتنگ است بجوانمردی یاد نکردم اگر شاد
نگردم ناسزا اگر شمه که محبت بر من گماشت هم بهین خواهش برادر روا
گرفت و هم درین آرزوی عطارد برامد خودستای پیشکش پارسی
امروزی ایست که آنرا پاره پاره توانکرد هرپاره را بقاعده از قواعد
عربی دوخت زبانی است باستانی و گفتاریست خسروانی تا در آن
هنگام این را از امور کار یکدام کرشمه فرامیگرفته تو هر بیدای این
رایکدام ترازو می سنجیدند بلکه فرمانروای آن پارش را دبیرستان نبود
وان قلم و دبستانها نداشت و دران فرخنده کشور پژوهشگان نبودند
دانش و داد را ازین فرخنده گیتی خدایان نام برامد و بزم و رزم
ازجهان پهلوانان آرایش گرفت چون این همه بود و تازی زبان
نبود این چنین کارهای نمایان چگونه ساخته میشد و این سترگ نتیجا
بکدام گفتار روای میبافت نظم گهر از رایت شاهان عجم نیز
چیده نشد بعوض خامه گنجینه فشانم داده نه هرچه انوشتگیه پارسی نه
یغما بردند تا نیاز هم ازانچه زبانم دادند اگر گویند اندرین رد در کلام

بدین شیوه ساختن و سیمای گفتگو هم بدین نمود را افروختن دارد
گوییم فرهنگ نگاران سودمند نامها نوشته و دلنشین ایشان باز نموده اند
مرا چه بران دارد که بیهوده سخن دراز کنم و خوشم تا خویشتن پرده انسار کنم
اگر با این نگارش سرفرود آرم و آموزش از آنچه در ظلمت بردن زنم
حسب و کنار درز کار از گزارای شهسوار بیرون شود فرهنگ نامهای کهن بشویند
و نوشته مرا بر دیده و دل نویسند و عدده با تیز بنده را از چرا نیقدر نیست که
درین اینک که بحیز صریر است از کلک غالبی مصدری چند و لغتی چند برو
هم نهم تا گنجور این گنجینه یعنی نگه دارنده این سفینه بمشابه دادای بکار
یا لوده گویان به شگافت راز نسفید و به خرام خامه که بیان آلوده
بیانان کج رود فریب نخورد لیکن چون در سرآغاز هر سخن از گشودن
فهرست آن چون گزیر نیست پیش از شماره مصادر خلاف عادت
خویشتن نحوی می آرم و تا گره در کره نشود سخن لخت لخت میگزارم
وانمود همگی قواعد را ضامن نیم و نیز التزام آن نکرده که هیچ مصدر و
مصطلح و لغت ناگفته نماند من خود آنچه مرا بر سر بالستی بر قلم
می سپرم نه آنی که درین خریده مذکور نگردد از کهن خریده ها جویند
و هر مصدر یکه درین صحیفه پیدای ندارد چون بشنود هم بدین نمودار
با پاره پاره بشمرند یارب نگارنده از زبان خرده گیران رستگار
و آموزنده از نهال آگهی برخوردار باد زمزمه دوم بدان ای هوشمند
دانش خداوند که ما اندرین زمزمه صرف پارسی را شش دستور

شرح میکنم و دانستن مجموع افعال و اسما را وابسته بدان میدانیم
و آن پیشش دستور که اندیشه را بدان توان آویخت مصدر است
و ماضی و مفعول و مضارع و فاعل و امر این تقدیم و تاخیر که در گزارش
بکار رفت از بهر آنست که همه از یکدیگر بدین روش پدید می آید و باید
را جدا جدا باز گوئیم و هر نمودار به نکته تعبیر کنیم تا فصلی در میان آن و ضبط
آن در خیال آسان باشد نکته مصدر حقیقی است ساری در جمیع
افعال و اسما آن افعال خود از وی بوجود آید و اسما را جز به بستگی
پیوند چیزی از اجزای و استواری نبود و آخر مجموع مصادر در کار
نون است و پیش از نونهای مصدری یا دال است یا تا چون کردن
و گفتن نکته چون نون که لازمه ذات مصدر است از مصدر بر افکنند
صیغه ماضی پدید آید لاجرم آخر صیغه ماضی ماند قبل نونهای مصدر
یا دال است یا تا چون کرد از کردن و گفت از گفتن نکته چون
نون که لازمه ذات مصدر ماضی را شایستگی آن داده اند که چون
حرف آخر آنرا که یا دال است یا تا حرکت دهند و بهای هنوز
بربندند اسم مفعول پیدا گرد چون کرده از کرد و گفته از گفت
نکته مضارع در گران مایه گی پایه کم از مصدر نباید و همچون
مصدر وجوب ذاتی دارد و خود منشاء پیدای فراوان اسمات
و آخر هر مضارع جز دال نیست چون کند و گوید نکته اسم فاعل
از نقش مضارع منتج شود روش آن است که حرفی را که بدال

بدال اسم کرده

پیوسته است از کلمه سند و بحرکت کسری به نون زنند چون ان بنا کن خواهد
بود دال را که در حالت مضارعیت ارمیده بود بحرکت فتحی جنبش داده بیای
هوز بدو زنند چون کننده از کند و گوینده از گویند نکته امر از مضارع میزاید و قاعده
ان بر افکندن دال است و بس چون کن از کند و گوی از گویند و همدرین
نکته بخاطر باید داشت که هر امر که اخر ان مبنی بر یای تحتانی باشد تلفظ ان
بی تحتانی نیز مسموع است چنانچه گوئی که گو نیز میتوان بود نکته مصدر تا بر حالت
خود است هیچ معنی دیگر ندید لیکن چون بای معروف اخر آن در ارند
معنی لیاقت پیدا میکند چون گفتنی بمعنی درخور گفتن و کردنی بمعنی سزاوار
کردن نکته ماضی را استعداد انست که بی امیزش حرفی دیگر دم از معنی
مصدری زند چون کرد بمعنی کردار و گفت بمعنی گفتار نکته اسم مفعول بمعنی
ماضی صرف نیز بکار رود چون بمعنی کرد و گفت و بمعنی تجاوز از فعلی
به فعلی نیز اید نکته مضارع نیز چون مصدر تا بصورت اصلی خود است
بمعنی خاص خود اید لیکن چون آلفی در میانه ان در ارند مدغا یه تمام
برادر چون کنادا از کند لیکن این قاعده بر مجموع مضارع جاری نتوان
کرد الا انچه مسموع باشد نکته اسم فاعل یعنی کننده و گوینده
همواره بجا است خویشتن باشد و هیچ عارضه متغیر نگردد و معنی دیگر ندید
نکته امر هم بصورت خویشتن افاده معنی مصدری کند چون سوز
بمعنی سوختن و گداز بمعنی گداختن لیکن این حکم نیز اکثریه است نه کلیه
نکته همین امر است که چون اخر انرا بحرکت کسره به پیوند شین ارامش

دهند معني مصدر چه نمود از اين همين لفظ از امثش است که درين
عبارت بر زبان قلم رفت ليکن اين نيز اکثريه نه کليه نکته همين امر است
که چون آخر اين را با الف ربط دهند يد عوي فاعليت کردن افزايد
و اين نيز اکثريه است نه کليه نکته همين امر است که چون اسمي در
اول ان درارند مفيد معني فاعليت گردد چون کارکن و سخنگوئي نکته
برخي از مصادر است که انرا مضارع انيست و همچنين قليلي از مصادر است
که از لفظ مضارع ان مصدري ديگر منخيزد همدرين نکته بتعمير بايد گرفت
که مفيد بهما رعي را جزان مضارع که اين مصدر از وي بوجود آماده است
مضارعي ديگر نمياشد نکته چند از مصادر را اقتضائي ان هست که هم معني
فعل لازمي دهد و هم معني فعل متعدي و همدرين نکته بدين ضابطه استنا
توان شد که چون خواهند فعل لازمي را متعدي کنند بايد که مصدري
از مضارع برارند و الف و نون درميانه ان نيفزايند تا لازمي متعدي
گردد ليکن زنهار مصدر اصلي را تابع اين حکم نشا بسند چه ساختن
فعل متعدي از مصادر مضارعي مسموع است نه از مصادر اصلي نکته
نون از براي نهي است در اول هر مصدر و ماضي و مضارع ليکن اگر بهر
صيغه امر خواهي به الفراد باشد خواهي بجمع ميم مستعمل است نه نون
چنانکه مکن و مکنيد مگو و مگوئيد نکته استعمال هر صيغه از ماضي و مضا
رع و امر با اوردن باي زائده در اول ان رواست ليکن مصدر ازين
حکم مستثني است و آوردن باي زائده در اول مصدر جز بضرورت شعر

روا نیست چنانکه در بیت اول این رباعی فردمن عهد تو سخت کرت میدانستم
نشکستن ان دیدست میدانستیم گفتن این بائی زائد را خصوصًا با صیغه ای
امر پیوند لیست بسیار محکم بلکه برخی از صیغه های امر را بسبب کثرت استعمال
بمعنی مصدری صورت اسم جامد یافته اند آوردن انها بمعنی امر بلی اضافه
بای زایده مخل معنی است چنانکه بترس که صیغه امر است از ترسیدن
وارام که صیغه امر است از ارامیدن بمعنی امر خبر بای زائده نیارند یعنی
بترس و بیارام نکته الف ممدوده در فارسی بجای دو الف است پس
هرگاه بای زائده در اول مضارع یا امر در ارند که ابتدای او بالف ممدوده
باشد لاجرم الف اول را به یا بدل کنند و مثال آن لفظ بیارام است چنانکه
گفته شد نکته قاعده ایست که انرا التفریش نامند بنای ان بران است که
مصدری از مصادر عربی بگیرند و انرا به تصریف پارسی پاره پاره نمایند
چنانکه از طلب طلبیدن واز فهم فهمیدن و از طلوع طلوعیدن و از بلع
بلعیدن ما اینچنین مصادر را بشمار مصادر جا نخواهیم داد نکته اکنون
انچه از مصادر در حافظه موجود است ان را پاره پاره بشنوید
چنانکه بعنوان نامه گفتیم مینویسیم و اگر ان بحث خصوصیتی دارد ان
خصوصیت را در تحت ان بحث بیان میکنیم ورنه همچنان میگذاریم
۞ آمد لیس ما سوی هوش زمزمه سویم آمدن آمد آمده ۞ آید آینده آی ۞
آوردن آورد آورده آرد آرنده از نهفته مباد که مصادر
ونحوی که متعلق باو است با اضافه واو نیز اید اورد بحرکت را آورده

اورد :: آموردن آمود آمود آمود آماید آماینده اماي :: ایستادن
ایستاد ایستاده ایستد ایستنده ایست استکار باد که سرا امر
این بحث بحذف یای تحتانی نیز آید یعنی استادن و حذف الف نیز
رواست یعنی ستادن :: افراختن افراخت افراخته بجای خای معجمه شین
نیز آید یعنی افراشتن افراشت افراشته بحث مضارع در هر دو صورت
:: افراز افرازند افرازنده افراز سر ابحث بحذف الف نیز مسموع است
:: آشفتن آشفت آشفته آشوبد آشوبنده آشوب :: آغشتن
آغشت آغشته مضارع این مسموع نیست :: آگندن آگند آگنده این را
مضارع نباشد :: آرامیدن آرامید آرامیده :: آرامد آرامنده آرام
بحسب مضارع بحذف الف نیز آمد و حذف الف
در مضارع روا نیست :: آفریدن آفرید آفریده آفریند آفریننده آفرین
:: آرزیدن آرزید آرزیده آرزد آرزنده آرز :: آشامیدن آشامید
آشامیده :: آشامد آشامنده آشام :: آراستن آراست آراسته آرا
آراینده آرای :: آلودن آلود آلوده آلاید آلاینده آلای :: آسودن
آسود آسوده آساید آساینده آسای :: اندوختن اندوخت اندوخته اندوزد
اندوزنده اندوز :: اندودن اندود اندوده انداید انداینده
اندای :: آختن آخت آخته این را مضارع نباشد :: آهختن آهخت
و آهخته نیز گویند :: الفختن بفای مضموم الفخت الفخته الفخد
بفای مفتوح الفخند و الفنج معلوم باد که از الفخد که مضارع است

الفخند الفخنده

الفنجیدن ایذ نیز می آید؛ انگیختن انگیخت انگیخته انگیزد انگیزنده انگیزه؛ آموختن
هم لازمی وهم متعدی؛ آموختن آموخت آموخته آموزد آموزنده آموزش؛ افسردن
افسرد افسرده افسرده بحرکت سین فاعل وامر مسموع نیست واین بحث
بحذف الف نیز آید؛ افزودن افزود افزوده افزاید افزاینده افزای سر امر
بحذف الف نیز جایز؛ افکندن افکند افکنده افکند بحرکت کاف افکننده
افکن سر امر بحذف الف نیز مسموع؛ افتادن افتاد افتاده افتد افتنده
اوفت فاعل این مسموع نه اما وجهش این بوده باشد که افتادن فعل
اضطراریست نه اختیاری؛ دیگر باید دانست که این بحث بحذف دال نیز آید یعنی
افتادن بلکه بحذف الف نیز رواست یعنی فتادن؛ افشردن افشرد
افشرده افشرد بحرکت شین ومضارع باضافه الف نیز یعنی افشارد
وفاعل وامر ازین مضارع استخراج نمایند افشارنده افشار سر امر این
بحث بحذف الف نیز آید؛ افروختن افروخت افروخته افروزد افروزنده
افروز بحث مضارع بحذف الف نیز آید لیکن در بحث مصدر حذف الف
نتوان کرد چه اندران صورت افروختن وافروخت فروختن وفروخت
میگردد وان بحثی است جداگانه؛ بودن بود بوده بود بحرکت واو چون
ازین مضارع استخراج فاعل وامر نخواستند این مصدر را مضارعی
دیگر دادند وفاعل وامر ازان برکشیدند باشد باشنده باش؛ برشتن
بیاورای مکسور برشت برشته این مضارع نباشد؛ بایستن بایست
باید بایسته مضارع این را فاعل وامر نباشد؛ یافتن یافت یافته

یافد یافتنده یاف :: بستن بست بسته بندد بندنده بند فاعل این
در عبارت بکار نمیرود :: بالیدن بالید بالیده بالد بالنده بال :: پوشیدن
پوشید پوشیده پوشد پوشنده پوش و این بدو معنی است و فاعل آن
بمعنی دوم رسم نیست :: باختن باخت باخته بازد بازنده باز :: بردن
برد برده برد بحرکت فتحی را برنده :: بریدن برید بریده برد برای مفهوم برنده
بر و این بحث به تشدید رای بیز آید :: پختن پخت پخته پزد پزنده پز :: پالودن
بمعنی گذراندن چیزهای خشک است از پارچه مثل آرد و غیره :: پالودن
پالود پالوده پالاید پالاینده پالای این بمعنی گذراندن سایلات
است از پارچه مثل آب و شراب :: پاشیدن پاشید پاشیده پاشد پاشنده
پاش :: پرداختن پرداخت پرداخته پردازد پردازنده پرداز :: پوییدن
پویید پوییده پوید پوینده پوی :: پیراستن پیراست پیراسته پیراید
پیراینده پیرای :: پژوهیدن پژوهید پژوهیده پژوهد پژوهنده پژوه :: پریدن
پرید پریده پرد پرنده پر :: پیمودن پیمود پیموده پیماید پیماینده پیمای ::
پیوستن پیوست پیوسته پیوندد و فاعل این از آنجا که تلفظ این
تنافری دارد مسموع نیست پیوند امر :: پذیرفتن پذیرفت پذیرفته پذیرد
پذیرنده پذیر :: پوشتن این بذال بدانست نامه نگار خطاست :: پخستن
پخست پخسته پخسد پخسنده :: پوشیدن هم لازمی و هم متعدی پوشید پوشیده
پوشد پوشنده پوش :: تپیدن تپید تپیده تپد تپنده تپ امر این بمعنی
حقیقی مسموع نیست و نوشتن این لطای خطی خطا است :: تراشیدن

ترازید ترازیده ترازد ترازنده تراز املای این لغات بطای حطی جایز نیست
؛ تاختن تاخت تاخته تازد تازنده تازنه ؛ تافتن تافت تافته تابد تابنده
تاب تابیدن مصدر مصارعی ؛ توختن توخت توخته توزد توزنده توز
جنبیدن جنبید جنبیده جنبد جنبنده جنبته ؛ جستن بجیم مفتوح جست جسته جهد
جهنده جه ؛ جستن بجیم مضموم جست جسته جوید جوینده جوی ؛ چسپیدن
بجیم مفتوح فارسی چسپید چسپیده چسپد چسپنده چسپ ؛ چیدن چید چیده
چیند چیننده چین ؛ چمیدن چمید چمیده چمد چمنده چم ؛ خفتن خفت خفته خسپد
خسپنده خسپ ؛ خسپیدن مصدر مصارع مصارع و اینکه خوابیدن مرجعی
دارد اصل نیست که خواب اسم جامد لیست در پارسی بمعنی نوم وانرا اکثر
گردانیده اند و اینچنین در پارسی بسیار است اما اینکه قبله اہل سخن حضرت
سعدی شیرازی در بوستان میفرمایند فرو شستر بچه بابا درخوابش گفت
پس از رفتن آخر زمانی بخفت ؛ ازینجا لازم کرده میشود که مگر مضارع
خفتن خفتند خواهد بود که سیح امرانرا بخفت استعمال کرده سخن این است
که این از بہر ضرورت قافیه شعر است ورنه ماضی و امر بیک صورت
نمیتواند بود ؛ خوردن بواو معدوله خورد خورده خورد بجزلت را خورنده
خور امر این باضافه الف نیز اید ؛ خاریدن واو خارید خاریده خارد خارنده
خار ؛ خواندن خواند خوانده خواند بجزلت نون خواننده خوان ؛ خواستن
بواو معدوله خواست خواسته خواهد خواهنده خواه ؛ خاستن بی واو
خاست خاسته خیزد خیزنده خیز ؛ خستن خست خسته این را مضارع

بنود خریدن خرید خرنده خرد خرنده خریده؛ دانستن دانست دانسته
داند داننده دان؛ دیدن دید دیده بیند بیننده بین؛ دمیدن دمید
دمیده دمد دمنده دم؛ دوختن دوخت دوخته دوزد دوزنده
دوز؛ داشتن داشت داشته دارد دارنده دار؛ دویدن دوید
دویده دود دونده دو؛ درودن بفتح دال وضم را درود دروده
درود بکسر دال وفتح را و واو درونده درو؛ دوشیدن دوشید
دوشید دوشد دوشنده دوش؛ دادن داد داده دهد دهنده
ده؛ رشتن بکسر را رشت رشته رشد رشنده ریش؛ رفتن بضم
را رفت رفته روید روبنده روب؛ رفتن بفتح را رفت رفته رود
رونده رو؛ رخشیدن رخشید رخشیده رخشد رخشنده رخش
واین بحث باضافه دال نیز بمعنی آمده درخشیدن؛ ریختن لازم
هم متعدی ریخت ریخته ریزد ریزنده ریز؛ رستن بضم را رست رسته
روید روینده روی؛ روئیدن مصدر مضارع؛ راندن راند رانده
راند بحرکت نون راننده ران؛ رمیدن رمید رمیده رمد رمنده رم
رسیدن رسید رسیده رسد رسنده رس؛ رسانیدن متعدی
رسانیدن نیز؛ زدن زد زده زند زننده زن؛ زدودن زدود
زدوده زداید زداینده زدای؛ زیستن زیست زیسته زید زیده
زی؛ سفتن سفت سفته این بحث را مضارع نیست؛ سنجیدن
بضم سین سنخت سنخته سنجد سنجیده سنج سنجیدن مصدر مضارع

سرشتن سرشت

سرشتن سرشت سرشته این بحث هم از مضارع خالیست ۞ سرو
دن سرود سروده سراید سراینده سرای ۞ ساختن لازمی و متعدی
ساخت ساخته سازد سازنده ساز ۞ سوختن لازمی متعدی
سوخت سوخته سوزد سوزنده سوز ۞ سودن سود سوده ساید
ساینده سای ۞ سپردن سپرد سپرده سپارد سپارنده
سپار بحث مضارع بحذف الف نیز آید ۞ ستدن ستد ستده ستاند ستاننده
ستان ۞ سگالیدن سگالید سگالیده سگالد سگالنده سگال ۞ سپوختن سپوخت
سپوخته سپوزد سپوزنده سپوز ۞ سکفتن سکفت سکفته مضارع ندارد ۞
شکافتن شکافت شکافته شکافد شکافنده شکاف ۞ شکستن لازمی متعدی
شکست شکسته شکند شکننده شکن ۞ شمردن شمرد شمرده شمارد شمارنده
شمار بحث مضارع بحذف الف نیز آید ۞ شتافتن شتافت شتافته شتابد شتابنده
شتاب ۞ شناختن شناخت شناخته شناسد شناسنده شناس ۞ شنفتن
شنفت شنفته این را مضارع نباشد ۞ شنیدن شنید شنیده این بحث مضارع
بواو نیز آید و درانحالت نون مضموم گردد شنودن شنود شنوده مضارع
هر دو یکیست شنود بکسر شین و فتح نون و فتح واو شنونده شنو ۞
غنودن غنود غنوده غنود غنونده غنو ۞ غلتیدن غلتید غلتیده غلتد
غلتنده غلت ۞ آشکار باد که نوشتن این بطای حطی غلط است بلکه چون این
را بطای حطی نویسند خود بصورت غلطیدن میشود بمعنی غلط کردن ۞ فرمودن
فرمود فرموده فرماید فرماینده فرمای ۞ فرسودن فرسود فرسوده فرساید

فرساینده فرسای فرستادن فرستاد فرستاده فرستد فرستنده
فرست و این مضارع را فرستاید نیز گویند لاجرم فاعل فرستاینده و امر فرستای
نیز خواهد بود لیکن الاول افصح ته کاشتن کاشت کاشته کارد کارنده کار
بحث مصدری بحذف الف نیز آید ته کشتن بکسر کاف و کشت و کشته لیکن
بحث مضارعی در هر حال بحال خود باشد ته کشتن بکاف مضموم کشت کشته
کشد کشنده کش ته کشیدن کشید کشیده کشد کشنده کش ته کوفتن کوفت
کوفته کوبد کوبنده کوب ته کافتن کافت کافته کاود کاونده کاو ته کاستن
کاست کاسته کاهد کاهنده کاه ته مصدر مضارعی کاهیدن ته گزیدن بفتح کاف
فارسی گزید گزیده گزد گزنده گز گزیدن بکاف فارسی مضموم گزید گزیده
گزیند گزینده گزین ته گستردن گسترد گسترده گسترد بتای مضموم و رای
مفتوح گسترنده گستر ته گماشتن گماشت گمارد گمارنده گمار ته گزاشتن گز
گزاشته گزارد گزارنده گزار ته گراشتن گراشت گراشته گرارد گرارنده گرار باعتقاد
نامه نگار نگاشتن این هر دو بحث برای هنوز رواست و به ذال خطاست
گسستن گسست گسسته گسیختن گسیخت گسیخته مضارع این هر دو بحث
گسلد گسلنده گسل ته گشتن بکاف فارسی مفتوح گشت گشته گردد گردنده گرد
گرد ته مصدر مضارعی گردیدن متعدی گردانیدن و باضافه یا نیز آید یعنی
گردانیدن ته لغزیدن لغزید لغزیده لغزد لغزنده لغز ته لرزیدن لرزید لرزیده
لرزد لرزنده لرز ته لیسیدن لیسید لیسیده لیسد لیسنده لیس ته لاییدن لایید
لاییده لاید لاینده لای ته مردن مرد مرده میرد میرنده میر ته موییدن

موید مویده

موید موییده موید موینده موی :: مالستن مالست مالسته مالد مالنده
مال :: ملیدن ملید ملیده ملد ملنده مل :: نواختن نواخت نواخته نوازد نوازنده
نواز :: نهفتن نهفت نهفته و این را مضارع نباشد :: نگاشتن نگاشت
نگاشته نگارد نگارنده نگار :: نهادن نهاد نهاده نهد نهند نهنده نه ::
نشستن نشست نشسته نشیند نشیننده نشین :: نشاندن متعدی و
نشانیدن نیز :: نوشتن بفتح واو نوشت نوشته نوردد نوردنده نورد
مصدر مضارعی نوردیدن :: نوشتن بکسر واو نوشت نوشته نویسد نویسنده
نویس در بحث مصدری بجای واو یا نیز آید یعنی نبشتن :: وزیدن وزید
وزیده وزد وزنده وزه :: ورزیدن ورزید ورزیده ورزد ورزنده ورز
هشتن بکسر های هوز هشت هشته هلد هلنده هل :: یافتن یافت یافته
یابد یابنده یاب :: اندکسته [?] دانش امور را بدین سکوت استواری
باد که شماره مصادر هر لفظ یاب که دعای است جامع مختصر بپایان
رسید بعد ازین سخن در مصطلحات میرود و درین فصل رعایت حروف
تهجی منظور نکرده ایم تا سخن دراز نشود :: رشته یا تاب بر ریسمان بستن و [illegible]
بیکار ماندن [?] توختن :: واپس سر و توختن :: اشاره بیتقدیم کاری ناسودمند
اشک از چشم پریدن :: چراغ از چشم جستن :: عبارت از حالتی است
که وقت رسیدن صدمه قوی بر دماغ رود :: جامه کرباس [?] تنگ بمعنی مردن
آستین افشاندن عبارت از ترک و تجرید :: مشوره با کلاه [?] نیکردن [?]
نیز عبارت از ترک و تجرید و نزد بعضی کنایه از کمال حزم و احتیاط

والاول اصح آبی شدن کار بمعنی تباه شدن کار. دست و دهن آب
کشیدن یعنی شستن دست و روی. رو ساختن یعنی شرمنده شدن.
بخته بر روی کار افتادن. و پرده از روی کار افتادن بمعنی ظاهر شدن
امری پوشیده. کار از پیش دندان کردن. پی کور کردن بکاف تازی مرادف
پی گم کردن. سر کردن چراغ بمعنی افروختن چراغ. سر چراغ قلندن بمعنی گل
گرفتن چراغ. چشم روشنی بمعنی تهنیت. بالاخوانی خود را افزون تر از اندازه
ستودن. بچهره بسته شدن و ظرف شدن. بمعنی قابل شدن. دشنه در جگر
شکستن و آینه در جگر شکستن. و نشتر به پیرهن افتادن. و خار به پیرهن
ریختن. و نعل در آتش نهادن. همه بمعنی بیقرار کردن. گل کردن بمعنی
ظاهر شدن. چشم تحریری سیاه کردن بمعنی طمع کردن. در آن چیز
دامن بدندان گرفتن. تجرد کردن و آماده گریز شدن. خس بدندان
گرفتن بمعنی زنهار خواستن. پای خالی کردن بمعنی بسعر رفتن بجرا
رسیدن بمعنی توانگر شدن. کفن پاره کردن یعنی از مرض مهلک
و حادثه سخت نجات یافتن. پشت چشم نازک کردن یعنی از رنجه
شدن از راه ناز. لب به زلف سخن گفتن. یعنی بنیاد و بکر حرف زدن
گردن نهادن. بسر نهادن بمعنی اطاعت کردن. بگردن گشیدن
و پیچیدن و سر کشیدن و پیچیدن بمعنی نافرمانی. شکوفه کردن
یعنی قی کردن. نیش زدن. بمعنی خموشیدن. تن در دادن بمعنی
رضامند شدن. گوش داشتن بمعنی نگاه داشتن. پای از

پی زدن

پیش رفتن انتظام و باطل شدن کیست ؛ دست بهم دادن ؛ بمعنی میسر آمدن
؛ پوستین افتادن بمعنی غیبت کردن ؛ دست بند زدن بمعنی فراهم آمدن
کردی از انسان خواه از حیوان ؛ دامن زیر سنگ آمدن . و دامن کوه
آمدن ؛ عبارت از درمانده شدن و عاجز شدن ؛ آسمان با بر دوسیدن
کنایه از انکار وجود بدیهی ؛ بر شکستن محفل ؛ عبارت از پراکنده شدن مردم آن
مجمع ؛ بر خود بالیدن کنایه از ناز کردن . و فخر کردن . و در آب و آتش بودن
اشاره بافراط رحمت و رنج ؛ در خود فرو رفتن ؛ و بخود فرو رفتن بمعنی متفکر و متحیر بودن
؛ دست زیر زنخ داشتن . و دست ستون زنخ کشتن ؛ اشاره بحالت تحیر و
سکوت است ؛ نان بر روغن افتادن . عبارت از فراهم آمدن اسباب مراد
. انگشت بحرف نهادن ؛ بمعنی اعتراض کردن بر کلام ؛ آب بر دست کسی ریختن
کنایه از خدمت آن شخص کردن ؛ پشت درمیان دادن عبارت از وعده کردن
خواهی وعده یکروز کردن خواهی زیاده ؛ کاسه گرداندن کنایه از دریوزه
گری ؛ و گدا را کاسه کردن ناامید ؛ جامه کاغذی پوشیدن عبارت از
استغاثه و داد خواهی ؛ مشعل بکف گرفتن نیز بدین معنی اید ؛ و جامه سرخ بر
چوب کردن نیز ازین عالم است ؛ بخچه گل کردن عبارت از ظاهر شدن
راز ؛ قطره زدن اشارت است به شتاب رفتن ؛ کلاغ کرفتن عبارت از
تمسخر و استهزا ؛ کلاه انداختن ؛ و کلاه بر انداختن ؛ و کلاه گوشه باسمان
سودن عبارت از شاد شدن و شوق کردن ؛ آستان برخاستن
عبارت از ویران شدن خانه ؛ آب تاختن بمعنی بول کردن ؛ آسمان

سوراخ شدن کنایه از تواتر نزول بلا بمملکت بر آتش فکندن بمعنی شور و غوغا
کردن بمعز در سر کردن عبارت از خاموش شدن بسلک بستن آردن
عبارت از فروتنی و ترک دعوی است: برکت شدن بفتح با و فتح را
فتح کاف بمعنی تمام شدن آید: خط بر بینی کشیدن: عبارت است از آنکه
اقرار بعجز خود کنند خط کشیدن مطلق بمعنی باطل کردن و محو کردن چیزی آنرا
قلم کشیدن نیز گویند: بنعل و آزون زدن عبارت است از آنکه وضعی و تشویش
پیش آید که مقصود بر مردم پوشیده ماند: در پس زانو نشستن مراقبه
را گویند تلمذ و استفاده را نیز: در خط شدن عبارت از شرمنده شدن و درهم
گشتن دست یافتن بمعنی غالب آمدن: زمزمه پنجم در لغات یعنی اسماء
مفرده فارسی وجستو: بواو مفتوح بجا زده و سین مضموم و واو معروف
بمعنی ایلچی عموماً و بمعنی پیغمبر خصوصاً: ارج بمعنی قدر و قیمت آید و ازین مرکب
ارجمند بمعنی صاحب ارج چه مند افاده معنی صاحبی میکند: امیعی بفتح الف
و کسر میم و بای معروف بمعنی حقیقی: ترم به نون و رای فارسی بمعنی رطوبتی
که در سحرهای زمستان از هوا ریزد و تیرگی در جهان پدید آید و آنرا ابدی
که گویند بکاف مضموم و های مضموم بر ازده: امشاسپند بمعنی فرشته رحمت
است و بتوران اجمود عبارت از درجه عمارت: اسپنید و سپهبد بحذف
الف سردار سپاه را گویند و مجازاً نفس ناطقه را نیز نامند: الکاره بفتح
ناتمام را گویند و الزابی رنگ نیز گویند و کرده بفتح کاف فارسی نیز خوانند
و بهندی خاگا گو گویند: ابر بتوران قبرا قراری که آتش بدان کشند

وانزالیند

ازا بهندی وسینا نامند آزند بالف ممدوده وزای فارسی مفتوح بهندی
کازه خوانند بکاف فارسی ؛ آبنوبه بوزن منصوبه بوله را نامند که هندی ان
ڈوٹی است ؛ بستو بمعنی اقرار کننده وجستو بجا نیز آیند ؛ شکنج بنون مکسوره
شین زده وکاف تازی مفتوح بنون زده ؛ نوشت کبیر ناخن گرفتن که هند
ان جنگلی است ؛ جلیسه بجیم فارسی مفتوح بکاف پیوسته وسین مفتوح بهارده
کاغذ زده بجیده که ازا بهندی پٹریا گویند ؛ جلیب بجیم فارسی مفتوح امراست از جلید
وبمعنی قباله نیز آید وقفا سر را نیز نامید جلیب بجیم فارسی هندی آن جنج
است واز الفارسی جلال نیز گویند ؛ جلب بجیم عربی زن بدکاره را گویند
اجل بجیم مضموم عربی حنا وهندی ڈگار واسم دیگر آروغ ره اود وارمغان
ولور نان ولورنان بمعنی سوغات ارنگ بمعنی مرقع تصویر ارژنگ نام
نقاس آرنگ شکنی که بر روی رفتند وبهندی جهری گونک بمعنی ریسمان
کشقف آویزند وبهندی چهینکا خوانند ؛ اورنگ بالف مفتوح بواو
پیوسته وراي مفتوح بکاف فارسی زده بمعنی ریسمانیست که ازا بشنقق یا
شاخ درخت بندند وپا بران گذارند وبهوا آیند وروند وبهندی جهولا نامند ؛
ارج عربی تولول وبهندی مسه ؛ البستن والبستی باضافه یای تحتانی بمعنی زن
حامله مخفی نماند که آبستن مصدر انیست که آبست ماضی والبسته معقول ان تواند
تواند بود بلکه اسمی است جامد ولغتی است غیر منصرف ؛ باعوش بعین مضموم
وواو مجهول بمعنی غوطه ؛ داوح بمعنی افسوس ؛ الدش بالف ودال مکسور دوتخمه
خوایی انسان وخوایی که ازا مجنس گویند ؛ جانه بمعنی استخوان زیر بخته بالا

ما نر است از پا بودن و است کوتل را گویند پالنگ مخفف پالاهنگ یعنی کمند
است کوتل و این اسم ریسمانیست که آنرا بهندی پاگدّور نامند؛ اشتغر بوزن آستر
اسم جانوریست خار دار که بهندی سیه گفته شود؛ بیرحی بوزن دربی بمعنی صدقه
و قربان؛ کیفر بکاف مفتوح و فای مفتوح بمعنی سزای کردار آید و آنرا باد
افراه و باد افره نیز گویند؛ پاداش بمعنی جزای عمل نیک آید؛ بادفره و بادفرا اسم
جرمی بدوزر که ریسمانی دران انداخته بگردانند و بهندی آن پهرکی است؛ بند بار
بمعنی رسن بار و ریسمان بار و آنرا بهندی نٹ گویند؛ بیاره ببا مفتوحه آن رز
بندگی را گویند که بار قش افراشته بنود مثل خربزه و خیار و کدو و بهندی آنرا بیل
گویند بیای مکسوره؛ پاهنگ بهای مفتوح اسم دیگر آن پای افزار عبارت از کفش پا
؛ پیغاره بپای فارسی مکسوره یعنی طعنه پیغوله بپای فارسی مفتوح بمعنی گوشه آ
نیز آید؛ کریوه بکاف مفتوح و راء مکسوره و یای مجهول اسم بلندی که صحرا باشد یعنی
پشته و تل بفتح تای قرشت؛ پردازخانه تالستالی هوادار نیست بیای مکسوره
عربی سویق و هندی ستو و ان اردیست بریان؛ پایاب معروف و معنی طاقت
و مقدور؛ پرستوک بپای فارسی مفتوحه و رای مفتوح و پرستک بحذف واو نیز
اسم ابابیل است؛ دیازاج و آنرا پیش نشین نیز گویند بهندی آن ادای خیالی؛
پاساد بمعنی حفظ وضع؛ پله بپای مفتوحه و لام مفتوحه بهندی پیوسی چادرش بهندی
پاجر از رت بضم را بهندی چوار شاحل بجای مضموم هندی از مرثه تالب رهندی جهرو
تیر بوزن فقر و تیره بوزن فقیر تیره بوزن تبره بمعنی طبل و کوس؛ تندر بتای
مضموم و دال مفتوحه عربی رعد؛ بترخان لسکلا از پادشاه در آمد شد اجازت

بلا قید داشته باشد چپش بفتح جیم و بای فارسی مضموم گوسپند یکساله گویند جابمعنی
غزل زده مراد دال مفتوحه بمعنی صف آید نالو بنون مضموم زمزمه ایست از بهر خوابانیدن اطفال
و بهندی ان لوری در بدال بکسور رقعه را گویند داس بهندی آن درانتی کلنه بکاف و لام مفتوح
هندی بهاوڑا غیته بهندی بسولا مندل هندی بلباوج رعنک عربی فواق هندی هچکی سبید آن
هندی رائی سامالجه گوشتی است سرزنا نرا که هندی آن انگیا است شار بمعنی عمارت
وازین مرکب است شارستان و شاسان مخفف آنست تیر شک بیای فارسی بکسور بمعنی
طبیعت اداک بمعنی جزیره آداش بمعنی همنام که عربی ان سمی آسا صیغه امر است از آسودن بمعنی
تمکین و قار دبه و بمعنی مانند آید و فازه را نیز گویند که هندی آن جمائی است ارک بالف مفتوح
قلعه کوچکی که در میان قلعه باشد آسیاغه بمعنی دو زن که یک شوهر داشته باشند و انرا
سوت و سوکن مانند اندروا بمعنی سرگون و درروا نیز مستعمل است بکر سفرشت الوار بفتح الف
سفر روز نوا بمعنی آواز و ام بمعنی توشه و هم بمعنی اول میا بمعنی جد و پدر و انیاکان جمع ان
لاد اسم دیوار ماه پروین اسم جدار باخه اسم لشنف و انرا خشک پشت نیز گویند کنان بفتح
کاف مرسی که آنرا بعربی زحیر گویند کناغ بکاف مضموم بمعنی پیته و جیراکاه ثمن بوزن چمن
بمعنی بت ترست ترس تبای مضموم اسم سیر شفشاهنک و شفشاهنج شخنه پولاد مستک که تار
های زر و سیم بدان درکشند هندی آن جنتری چالیک بیای معروف نام بازیچه ایست هندی
آن گلی ڈنڈه کاچار و کاچال عبارت از رخت و متاع خانه بینه بوزن زینه پیوند خرمن
حصو صا و هر پیوند عموما کوخ خانه که از نی و علف سازند و انرا کازه نیز گویند و کومه نیز
نیز بکاف مضموم سپنج بمعنی عاریت و نیز بمعنی خانه که کشتاورزان بر کنار کشت سازند
از نی و علف مراد بستن مفتوح بمعنی و هم فرناب بمعنی وحی و کرامت شگفت بمعنی تعجب

ریجار و ریجال برای مکسور یای معروف بمعنی اجار قلاد زرا میرو را بتمار را گویند یاره و آنرا
دست برنجن نیز گویند وان پیرایه ایست که زنان بدست افگنند و بهندی کرا نسبت بینتی آن لو
پا بیز اسم خزان است کلاش عربی عنکبوت و اسم دیگران کارتن و خانه آنرا لنسج گویند با
تابدان تار و برای مضموم و واو معروف بهندی آن تجیری فوتی نقابی مضموم و دلو بهار و
چیزی که برای افروزش زنگ نگین زیران نهند و بهندی ڈانگ گویند لسته بکاف
فارسی مضموم مرادف گرسنه مکاس بمعنی ابرام در طلب چیزی و بکش اماله آنست تجوز
بهای مفتوح بمعنی جولابه وانرا پای باف نیز گویند چالو ریسمانی که مجرم را بدان لو بزند
تا خفه شود و پرد وانرا بیالستی نامند گسیل بکاف فارسی مضموم و شین مکسور و یای معروف
مرادف بدرود یعنی رخصت ولالا بمعنی گنگ که بهندی گونگا گفته شود تار بمعنی ماکاو
بکاف تازی مفتوح و جیم فارسی مفتوح بهندی آن چیلا کدیور بکاف تازی مفتوح و دال
مکسور و یای مجهول مزارع و باغبان براد بمعنی مرد کریم نوسیج بیلار کت بم تیغ بم جو بر تیغ
مردریک بمیم مضموم و دال مفتوح و رای مکسور و یای معروف و مرده ریگ بحذف یا نیز بمعنی
چیزی که از مرده باز ماند یعنی میراث زینت و انست جبو کلمه پارسی است بمعنی جنی و رپی بار بار
بمعنی رونق و تیره بمعنی خاصه و خلاصه و بموقع خصوصا و علی الخصوص نیز مستعمل گردد تری
بضم سین و یای فارسی بمعنی آخر و جام هم بمعنی زنگ و رونق و هم بمعنی انجام کرا ریش
لغات هم بلفظ انجام انجام یافت امید که درین بی سر و پای فرجای فرو دیده بدست آید
که بخشودی ایزد امیدواری او از بند رستگاری دهد فقیر سر زنده و م زرفتار طلب
تکنیش شست نه تو که توفیق زگفتار نگر دار بر دمنقط

Mirza Ghalib's

Punj Ahang

(Facsimile Edition)

The Oldest Copy of the Manuscript

Introduced by

Dr.Haneef Naqvi

Head, Deptt. of Urdu,

Benaras Hindu University, Varanasi

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna